

اسلامیات نوٹس

پروفیسر حافظ عسیر گلزار

## مذہب کا تعارف

مذہب کیا ہے؟ اس کی تعریف کیسے کی جاتی ہے؟ مختلف سوچ رکھنے والے لوگ کیسے، خطے اور مذاہب اس کی تشریح کرتے ہیں؟ کب، کیوں اور کیسے شروع ہوا؟ لوگ اس کی پیروی کیوں کرتے ہیں؟ ہمیں اسکی ضرورت کیوں ہے؟ یہ تمام اور اسی طرح کے بہت سے سوالات ہمیں اس بحث کی طرف لے جاتے ہیں تاکہ دینی علوم شروع کرنے سے پہلے ان کے جوابات تلاش کر سکیں۔

**ایشیو لوچی:**

مذہب، پرانے فرانسیسی لفظ "Religiun" سے مانوذ ہے جس کا مطلب ہے "مقدس چیز کا احترام" اور لاطینی لفظ "Religionem" کا مطلب ہے "دیوتاؤں کی تعظیم"۔

**جدید احساس:**

"اعلیٰ غیب طاقت کی پہچان، اور اس کی اطاعت"۔ الفاظ "عقیدہ"، "کلت" اور "ایمان" مترا دفاتکے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔

اردو میں ہم لفظ "مذہب" استعمال کرتے ہیں جو اصل میں عربی لفظ ہے جس کا مطلب ہے "جانے کا راستہ"، "چلنے کا راستہ"، "ایک انداز"، "ایک طریقہ" وغیرہ۔

عربی میں، مذہب کے معنی میں، لفظ "دین" یعنی "عام طور پر استعمال ہوتا ہے جس کے لفظی معنی ہیں "انتقام"، "معاوضہ"، "واپسی"، "حکم" اور "فیصلہ" وغیرہ۔ مثلاً قرآن کہتا ہے مالک یوم دین (روزِ جزا کمالک)

**قرآن میں لفظ مذہب:**

مذکورہ عربی الفاظ میں مذہب کے لحاظ سے سب سے زیادہ موزوں "دین" ہے۔ حالانکہ قرآن اس معنی میں کچھ دوسرے الفاظ بھی استعمال کرتا ہے جیسے "بِملّه"۔ "صراط"، "منہاج" اور "شرع"۔

لیکن جس لفظ کو ترجیح دی گئی ہے اور کثرت سے ہدایت الہی یعنی قرآن و حدیث میں استعمال کیا گیا ہے، وہ "دین" ہے کیونکہ یہ آخرت میں اعمال کی جزا اور جزا کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ لفظ "مذہب" آسمانی صحیفے میں کہیں بھی مذہب کے معنی میں استعمال نہیں ہوا ہے کیونکہ یہ اردو کے علاوہ مذہب کے صحیح معنی کا اظہار نہیں کرتا، اس کے بجائے عربی میں "نقطہ نظر" اور "مکتب فکر" کے لیے استعمال ہوتا ہے۔"

### تعریفیں اور تصویرات:

مختلف علاقوں، عہدوں اور افکار کے لوگوں نے اپنے اپنے علم اور تجربات کی روشنی میں مختلف طریقوں سے مذہب کی تشریع کی ہے۔ مذہب کے بارے میں مختلف نظریات اور روایوں کے بارے میں اندازہ حاصل کرنے کے لیے اسلامی نقطہ نظر کے ساتھ ساتھ مغربی علماء اور فلسفیوں کی چند آراء بھی پیش کی جا رہی ہیں۔

ایڈورڈ برنسٹن 1832-1917 (ابنی کتاب "Primitive Culture" میں بیان کرتا ہے)

"روحانی وجود پر یقین"

:David Emile Durkheim 1858-1917

"مقدس چیزوں سے متعلق عقائد اور طریقوں کا متحد نظام"

ولیم جیمز 1842-1910 (ابنی کتاب "مذہبی تجربات کی اقسام" میں بیان کرتے ہیں)

"انفرادی مردوں کے ان کی تہائی میں احساسات، اعمال اور تجربات، چاہے وہ اہی سمجھیں۔"

مغربی نظریات کی جڑیہ ہے کہ ان کے نزدیک مذہب "مقدس اور روحانی چیزوں سے تعلق، تہائی میں احساسات اور افراد کے تجربات" ہے۔

اہی نقطہ نظر: (مشرقی نقطہ نظر)

"مذہب ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو خالق، رب (خدا) نے اپنے رسولوں کے ذریعے و قات فوتاً اپنے بندوں (انسانوں اور جنوں) کی زندگی اور بعد کی زندگی میں کامیابی کی طرف رہنمائی کے لیے مرتب کیا اور نازل کیا ہے۔"

### تجزیہ:

ان تمام نقطہ نظر پر نظر ڈالنے سے چند حقائق سامنے آتے ہیں کہ مغربی علماء مذہب کی تشریح اس طرح کرتے ہیں کہ اس کا تعلق صرف فکر سے ہے، مذہب کے عملی پہلو پر زور نہیں دیا جاتا۔ یہ روایہ مغربی معاشرے میں آسانی سے دیکھا جا سکتا ہے کیونکہ وہ اپنی روزمرہ زندگی کے ساتھ ساتھ معاشی اور سیاسی اداروں میں مذہب کی مداخلت کو ناپسند کرتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ ان کی تشریح سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک مذہب ہر فرد کا ذاتی معاملہ ہے، کیونکہ لوگ اپنے خیالات اور روحانی اور مقدس مخلوقات کے ساتھ تعلق میں مختلف ہوتے ہیں۔ یہ نقطہ نظر مغربی معاشرے میں بالخصوص جدید دور میں بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ دوسری طرف، یہ ظاہر ہوتا ہے کہ الہی نقطہ نظر سے مذہب نظریاتی ہونے سے زیادہ عملی ہے کیونکہ یہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور تقریباً 90 فیصد اسلامی تعلیمات عمل پر مبنی ہیں۔ اس کے علاوہ یہ ذاتی معاملہ سے بڑھ کر ایک اجتماعی اور باہم مربوط مسئلہ ہے کیونکہ اجتماعیت کے بغیر دنیاوی زندگی میں کامیابی تصور نہیں کی جاسکتی۔

### دین کی ضرورت:

مذہب بنی نوع انسان کی ایک لازمی ضرورت ہے کیونکہ یہ زندگی کے جو ہر کو معنی دیتا ہے، وجود کا مقصد پیدا کرتا ہے اور بنی نوع انسان کی اساس کو قائم کرتا ہے۔ یہ گفتگو ان پہلوؤں پر مزید تفصیل کی متقاضی ہے۔

### فطرت کا مطالبہ:

یہ بات قابل ذکر ہے کہ آزادی اور آزادی انسانوں کے لیے کبھی متوجہ اور مطلوب رہی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ انسان اپنی فطری خواہش کی بنابرہر قسم کی قید و بند سے آزادی اور آزادی کو ترجیح دیتا ہے جو کہ دین کا بنیادی حصہ ہیں۔ زمینی حقیقت سے پتہ چلتا ہے کہ دنیا کی تقریباً 85-80 فیصد آبادی کسی نہ کسی مذہب سے وابستہ ہے اور آزادی اور آزادی پر مذہب کی طرف سے مقرر کردہ پابندیوں اور قید کو ترجیح دیتی ہے جو خود انسان کے لیے حیران کن ہے۔

یہ معہ حل کرنا غیر پیچیدہ ہے۔ درحقیقت کسی نہ کسی مذہب سے تعلق انسان کی فطری فطرت کا تقاضا ہے جس کے ساتھ انسان کو پیدا کیا گیا ہے۔ فطرت سے مراد کسی چیز کی ایک لازمی خصوصیت یا خصوصیت ہے جس کے ذریعے وہ خاص چیز پہچانی اور پہچانی جاتی ہے۔ اگر اس خصوصیت کو ہٹا دیا جاتا ہے تو، وہ خاص چیز اب وہی چیز نہیں رہتی ہے۔

مثال کے طور پر، پانی کو اس کی لیکوئیدیٹی اور بہاؤ کے لیے پہچانا اور جانا جاتا ہے، اگر اس خصوصیت کو ہٹا دیا جائے تو اسے برف کہا جا سکتا ہے لیکن اب پانی نہیں۔

اسی طرح انسان کو اس شرط کے ساتھ پیدا کیا گیا ہے کہ وہ کسی نادیدہ سپرنیچرل پاور پر یقین کرنے کا پابند ہو۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ انسان اسے پہچانے یا نہ پہچانے، کیونکہ یہ ایک سے زیادہ بار تجربہ کر کے ثابت ہوا ہے کہ انسان کسی کام کے لیے فیصلہ اور عزم کرتا ہے اور مقصد کے حصول کے سخت جدوجہد کرتا ہے، آخر کار تمام عزم کے باوجود ناکام ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ناپسندیدہ بیماریوں، حادثات، اموات اور آفات میں بنتا ہونا یہاں تک کہ انسان کو کسی دوسرے مفتاد طاقتور پر یقین کرنے پر مجبور کرتا ہے جو خود انسان سے زیادہ غالب اور بااثر ہے۔ انسان اپنی فطرت کی وجہ سے خوفزدہ رہتا ہے کہ اگر یہ طاقت انسان سے ناراض ہو جائے تو اسے نقصان یا تباہی کا باعث بن جائے۔

نتیجے کے طور پر، انسان کسی بھی متوقع یا غیر متوقع ناکامی اور فساد سے خود کو محفوظ رکھنے اور زیادہ سے زیادہ فوائد اور فوائد حاصل کرنے کے لیے اس طاقت کو حاصل کرتا ہے۔ اس طرح مذہب جنم لیتا ہے اور یہ صرف خدا پر یقین ہی ہے جو نفس و دماغ کو سلامتی، روح کو سکون، فرد کو معنی اور انسانی فطرت کو اطمینان بخش سکتا ہے۔

**انسانی فطرت:**

"Innate" سے مراد ضروری انسانی خصوصیات میں بنایا گیا ہے۔ انسان کو ایک فطری فطرت کے ساتھ پیدا کیا گیا ہے جو اسے خدا کے طور پر ایک ان دیکھی سپر فطری طاقت پر لیقین کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ قرآن نے سورہ اعراف (172) میں آدم (ع) کے زمین پر اترے جانے سے پہلے جنت میں پیش آنے والے ایک واقعہ کے بارے میں بتایا ہے جس کی شناخت "ابتدائی عہد" کے نام سے کی گئی ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی بیان کردہ تفصیلات کے مطابق اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے تمام انسانی روحلیں پیدا کیں اور اپنے آپ کو ان کے سامنے پیش کیا اور ان سے سوال کیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ ان سب نے جواب دیا، "کیوں نہیں" یعنی سب نے اس پر اتفاق کیا۔

یہ عہد اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی فطری فطرت کے طور پر مقرر کیا ہے۔ اسی فطرت کو قرآن میں "فطرہ" کہا گیا ہے اور ہر ایک اسی "فطرہ" کے ساتھ جنم لیتا ہے جو حقیقتِ الہی کو قبول کرنے کا باعث بنتا ہے۔ ضروری حقائق کے علم کے لیے دماغ کی خواہشات: ایک عقیدے کی انسان کی ضرورت بندیا دی طور پر اپنے آپ کو اور اپنے ارد گرد کی کائنات کو جاننے کے لیے انسان کی خواہش سے حاصل ہوتی ہے۔ جوابات تلاش کرنے کی ضرورت نے ہمیشہ کی تشویش پر قبضہ کیا ہے۔

انسانی فلسفہ قطعی حل تک پہنچنے کے بغیر۔ ان کی تخلیق کے بعد سے، لوگوں کو پریشان کن سوالات تھے "کہاں سے؟"، "کہاں؟" اور "کیوں؟" وہ کبھی کبھی روزمرہ کی زندگی کے تقاضوں سے مشغول ہو جاتے ہیں، لیکن وہ ایک دن ان ابدی کی طرف لوٹ جاتے ہیں۔

سوالات انسان سوچتا ہے: میں اور یہ لا محدود کائنات کہاں سے آئے؟ کیا میں خود وجود میں آیا ہوں یا کوئی خالق ہے جو مجھے وجود میں لائے؟ وہ کون ہے؟ میرا اس سے کیا تعلق ہے؟ اس وسیع زمین، آسمان، جانوروں، سبزیوں، معدنیات، سیاروں اور ستاروں کا کیا ہو گا؟ کیا وہ خود ہی وجود میں آئے ہیں یا کوئی خود مختار خالق ہے؟ اس زندگی کے بعد کیا ہے؟ موت کے بعد کیا ہے؟ اس سیارے زمین پر مختصر سفر کے بعد ہم کہاں جائیں گے؟ کیا پیدائش سے موت تک کی زندگی کی کہانی اس سے آگے کچھ نہیں رکھتی؟

کیا نیکی اور سچائی کے لیے اپنی جانیں قربان کرنے والوں کا انجام وہی ہوتا ہے جیسا کہ بدکار اور بدمعاش جو اپنی خواہشات اور خوشنودی کے لیے دوسروں کو قربان کر دیتے ہیں؟ کیا زندگی صرف موت پر ختم ہوتی ہے؟ یا مرنے کے بعد کوئی اور زندگی ہے جس میں نیک لوگوں کو جزا دی جاتی ہے اور بدمعاشوں کو سزا ملتی ہے؟ اور ہمیں نوع انسان کو کیوں وجود میں لایا گیا؟ لوگوں کو عقل، عقل، علم اور ارادہ کیوں دیا گیا جو انہیں تمام جانوروں سے ممتاز کرتا ہے؟ آسمان اور زمین کی ہر چیز اس کی خدمت میں

کیوں لگتی ہے؟ کیا اس کے وجود کا کوئی مقصد ہے؟ کیا اس کی زندگی میں کوئی مشن ہے؟ یا وہ صرف جانوروں کی طرح کھانے کے لیے وجود میں آیا تھا اور پھر جانوروں کی طرح ختم ہو گیا تھا؟ اگر وجود کا کوئی مقصد ہے تو وہ کیا ہے؟ یہ مقصد کیسے پورا ہو سکتا ہے؟ یہ سوالات ہر دور میں انسان کو پریشان کرتے رہے ہیں اور ایسے جوابات مانگتے رہے ہیں جو عقل کو مطمئن اور دل کو سکون بخشتے ہیں۔ اس طرح کے جوابات صرف مذہب یا خالص مذہبی عقیدے میں ملتے ہیں۔ یہ مذہب ہی ہے جو بنیادی طور پر انسان کو سکھاتا ہے کہ وہ نہ اتفاق سے وجود میں آیا ہے اور نہ ہی خود سے بلکہ اسے ایک عظیم خالق نے پیدا کیا ہے جو اس کا خدا ہے، کہ خدا نے انسان کو بنایا، اس کی وضع قطع کی، اسے مناسب تناسب دیا، اس میں روح پھونکی۔ اسے سماعت، پینائی، دماغ اور دل سے نواز اور اسے ماں کے پیٹ میں جنین کی طرح ہر طرح کی نعمتیں عطا کیں۔

### تاریخ اور پس منظر:

مذاہب کی تاریخ سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ مذہب کبھی بھی ہر معاشرے میں انسانی زندگی کا لازمی حصہ رہا ہے۔ یونانی مورخ پلوٹارک (46-120 عیسوی) لکھتا ہے، ”تاریخ میں میں نے قلعوں کے بغیر شہر، محلات کے بغیر شہر، اسکولوں کے بغیر شہر، لیکن عبادت گاہوں کے بغیر شہر کبھی نہیں پائے۔“ مذہب کی تاریخ کے لیے، ہمیں آثار قدیمہ کے شواہد بھی ملتے ہیں۔ اسی طرح بابل کا ایک بادشاہ حمورابی (2300 قبل مسیح) کی طرف سے قانون کی تختیاں تقریباً ابراہیم (ع) کے زمانے میں بابل کے دارالحکومت نینیوی میں رہتا تھا۔ یہ تختیاں الہی تعلیمات سے اخذ کردہ کچھ شقوں پر مشتمل قوانین کو بیان کرتی ہیں۔ مزید برآں، قدیم قبرستان جیسے مقبرے اور اہرام مذہب کا بڑا ثبوت فراہم کرتے ہیں، کیونکہ خود تدفین، قرآن کے نزول کے مطابق کوون کے ذریعے بنی نوع انسان کو دین کی تعلیم دی جاتی ہے۔ لیکن، یہ اصل میں کب اور کیسے شروع ہوا، تاریخ خاموش ہے اور کوئی قطعی جواب نہیں دیتی۔ لیکن، قرآن اور بابل جیسے آسمانی صحیفے اس بات کو اچھی طرح سے ظاہر کرتے ہیں کہ مذہب اس زمین پر سب سے پہلے آدم (ع) نامی شخص سے شروع ہوا تھا۔

### مذاہب کی عالمگیر خصوصیات:

دنیا میں موجود مذاہب کی ایک بڑی تعداد میں بہت سارے افکار اور تعلیمات موجود ہیں، لیکن کچھ بنیادی خصوصیات ان سب کے درمیان آفاقی اور مشترک سمجھی جاتی ہیں، وہ درج ذیل ہیں۔

#### • عقیدہ اور عقائد:

موجودہ تمام مذاہب میں ایسی تعلیمات موجود ہیں جن میں افکار شامل ہیں جنہیں عقائد کہا جاتا ہے۔ اگرچہ، یہ عقائد تفصیلات میں مذہب سے مختلف ہوتے ہیں، لیکن ایک نظریاتی حصہ ہونے کی وجہ سے عام ہیں۔

#### • رسم و روان:

تمام مذاہب کے پیروکاروں کی طرف سے پیروی کی جانے والی کچھ عملی رسومات ہیں جو بعد میں اس مخصوص مذہب کی شناخت بن جاتی ہیں۔ یہ دوسری خصوصیت ہے جو تمام مذاہب کے درمیان مشترک ہے خواہ وہ نازل ہوں یا غیر ظاہر ہوں۔ لیکن، اسی طرح عقائد، یہ رسومات بھی مذہب کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہیں۔

#### • اخلاقیات اور اخلاقیات:

تمام مذاہب اچھے اور بے کے اپنے اپنے تصورات اور اخلاقی اقدار کی پابندیاں ان کے اپنے خیالات اور رسومات سے اخذ کرتے ہیں۔ اگرچہ، کچھ اخلاقی اقدار عالمگیر ہیں جیسے سچ بولنا، جھوٹ نہ بولنا اور بے گناہ کو قتل نہ کرنا، لیکن کچھ مختلف مذاہب میں مختلف ہو سکتے ہیں۔ یہ بہت ممکن ہے کہ ایک مذہب میں ایک قدر اچھی سمجھی جائے لیکن دوسرے مذہب میں نہ ہو۔

#### مذہب اور انسانی زندگی:

اس حقیقت میں کوئی دوسری رائے نہیں کہ مذہب کبھی بھی بہت زیادہ اثر انداز رہا ہے اور اس نے انسانیت، ان کی ذاتی اور اجتماعی زندگی پر بہت زیادہ اثر ڈالا ہے۔ انسان، ایک مذہب کا پیروکار ہونے کے ناط، ایک اطمینان بخش زندگی گزارتا ہے کیونکہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس نے اس مقدس سپر فطری طاقت کے ساتھ ایک زبردست رشتہ قائم کر لیا ہے اور

انسانی زندگی کو فائدہ پہنچانے یا تباہ کرنے کا اختیار رکھتی ہے۔ اس کے علاوہ انسان کو وقار و قوت انسانیتی سکون اور روحانی طاقت کی ضرورت ہوتی ہے اور مشکل اور بحران کے وقت ایک زبردست اور بے نیاز حمایتی کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔

یہ وہ مذہب ہے جو انسان کی زندگی، امید اور ہمت رکھتا ہے، جب کوئی شخص کچھ کھو دیتا ہے یا جس سے وہ پیار کرتا ہے، یا کچھ حاصل کرنے میں ناکام رہتا ہے، یا بد قسمتی اور بیماری کا شکار ہوتا ہے۔ مذہبی عقیدہ اسے سہارا، طاقت، امید، تعزیت اور صبر فراہم کرتا ہے۔ مذہب بنی نوع انسان کی اجتماعی زندگی کو بھی متاثر کرتا ہے۔ درحقیقت معاشرے ہمیشہ مذہب کی بنیاد پر قائم ہوتے ہیں اور اپنی تہذیب و ثقافت بناتے ہیں۔

دنیا کی تمام عظیم تہذیبیں اپنے مذہب سے جانی جاتی ہیں جیسے بدھ تہذیب، ہندو ثقافت اور تہذیب اور مسلم تہذیب ان کے مذاہب کے نام پر رکھی گئی ہے۔ مزید برآں، مذہب معاشرے کے ارکان کے درمیان تعلقات کو کنٹرول اور کنٹرول کرتا ہے اور ہر فرد کو اپنی حدود کا پابند بناتا ہے، دوسروں کے حقوق کی پامالی سے باز رہتا ہے اور فوری ذاتی فائدے کے لیے کمیونٹی کی فلاح و بہبود کو نظر انداز نہیں کرتا ہے۔

### مذاہب کی درجہ بندی:

دنیا میں تقریباً نو ہزار مذاہب ہیں جن میں قبائلی مذاہب بھی شامل ہیں۔ ان مذاہب کو دو بڑے زمروں میں تقسیم کیا گیا ہے، ظاہر اور غیر ظاہر۔ اکٹشاف سے مراد پیروکاروں کے اس دعوے کی طرف اشارہ ہے کہ انسانی رہنمائی کے لیے کوئی آسمانی صحیفہ ہو۔ یہودیت، عیسائیت اور اسلام کو نازل شدہ مذاہب سمجھا جاتا ہے۔ باقی مذاہب کو غیر منکشف مذاہب قرار دیا گیا ہے کیونکہ ان کے پاس کچھ مقدس اور مقدس کتابیں ہونے کے باوجود وہ الہامی صحیفہ ہونے کا دعویٰ نہیں کرتے۔

### مذہبی نظریات:

الہیات خدا کے تصورات اور مذہبی سچائیوں کی نوعیت کا منظم اور عقلی مطالعہ ہے۔ یہ ایک ایسا علم ہے جس سے مراد خدا، اس کی حقیقت اور اس کائنات اور بنی نوع انسان کے ساتھ تعلق ہے۔ خدا ایک ما فوق الفطرت ہستی اور ایک حقیقت ہے، لیکن انسان، خدا کے ساتھ اپنی تمام تروابشگی کے باوجود، اس کی حقیقت تک پہنچنے اور اسے دریافت کرنے سے قاصر ہے کیونکہ وہ انسان کے حواس اور تصورات کے نقطہ نظر سے باہر ہے۔ تاہم، لوگوں نے اپنے عقلی اور حقیقتی نتیجے کے طور پر اسے دریافت کرنے کی کوشش کی۔ انہوں نے اختلاف کیا اور کئی تصورات بنائے۔ ان میں سے کچھ درج ذیل ہیں،

## 1-الحاد (Atheism)

خدا اور مذہب کے وجود کا انکار کرنا اور کائنات کے خود وجود پر یقین رکھنا۔

## 2-اگنوسلکزم (Agnostism)

خدا کے وجود یا عدم وجود کے بارے میں یقین نہ ہونا، بلکہ اس کے بارے میں شک میں مبتلا ہونا۔

## 3-دین پرستی:

خدا کو ماننا لیکن وحی اور کائنات میں خدا کی مداخلت کا انکار کرنا۔

## 4-بٹ پرستی:

کائنات کے قانون اور فطرت کے ساتھ خدا کی شناخت اور مساوات، کائنات کو خدا قرار دینا۔

## 5-توحید:

اس بات پر یقین کرنا کہ خدا ایک نہیں ہے (اس کی تائید آسمانی صحیفوں سے ہوتی ہے)

## 6-شرک:

خدا کی کثرت یعنی خدا کے اعداد پر یقین۔

## اسلام کا تعارف

اسلام دنیا کے مذاہب میں ایک مشہور مذہب کا نام ہے۔ یہ دین حق ہے جس میں افکار اور عمل دونوں موجود ہیں۔ الہامی صحیفہ القرآن کے مطابق یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سچا مذہب ہے۔ اور الہی ہدایت کا آخری اور مکمل نسخہ۔

### ایشیو لوچی:

لفظ "اسلام" ایک عربی لفظ ہے جو ایک اور عربی لفظ "سلام" سے مانوذ ہے بغیر الف کے جس کے لفظی معنی ہیں "امن" اور "حفظت"۔ عربی کے لسانی اصولوں کے مطابق اس میں ایک اور حرف "الف" کا اضافہ ہوا اور یہ "اسلام جو کہ دین کا عنوان ہے۔ "الف" کے اضافے کے بعد، لفظ اب بدل گیا ہے اور ظاہر ہے کہ معنی بھی بدل گئے ہیں، لہذا اب یہ "امن و سلامت" کے معنی میں نہیں رہا، بلکہ اس کا مطلب ہے "اطاعت"، "تسلیم" اور "ہتھیار ڈالنے"۔

### تعریف اور تصور:

"ایک مکمل ضابطہ حیات جو اللہ (خالق، مالک اور رب) نے اپنے نبیوں اور رسولوں (آدمؑ) سے لے کر اس کے آخری رسول تک محمد ﷺ کے لیے وقار فتوح قرار ہنمائی کے لیے مرتب کیا اور نازل کیا ہے۔ اس کے بندوں (انسانوں اور جنوں) کو زندگی اور آخرت میں کامیابی کے لیے۔"

### اہم نوٹ 1:

اسلام دوسرے مذاہب کے بر عکس ہے کیونکہ ان میں کچھ مخصوص روایات ہیں اور رسم و رواج خاص طور پر تین موقع پر یعنی بچے کی پیدائش، شادی اور کسی شخص کی موت، یا زیادہ سے زیادہ کچھ رسومات عبادت کے طور پر ادا کی جاتی ہیں۔ ان کے پاس اپنے مذہب کی بنیاد پر عبادات، سماجی معاملات، معاشری نظام، سیاسی اور قانونی معاملات کا منظم ڈھانچہ نہیں ہے۔

دوسری طرف اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور زندگی کے ہر پہلو کے لیے تعلیمات سے پوری طرح آرستہ ہے۔ مثال کے طور پر، زندگی کے مذکورہ بالا شعبوں کے ساتھ، اسلام روزمرہ کے معمولات مثلاً کھانے پینے، سونا، لباس پہننے پر بھی زور دیتا ہے اور روزمرہ زندگی کی ضروریات کو اسلام کے احکام کے مطابق انجام دینے کا بھی حکم دیتا ہے۔

دوم، اسلام ایک الہی مذہب ہے، جسے اللہ تعالیٰ (خالق، مالک اور تمام جہانوں کا رب) کی طرف سے منتخب اور نازل کیا گیا ہے۔ یہ انسان کا بنیا ہوا مذہب نہیں ہے۔ اس کی تعلیمات حقیقی طور پر رب کی طرف سے ہیں اور شک و شبہ سے بالاتر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا آخری نسخہ اپنے آخری رسولوں محمد ﷺ پر اپنے ایک فرشتے جبراً علیہ السلام کے ذریعے نازل کیا ہے جو تمام فرشتوں کا سردار تسمیحے جاتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے:-

**وَإِنَّهُ لَتَتَنَزَّلُ كِتْبٌ الْعَلِيَّاتُ ۖ تَكَلَّمُ بِهِ الرُّؤْمُ الْأَكْمَمُ ۖ عَلَىٰ قَلْبِكَ لَتَكُونَ مِنَ الْمُنْذَرِينَ ۗ بِلِسَانٍ عَرَبِيًّا مُّبِينِ ۖ**

بیشک یہ قرآن رب العالمین کا نازل کیا ہوا ہے۔ امانت دار فرشتہ اسے لے کر اتراتا ہے۔ (اے پغیر!) تمہارے قلب پر اتراتا ہے تاکہ تم ان (پغیروں) میں شامل ہو جاؤ جو لوگوں کو خبردار کرتے ہیں، ایسی عربی زبان میں اتراتا ہے جو پیغام کو واضح کر دینے والی ہے۔

#### اسلام کا موضوع:

موضوع سے مراد کسی خاص چیز یا شے کے مطالعہ کی طرف ہے جس پر بطور موضوع بحث کی جاتی ہے۔ مثلاً طبی سائنس کے تحت انسانی جسم پر بحث کی جاتی ہے۔ اس لیے یہ میدیا کل سائنس کا موضوع ہے۔ اور مشین انجینئرنگ کا موضوع ہے کیونکہ اس پر انجینئرنگ کے نظم و ضبط کے تحت بحث کی جاتی ہے۔ اسی طرح جب اسلام کو ایک نظم و ضبط اور ضابطہ حیات سمجھا جاتا ہے تو اس میں بھی کوئی نہ کوئی موضوع ضرور زیر بحث آنا چاہیے۔ اور پوری اسلامی تعلیمات کا موضوع ہے ...

"انسان اور جن اللہ کے بندے ہیں" ، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے؛

**وَمَا حَكَلْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا يَعْبُدُونِ**

اور میں نے جنات اور انسانوں کو اس کے سوا کسی اور کام کے لیے پیدا نہیں کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔

#### اسلام کا مقصد:

اسلام کے اس نزول کے پیچھے نصب العین ہے۔ ...

"انسانوں اور جنوں کو مکمل رہنمائی فراہم کرنا جو انہیں زندگی اور آخرت میں کامیابی کی طرف لے جائے"۔

اہم نوٹ:

ایک قابل غور نکتہ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ صحیحہ القرآن کی تشریع کے مطابق کامیابی کا اصل تصور جہنم کی آگ سے محفوظ طریقے سے نکالنے اور جنت میں داخل ہونے سے ہے۔ اللہ فرماتا ہے....

كُلُّ نَفِيسٍ ذَاتِقَةُ الْمَوْتِ ۚ وَإِنَّهَا تُوَفَّونَ أُجُورَ كُمْ يَوْمَ الْقِيَمةِ ۖ فَمَنْ رُحِمَ عِنَّ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۖ وَمَا الْحَيَاةُ إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ<sup>۱۶۶</sup>

ہر جاندار کو موت کا مزہ چکھنا ہے، اور تم سب کو (تمہارے اعمال کے) پورے پورے بد لے قیامت ہی کے دن ملیں گے۔ پھر جس کسی کو دوزخ سے دور ہٹالیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا، وہ صحیح معنی میں کامیاب ہو گیا، اور یہ دنیوی زندگی تو (جنت کے مقابلے میں) دھوکے کے سامان کے سوا کچھ بھی نہیں۔

آیت سے پتہ چلتا ہے کہ اس حقیقی کامیابی سے بڑھ کر کوئی بھی دنیاوی کامیابی قابل تعریف اور قابل اعتماد نہیں ہے خاص طور پر جب یہ دنیا خود فانی ہو اور جب تک انسان جہنم کی آگ سے محفوظ نہ ہو جائے۔

اسلام کا چہرہ:

نبی اکرم ﷺ کی ایک بہت مشہور حدیث میں (جس کا عنوان حدیث جبریل ہے، نبی ﷺ نے جبراًیل علیہ السلام کے سوال کے جواب میں اسلام کا تعارف چہرے کے خدوخال سے کروایا)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ ایک دن لوگوں کے سامنے (تشریف فرمایا تھے، ایک آدمی آپ اللہ اسلام کے پاس آیا اور پوچھا: اے اللہ کے رسول! ایمان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "تم اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، اس کی کتاب، قیامت کے روز (اس سے ملاقات) اس کے سامنے حاضری) اور اس کے رسولوں پر ایمان لاو اور آخری (بار زندہ ہو کر) اٹھنے پر (بھی) ایمان لے آؤ۔" اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! اسلام کیا ہے؟ آپ اللہ اسلام نے فرمایا: "اسلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراو، لکھی (فرض کی گئی نماز کی پابندی کرو، فرض کی گئی زکاۃ ادا کرو۔ اور رمضان کے روزے رکھو۔" اس نے کہا: اس وادے اللہ کے رسول! احسان کیا ہے؟ آپ اللہ اسلام نے فرمایا: "اللہ

تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے ہو تو وہ یقیناً تمہیں دیکھ رہا ہے۔" (صحیح مسلم؛ ۹۲)

یہ حدیث اسلام کے چہرے کی خصوصیات کو مندرجہ ذیل پانچ کے ذریعے بیان کرتی ہے۔

- (1) ایمان (شہادات، ایمان)
- (2) نماز (الصلوة)
- (3) صدق (زکۃ)
- (4) حج (الحج)
- (5) روزہ (صوم)

اسلام کے ستون:

نبی ﷺ کی ایک اور بہت مشہور حدیث (اسلام کو ایک تعمیر شدہ عمارت کے ذریعے ظاہر کرتا ہے جسے نبی ﷺ نے اپنی تعلیمات کے لیے ایک مثال کے طور پر پیش کیا ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا؛

**بِنْيَ الْإِسْلَامِ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَإِقَامُ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ، وَحَجَّ الْبَيْتِ، وَصَومُ**

### رمضان

"اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ

اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، حج کرنا۔ گھر کی زیارت اور رمضان میں روزے رکھنا۔"

مذکورہ حوالہ ایک بار پھر اسلام کی انہی پانچ تعلیمات کو بیان کرتا ہے جو کہ پچھلی تعلیم میں تھا۔ لیکن ایک کالم ساختہ عمارت جس کی بنیاد پانچ کالموں اور ستونوں پر رکھی گئی ہے، اس حدیث میں اسلام کے لیے مثال کے طور پر پیش کی گئی ہے۔

اہم نوٹ 2:

لیکن پھر یہ سمجھنا ضروری ہے کہ حدیث مذکورہ بالا پانچوں کو اسلام کی انتہائی اہم تعلیمات کے طور پر طے کرتی ہے لیکن مکمل اسلام نہیں۔ کیونکہ صرف کالم، ایک مکمل عمارت نہیں ہیں، اس کے ساتھ ساتھ ایک عمارت میں بہت سے دوسرے حصے بھی

ہیں۔ اسی طرح یہ پانچ مکمل اسلام نہیں ہیں۔ اسلامی تعلیمات کے بہت سے دوسرے حصے ہیں جیسا کہ نبی ﷺ نے بیان کیا ہے۔

"ایمان کے ستر سے زیادہ حصے ہیں"۔

**پانچوں کی اہمیت:**

اسلام کی تمام تعلیمات میں مندرجہ بالا پانچوں کی اہمیت اور خصوصیت کو سمجھنے کے لیے بنیادی طور پر دو وجہات سامنے آتی ہیں کہ ان پانچوں کو اسلام کا ستون، اسلام کی پیشانی اور اسلام کا ابتدائی تعارف کیا گیا ہے۔

1- ان پانچوں میں سے پہلی کا تعلق اسلام کے عقیدے اور عقائد سے ہے جبکہ باقی چار کا تعلق اسلام کی عبادات سے ہے۔ ایمان اور عبادات ہی اصل مقاصد ہیں جن کے لیے انسانوں اور جنوں کو پیدا کیا گیا ہے۔ اللہ نازل فرماتا ہے؛

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿٤٦﴾

اور میں نے جنات اور انسانوں کو اس کے سوا کسی اور کام کے لیے پیدا نہیں کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔

2- دوسری بات یہ ہے کہ یہ پانچوں کبھی بھی الہامی مذاہب کا حصہ رہے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین جیسا کہ ہم ان کے اپنے مطالعہ کے تحت اس پر بحث کریں گے۔

**اسلام کا مکمل ڈھانچہ:**

اسلامی تعلیمات کو ابتدائی طور پر پانچ بڑے زمروں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

**عقائد:**

1- اللہ کی وحدانیت

2- اس کے فرشتے

3- اس کی کتابیں۔

4- اس کے رسول

5- آخرت

6- تقویر

عبادات:

1- دعائیں

2- زکوٰۃ

3- روزہ

4- حج

5- تبلیغ + جہاد

لین دین:

1- سماجی معاملات

2- پیسے کا لین دین

قوانين اور قواعد

1- سیاسی نظام

4- قانون سازی کا نظام

3- عدالتی نظام

طہارت اور اخلاقیات

1- اخلاقیات کا تصور

2- اچھائی اور بُرائی کا تصور

3- غیر منصفانہ اور منصفانہ تصور

4-اخلاقی اقدار

5-طہارت

اسلام کی انتہا:

آخر میں یہ بھی ضروری ہے کہ اسلام کی حیثیت کو اللہ رب العالمین کی نظر میں سمجھ لیا جائے۔ آسمانی صحیفہ قرآن کے مطابق اسلام کی تکمیل کا تصور درج ذیل دو نکات پر مشتمل ہے۔

1- اسلام (آخری نسخہ، جو محمد ﷺ پر نازل ہوا) حقیقی معنوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک واحد مذہب ہے۔

إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْأَكْلَمُ

”بے شک اللہ کے نزدیک دین، اسلام ہے۔“

نیز کسی کو اسلام کو مانے اور اس کی پیروی کیے بغیر نہیں مرتنا چاہیے۔ جیسا کہ

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں واضح طور پر خبردار کیا ہے کہ

يَا كَيْلَهَا أَلَّذِينَ أَمْنَوْا ثُقُولَ اللَّهَ حَقًّا ثُقِّلَهُ وَلَا تَبُوتُنَّ إِلَّا وَآتَنَّهُمْ مُسْلِمُونَ ④

اے ایمان والو! دل میں اللہ کا ویسا ہی خوف رکھو جیسا خوف رکھنا اس کا حق ہے، اور خبردار! تمہیں کسی اور حالت میں موت نہ آئے، بلکہ اسی حالت میں آئے کہ تم مسلمان ہو۔

2: حقیقی معنوں میں کامیابی کا تصور یعنی آخرت کی کامیابی کا دار و مدار اسلام کے اس آخری نسخے پر عمل کرنے پر ہے، اور کامیابی کا کوئی دوسرا ممکن طریقہ یا کلید نہیں ہے۔ کوئی دوسرا مذہب اللہ کے نزدیک قابل قبول نہیں جو قیامت کے دن کا رب اور مالک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اس کا اعلان کیا ہے کہ

وَمَنْ يَتَنَعَّمْ غَيْرُ الْأَسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ ۝ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَسِيرِينَ ۝

جو کوئی شخص اسلام کے سوا کوئی اور دین اختیار کرنا چاہے گا، تو اس سے وہ دین قبول نہیں کیا جائے گا، اور آخرت میں وہ ان لوگوں میں شامل ہو گا جو سخت نقصان اٹھانے والے ہیں۔

نیز اسلام کے اس آخری نسخے پر ایمان لائے بغیر مرتا جہنم میں یقینی اور ابدی عذاب کا سبب بنے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے؛

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَا تُؤْتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَن يُقْبَلَ مِنْ أَكْحَدِهِمْ مِنْ عَالَمٍ إِلَّا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ وَمَا لَهُمْ مِنْ نِصْرٍ إِنَّ

جن لوگوں نے کفر اپنایا اور کافر ہونے کی حالت ہی میں مرے، ان میں سے کسی سے پوری زمین بھر کر سونا قبول نہیں کیا جائے گا، خواہ وہ اپنی جان چھڑانے کے لیے اس کی پیشکش ہی کیوں نہ کرے۔ ان کو تودر دنا ک عذاب ہو کر رہے گا، اور ان کو کسی قسم کے مددگار میسر نہیں آئیں گے۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد ﷺ کی جان رکھی ہو، یہودی یا نصرانی میں سے کسی کو میرے بارے میں معلوم ہو، اور پھر جس (اسلام) کے ساتھ مجھے بھیجا گیا ہے اس پر ایمان نہ لائے تو وہ یقیناً جہنمیوں میں سے ہو گا۔

## اسلام کے ستون

### توحید

توحید کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کی طرف وحدانیت کو منسوب کرنا اور اس کو یکتا و یکتا قرار دینا، اس کی ذات اور صفات میں کوئی شریک یا ہمسر نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک توحید سب سے زیادہ حساس اور اہم مسئلہ ہے۔ اسلام کی بنیاد اسی عقیدے پر رکھی گئی ہے۔ جب تک ہم اس عقیدے کا گہرا ادراک نہیں رکھتے ہمارا ایمان داؤ پر لگا ہوا ہے۔ اس عقیدہ کے ادراک کے بغیر ہم کبھی بھی ایمان کی جو ہر حاصل نہیں کر سکتے۔ اُسے پہچانے بغیر، ہم اُس کے ساتھ کبھی بھی رشته استوار نہیں کر پائیں گے۔

ہمیں توحید کے اس بنیادی تصور کو سیکھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے وجود پر اپنے یقین کو مضبوط کرنے کے لیے ہمیں قرآن و حدیث پر مبنی دلائل اور منطق ہونی چاہیے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ذاتی تعلق استوار کرنا چاہیے۔ جب ہم اسے حقیقی معنوں میں پہچانیں گے تو ہی ہم اس کی حقیقی معنوں میں پیروی کر سکیں گے۔ جیسا کہ قرآن میں مذکور ہے:

إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مَنْ عَبَادَهُ الْعَلَمَوْا

اللہ سے اس کے بندوں میں سے وہی ڈرتے ہیں جو علم رکھنے والے ہیں۔

توحید قرآن کا بنیادی اور بنیادی مضمون ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ سورہ اخلاص قرآن کا ایک تہائی حصہ ہے۔ سورہ اخلاص کو یہ درجہ اس میں مذکور موضوع کی وجہ سے دیا گیا ہے۔ یہ توحید کے تصور کو مکمل طور پر واضح کرتا ہے۔

1. (اے پیغمبر! اعلان کرو: 'وہی اللہ ہے، جو ایک ہے۔

2. اللہ سب سے بالاتر، محافظ اور سب سے بالاتر ہے۔

3. اس نے نہ کسی کو جنا ہے اور نہ ہی وہ جنا ہے۔

4. اور نہ ہی کوئی اس کے برابر ہے۔

اللہ تعالیٰ سب سے منفرد اور بلند ہے جیسا کہ وہ خالق ہے۔ اس کے مقابلے میں کچھ نہیں لایا جاسکتا۔ وہ پوری دنیا میں سب سے اعلیٰ ہستی ہے۔ وہ اکیلا تمام کائناتوں اور تمام مخلوقات کا پانے والا ہے۔ سب کچھ اسی پر مخصر ہے لیکن وہ سب سے بے نیاز ہے۔ اس کا وجود مطلق وحدانیت کا عملی مظہر ہے۔

## قرآن میں توحید کی اہمیت

**وَمَا آزْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحٌ أَلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا كُوَافَّاً عَبْدُوْنٌ ۝**

اور تم سے پہلے ہم نے کوئی ایسا رسول نہیں بھیجا جس پر ہم نے یہ وحی نازل نہ کی ہو کہ: میرے سوا کوئی خدا نہیں ہے، لہذا میری عبادت کرو۔

اور قرآن مجید میں ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

**وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا إِنَّ أَعْبُدُوْا اللَّهَ وَإِنْتَ بِمُوْالِي الطَّاغُوتِ**

اور واقعہ یہ ہے کہ ہم نے ہر امت میں کوئی نہ کوئی پیغمبر اس ہدایت کے ساتھ بھیجا ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو، اور طاغوت سے اجتناب کرو۔ (الحل: 36)

توحید کے موضوع کو متعدد طریقوں اور اسالیب میں اور قرآن مجید میں مختلف مقامات پر بار بار بیان کرنا عقیدہ توحید کی تاکید اور اہمیت کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے توحید کے بارے میں قرآن مجید میں دوسرے انبیاء کے لیے بالکل درست بیان استعمال کیا ہے۔

(اے محمد ﷺ) کہو: ”لیکن حقیقت میں وہ (اللہ) ایک ہی معبد ہے۔ اور میں اس سے بری ہوں جس کو تم اس کے ساتھ شریک کرتے ہو۔“

چنانچہ آخری رسول تک اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا پیغام بنی نوع انسان کے لیے بھیجا گیا جو اس کی اعلیٰ اہمیت کو ظاہر کرتا ہے۔

اللہ کے ساتھ شرک ایک ناقابل معافی گناہ ہے۔

**وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيْخُبَطَنَ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَ مِنَ الْخَسِيرِينَ ۝**

اور یہ حقیقت ہے کہ تم سے اور تم سے پہلے تمام پیغمبروں سے وحی کے ذریعے یہ بات کہہ دی گئی تھی کہ اگر تم نے شرک کا ارتکاب کیا تو تمہارا کیا کرایا سب غارت ہو جائے گا، اور تم یقینی طور پر سخت نقصان اٹھانے والوں میں شامل ہو جاؤ گے۔

یہ بات حضرت محمد ﷺ سے کہی گئی کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک بھی کرو گے تو تمہاری تمام نیکیاں ضائع ہو جائیں گی۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرِكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكُ بِاللَّهِ فَقَدِ افْتَأَى إِنْتَاعَةً<sup>۶</sup>

بیشک اللہ اس بات کو معاف نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ کسی کو شرکیک ٹھہرایا جائے، اور اس سے کمتر ہر بات کو جس کے لیے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے، اور جو شخص اللہ کے ساتھ کسی کو شرکیک ٹھہراتا ہے وہ ایسا بہتان باندھتا ہے جو بڑا زبردست گناہ ہے

قرآن کی آیات کے یہحوالہ جات بتاتے ہیں کہ شرک ایک ناقابل معافی گناہ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی نے شرک کا گناہ کیا ہوا اور پھر اس کے لیے توبہ کی کوشش کی ہو تو اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دیتا ہے لیکن اگر کوئی شرک کے عقیدہ پر مر جائے تو یقیناً وہ جہنم کی آگ سے ملے گا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شرک اتنا قابل معافی گناہ کیوں ہے؟

شرک یہ ہے کہ اللہ رب العزت کے علاوہ کسی اور کو ان پہلوؤں میں شرکیک ٹھہرایا جائے جو اللہ رب العزت کے لیے منفرد اور اس کا خصوصی حق ہیں، شرک یہ ہے کہ مخلوقات کی عبادت کی جائے جیسے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ جیسی مخلوقات کی تعظیم کرنا شرک ہے۔ اور اپنی الوہیت کا ایک حصہ کسی اور کو تفویض کرنا۔

تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس شخص سے پوچھے گا جس نے شرک کیا ہے کہ تو نے یہ عمل میرے سو اسکی اور معبدوں کے لیے کیا ہے تو اس کا اجر اس جھوٹے خدا سے مانگو۔

بانیبل میں مذکور ہے کہ قیامت کے دن لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور ان سے پوچھیں گے کہ اے رب، اے رب، ہم نے تیرے نام پر صدقہ کیا اور وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام پر اپنی نیکیوں کا ذکر کریں گے۔ جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے کہ بد کردارو، لیون تمہیں نہیں جانتے؟

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے کہ قیامت کے دن جب لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھے گا کہ اے لا، کیا تو نے ان سے کہا تھا کہ وہ میر کے علاوہ تیری عبادت کریں یا میرے سواتیری

ماں کو؟ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے اللہ تعالیٰ آپ کو معلوم ہے کہ میرے دل میں کیا ہے، میں نے انہیں کبھی نہیں کہا کہ میری عبادت کریں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں صراحت کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ صا اور ان کی والدہ کو آپ کے خیر خواہ ہونے کا اختیار نہیں ہے۔  
جو لوگ ان کی عبادت کر رہے ہیں وہ آخری دن سخت مصیبت میں ہوں گے،

ہماری باطنی فطرت، فطرت خدا کی وحدانیت کی طرف مائل ہے اور فطرت کے تمام ڈیزائن ایک ہی ڈیزائز کی شان اور وحدانیت کو ظاہر کرتے ہیں، اسی لیے اس نے شرک کو ناقابل معافی گناہ بنا دیا ہے کیونکہ وحدانیت کے تمام ثبوت اس میں موجود ہیں۔ شرک کے لیے ان کی فطرت کے خلاف جانا پڑتا ہے۔

### موت سے پہلے توبہ

ایک صحیح حدیث میں ہے کہ ایک بوڑھا آدمی پیدل چلنے کے لیے ہاتھ میں چھڑی لیے حضرت محمد ﷺ کے پاس آیا، اس نے نبی کریم ﷺ سے کہا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں جس نے چھوٹا ہو یا بڑا گناہ کیا ہو؟ اس میں سے کچھ نہیں چھوڑا؟ یا رسول اللہ! میں ایک بوڑھا آدمی ہوں میں نے یہ سب کیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا تم نے شاہدہ کہا ہے؟ اس نے کہا ہاں۔

پھر حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ اس لمحے سے تم نیک اعمال کرو اور ان گناہوں کی طرف واپس نہ جاؤ، اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کر دے گا اور تمہاری برا کیوں کو نکیوں میں بدل دے گا۔

وہ شخص چونک گیا اور کہنے لگا کہ میری خیانت بھی اور جس طرح میں نے دوسرے لوگوں کو تکلیف پہنچائی وہ بھی معاف کر دی جائے گی۔ حضور ﷺ نے فرمایا، ہاں وہ بھی، اور پھر اپنی لاٹھی اٹھا کر اللہ اکبر اللہ اکبر کے نعرے لگاتے ہوئے واپس چلے گئے۔  
سچی توبہ ہمیں اور ہمارے طرز زندگی کو بدل دیتی ہے۔ حقیقی توبہ کی یہی اہمیت ہے۔

### توحید کی اقسام:

1. ربوبیہ

2. اولیاء (عبادت)

### 3. اسماء وصفات (نام اور صفات)

#### 1. ربوبیہ

یہ زمرہ اس بنیادی تصور پر مبنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہی تمام چیزوں کو اس وقت وجود میں لا یا جب کچھ بھی نہ تھا۔ یہ تخلیق Ex Nihilo کے نام سے جانا جاتا ہے (لا طین میں تخلیق کے لیے کوئی چیز نہیں) یہ نظریہ ہے کہ مادہ ابدی نہیں ہے بلکہ اسے کسی خدا کی تخلیقی عمل سے تخلیق کیا جانا چاہیے۔

وہ بغیر کسی ضرورت کے یا اس کے لیے تخلیق کو برقرار رکھتا ہے اور برقرار رکھتا ہے اور وہ کائنات اور اس کے باشندوں کا واحد رب ہے اور اس کی حاکیت کو کوئی حقیقی چیز نہیں ہے۔

عربی میں اس خالق کو برقرار رکھنے والے معیار کو بیان کرنے کے لیے استعمال ہونے والا لفظ ربوبیہ ہے جو رب (رب) سے مانوڑ ہے۔ یہ سورۃ الفاتحہ کی ایک آیت میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے اس فرمان سے ثابت ہے جہاں وہ فرماتا ہے: "تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے [انسان، جن اور تمام موجودات]"۔

۰۰ اس زمرے کے مطابق، چونکہ وجود میں صرف خدا ہی حقیقی طاقت ہے، اس لیے وہی ہے جس نے ہر چیز کو حرکت اور تبدیلی کی طاقت دی۔ ہر چیز اس کے بننے پر منحصر ہے اور وہ واحد آزاد ہستی ہے۔

ان تمام حقائق کو سورہ نمل میں آیت 60-65 تک جامع انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

بھلاوہ کون ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، اور تمہارے لیے آسمان سے پانی اتنا؟ پھر ہم نے اس پانی سے بارونق باغ اگائے، تمہارے بس میں نہیں تھا کہ تم ان کے درختوں کو اگا سکتے۔ کیا (پھر بھی تم کہتے ہو کہ) اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے نہیں! بلکہ ان لوگوں نے راستے سے منہ موڑ رکھا ہے۔ بھلاوہ کون ہے جس نے زمین کو قرار کی جگہ بنایا، اور اس کے پیش پیش میں دریا پیدا کیے، اور اس (کو ٹھہرانے) کے لیے (پھاڑوں کی) میخیں گاڑ دیں، اور دوسمندروں کے درمیان ایک آڑ رکھ دی؟ کیا (پھر بھی تم کہتے ہو کہ) اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے؟ نہیں! بلکہ ان میں سے اکثر لوگ حقیقت سے ناواقف ہیں۔ بھلاوہ کون ہے کہ جب کوئی بے قرار سے پکارتا ہے تو وہ اس کی دعا قبول کرتا ہے، اور تکلیف دور کر دیتا ہے، اور جو تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے؟ کیا (پھر بھی تم کہتے ہو کہ) اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے؟ نہیں! بلکہ تم بہت کم نصیحت قبول کرتے ہو۔ بھلاوہ

کون ہے جو خلائقی اور سمندر کے اندر ہیروں میں تمہیں راستہ دکھاتا ہے، اور جو اپنی رحمت (کی بارش) سے پہلے ہوا گئی بھیجا ہے جو تمہیں (بارش کی) خوشخبری دیتی ہیں؟ کیا (پھر بھی تم کہتے ہو کہ) اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے؟ (نہیں! بلکہ) اللہ اس شرک سے بہت بالا و برتر ہے جس کا ارتکاب یہ لوگ کر رہے ہیں۔ بھلاوہ کون ہے جس نے ساری مخلوق کو پہلی بار پیدا کیا، پھر وہ اس کو دوبارہ پیدا کرے گا، اور جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق فراہم کرتا ہے؟ کیا (پھر بھی تم کہتے ہو کہ) اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے؟ کہو: لاؤ اپنی کوئی دلیل، اگر تم سچے ہو۔ کہہ دو کہ: اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین میں کسی کو بھی غیب کا علم نہیں ہے اور لوگوں کو یہ بھی پتہ نہیں ہے کہ انہیں کب دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔

## 2. اولیاء (عبادت)

اسے عبودیہ بھی کہتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس بات کا پختہ یقین ہو کہ صرف اللہ ہی سچا اور صرف عبادت کے لا اُن ہے۔ عربی میں عبادات کی اصطلاح اطاعت، تابعداری اور تابعداری سے وابستہ ہے۔ اس کی تعریف کچھ علماء نے "مکمل محبت کے ساتھ مکمل تسلیم" کے طور پر کی ہے۔ لہذا عبادات اپنی تمام صورتوں میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے لیے وقف نہیں ہو سکتی۔ یہ بتانا ضروری ہے کہ عبادت کا تصور ہمہ گیر ہے۔

عبادت اسلام کے پانچ ستوں سے بالاتر ہے اور ان تمام اچھی چیزوں اور اعمال کا احاطہ کرتی ہے جو اللہ تعالیٰ کو خوش کرتی ہیں۔ لہذا، دعا، توکل، اطاعت، تابعداری اور سر تسلیم خم کرنے جیسی چیزیں اس تعریف میں شامل ہوں گی۔ یہ سب کام صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کیے جائیں۔

اس قسم کی توحید کا ثبوت اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے کہ

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿٦﴾

اور میں نے جنات اور انسانوں کو اس کے سوا کسی اور کام کے لیے پیدا نہیں کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔

اکلمہ اولیاء کی مثال کے طور پر

اللہ جس کی عبادت کی جاتی ہے، عظمت اور طاقت کی وجہ سے اسے عبادت کے لا اُن سمجھا جاتا ہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ - ایک عظیم ہستی کے علاوہ کوئی اللہ نہیں ہے جسے اللہ تعالیٰ کے نام سے جانا جاتا ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ پوری کائنات میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔

\* یہ صرف اسی کے آگے ہمارے سروں کو سر تسلیم خم کرنے اور سجدہ کرنے کی ضرورت ہے۔

ہماری دعائیں، صدقہ، دعا، قول، سجدہ وغیرہ عبادات ہیں۔ اگر ہم ان کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے لیے انجام دیں تو یہ شرک ہے۔

### 3. اسماء و صفات (نام اور صفات)

توحید کے اس زمرے کے پانچ اہم پہلو ہیں:

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے اسماء و صفات کی توحید کو پہلے پہلو میں برقرار رکھا جائے۔

اللہ تعالیٰ کا حوالہ اس کے مطابق ہونا چاہیے کہ اس نے اور اس کے نبی محمد ﷺ نے اس کے ناموں اور صفات کی وضاحت کرنے کے بجائے ان کے ظاہری معانی کے علاوہ دیگر معانی بتا کر اسے بیان کیا ہے۔

توحید الاسماء کا دوسرا پہلو سیفیات میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا شامل ہے جیسا کہ اس نے اس کا کوئی نیا نام یا صفات دیے بغیر اپنی ذات کا حوالہ دیا ہے۔

توحید الاسماء کے تیسرا پہلو میں صفات بنات (اللہ تعالیٰ کو اس کی مخلوق کی صفات بتائے بغیر کہا گیا ہے۔ مثال کے طور پر بابل اور تورات میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے چھ دن اس کی تخلیق میں گزارے۔ کائنات اور پھر ساتوں تاریخ کو سو گئے۔ اسی وجہ سے یہود و نصاریٰ ہفتہ یا التوار کو آرام کا دن مانتے ہیں جس میں کام کو گناہ کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔

توحید اسماء و صفات کا چوتھا پہلو اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی صفات اس کے اعلیٰ درجے پر نہ دی جائیں۔ درحقیقت تمام صفات حقیقی جوہر میں اللہ تعالیٰ کی ہیں۔ اس نے اپنی صفات کو ایک خاص مدت کے لیے مخلوق میں تقسیم کیا ہے جیسے۔ انسان رحیم تو ہو سکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے درجے کا نہیں۔ اللہ کی تمام صفات لا جواب ہیں کیونکہ وہ کسی کے محتاج نہیں ہیں بلکہ خالق کی صفات خود مختار ہیں۔ مخلوق کی صفات کا آغاز اور اختتام وقت ہے لیکن اس کی صفات تخلیق سے پاک اور خالق کی طرح ازلی ہیں۔ تخلیق کی صلاحیتیں ان کی طرح محدود اور محدود ہیں اور خالق کی تمام صلاحیتیں لا محدود اور دائمی ہیں۔

الْمُحْمَدُ الْمُهْمَمُ کی مثال

اُنہیں اُنھیں اس کی دو منفرد صفات ہیں۔ وہ واحد ہے جو تخلیق سے پاک ہے، اس نے شروع کیا ہے اور نہ ختم کیا ہے۔ وہ وقت کی حدود سے آزاد ہے کیونکہ وہ وقت کا خالق ہے۔ ایک وقت تھا جب وقت نہیں تھا لیکن وہ اس وقت بھی موجود تھا۔ وہ واحد ہے جو ابدی، لا فانی اور دائمی ہے۔

۱۰۔ اللہ کے ناموں کی وحدت کو برقرار رکھنے کا مطلب یہ بھی ہے کہ اللہ کے ناموں کو قطعی شکل میں اس کی مخلوق کو نہیں دیا جاسکتا جب تک کہ اس کے آگے "عبد" کے معنی "غلام" یا اس کا بندہ نہ ہوں۔

### شرک کی اقسام

قرآن و سنت کی نصوص اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ شرک اور اللہ تعالیٰ کا حریف قرار دینا بعض اوقات انسان کو دائرہ اسلام سے باہر کر دیتا ہے اور بعض اوقات ایسا نہیں کرتا۔ چنانچہ علماء نے شرک کو دو قسموں میں تقسیم کیا ہے وہ شرک اکبر (بڑا شرک) اور شرک اصغر (چھوٹا شرک) کہتے ہیں۔

#### ۱۔ بڑا شرک

اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو ایسی چیز قرار دینا جو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، جیسے ربوبیت، الوجیت (الوحی) اور اسماء و صفات (الاسماء والصفات)۔

بڑا شرک بعض اوقات عقائد کی شکل اختیار کر سکتا ہے:

جیسا کہ یہ عقیدہ کہ کوئی اور ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ پیدا کرتا ہے، زندگی اور موت دیتا ہے، حکومت کرتا ہے یا کائنات کے معاملات کو کنٹرول کرتا ہے۔

یا یہ عقیدہ کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور ہے جس کی قطعی طور پر اطاعت کی جانی چاہیے، اس لیے وہ جس چیز کو چاہتے ہے حلال یا حرام سمجھ کر اس کی پیروی کرتے ہیں، خواہ وہ رسولوں کے دین کے خلاف ہو۔

یا وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مجتب اور تعظیم کے ساتھ کسی مخلوق سے اس طرح مجتب کرتے ہیں جیسے وہ اللہ تعالیٰ سے مجتب کرتے ہیں۔ یہ وہ شرک ہے جسے اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرتا۔

یا یہ عقیدہ کہ بعض غیب کو بھی جانتے ہیں اور ساتھ ہی عالیہ بھی۔ یہ ماننا بھی شرک ہے کہ کوئی ایسا شخص ہے جو اس طرح حرم کرے جو صرف اللہ رب العزت کے لیے موزوں ہو، تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرح حرم کرتا ہے اور گناہوں کو بخش دیتا ہے اور اپنے بندوں کی برائیوں سے درگزر کرتا ہے۔

خاص طور پر اس دور میں ہمیں اپنے خطے میں مزارات سے جڑے باطل عقائد کے حوالے سے بہت محتاط رہنا چاہیے۔ مزارات سے کسی بھی لحاظ سے کچھ مانگنا منع ہے۔ یہ قرآنی تعلیمات اور سنت نبوی کے خلاف ہے ہر مسلک کے علماء نے اس گمراہی کی سختی سے تردید کی ہے۔ مسلمان صرف قرآن اور حدیث کے براہ راست متن پر عمل کرنے کے پابند ہیں۔ ابہام اور غیر یقینی ادب میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔

## II معمولی شرک

اس میں وہ سب کچھ شامل ہے جو کسی بڑے شرک کی طرف لے جاسکتا ہے، یا جسے رسم الخطا میں شرک کے طور پر بیان کیا گیا ہے لیکن بڑے شرک کی حد تک نہیں پہنچتا ہے۔

یہ عام طور پر دو طرح کا ہوتا ہے:

1- جذباتی طور پر بعض ذرائع سے وابستہ ہونا جن کی کوئی بنیاد نہیں ہے اور جن کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی ہے، جیسے "ہاتھ"، فیروزی موتیوں، تعویذ وغیرہ کو لیکنا، کیونکہ یہ حفاظت فراہم کرتے ہیں یا نظر بد سے بچاتے ہیں۔ لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ نے انہیں نہ تو شریعت کے مطابق اور نہ ہی کائنات کے قوانین کے مطابق اس طرح کی حفاظت کا ذریعہ بنایا ہے۔

2- بعض لوگوں یا چیزوں کی اس طرح تعلیم کرنا جو ان پر ربویت کا دعویٰ نہ کرے، جیسے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور چیز کی قسم کھانا، یا یہ کہنا کہ اگر اللہ نہ ہوتا تو فلاں وغیرہ۔

3- جیسا کہ حضرت محمد ﷺ نے واضح طور پر فرمایا ہے:

مجھے تمہارے بارے میں سب سے زیادہ جس چیز کا خوف ہے وہ معمولی شرک ہے۔

آپ ﷺ سے پوچھا، یا رسول اللہ، معمولی شرک کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”عرض ظاہر کرنے والا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کے گاجب وہ لوگوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دے گا: تم ان کے پاس جاؤ جن کے لیے تم نے دنیا میں ریاضت کی ہے اور دیکھو کہ تم ان کے ساتھ اجر پاتے ہو؟“ (مسند احمد بن حنبل: 22527)

اس کا مطلب ہے کہ لوگ معاشرے سے زیادہ خوفزدہ ہیں۔ وہ ایسے لوگوں سے ڈرتے ہیں جو اللہ سے نہیں جلتے، ان کے تمام اعمال انسان پر مرکوز ہوتے ہیں نہ کہ اللہ کی طرف۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی اس صفت کو درج ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے۔

فَلَكُمْ أَكْثَرُهُمْ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ إِذَا فِيهِنَّ مِنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللَّهِ أَوْ أَشَدَّ خَشْيَةً

پھر جب ان پر جنگ فرض کی گئی تو ان میں سے ایک جماعت (دشمن) لوگوں سے ایسی ڈرنے لگی جیسے اللہ سے ڈراجاتا ہے، یا اس سے بھی زیادہ ڈرنے لگی۔

### ملکیت کا تصور

توحید کے سلسلے میں مسلمانوں کو اس عقیدہ کو واضح طور پر سمجھ لینا چاہیے کہ ہمارے پاس جو کچھ ہے وہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ ہم صرف ایک خاص مدت کے لیے تمام قیمتی اشیاء کے نگراں یا محافظت ہیں۔ حقیقت میں ملکیت صرف اللہ رب العزت کی ہے، اسی لیے خود کشی کو حرام قرار دیا گیا ہے کیونکہ یہ زندگی اگرچہ ہماری نہیں اللہ کی ہے۔ ہم مقررہ وقت پر پیدا ہوئے ہیں اور اسی طرح مریں گے جس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ نے کیا ہے، ماں باپ، اولاد، پیسہ، ہر رشتہ اور سارا کچھ اللہ ہی کا ہے۔

ذیل میں دی گئی مثال سے مذکورہ بالا تصور کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔ حضور اکرم ﷺ کے بعد سب سے زیادہ معزز لوگ آپ کے صحابہ ہیں۔ فتح مکہ کے بعد جب مسلمانوں کی تعداد سب سے زیادہ تھی، رسول اللہ ﷺ کی نگرانی میں انہوں نے حنین کی جنگ لڑی۔ انہیں اس جنگ میں صرف ایک غلطی کی وجہ سے بہت نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ انہوں نے پچھلی تمام لڑائیوں کی فتح کو اپنی کوششوں سے جوڑ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس جملے کی ان الفاظ میں مذمت فرمائی:

”حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری بہت سے مقامات پر مدد کی ہے، اور (خاص طور پر) حنین کے دن جب تمہاری تعداد کی کثرت نے تمہیں مگر کر دیا تھا، (۱۹) مگر وہ کثرت تعداد تمہارے کچھ کام نہ آئی، اور زمین اپنی ساری و سعتوں کے باوجود تم پر تنگ ہو گئی، پھر تم نے پیٹھ دکھا کر میدان سے رخ موڑ لیا۔“ (التوبہ: 25)

بخاری و مسلم میں روایت ہے کہ ہزاروں میں سے صرف 80 صحابہ ہی حضور کے ساتھ رہ گئے۔ اس کے بعد مسلمانوں نے یہ جنگ صرف حضور ﷺ کی وجہ سے جیتی۔ ہمیں اپنی انجمنوں سے متعلق اپنے ہر دعوے کے بارے میں بہت محتاط رہنا ہو گا۔ دونوں جہانوں کی ہر چیز کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اللہ ہمیں توحید کے عقیدہ کو حقیقی جو ہر میں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

## انبیاء پر ایمان

### نبی کی تعریف

انبیاء بھی انسان ہیں۔ وہ الوہیت سے نوازے نہیں گئے کیونکہ الوہیت صرف اللہ ہی کو حاصل ہے۔ تاہم انبیاء کی ایک خاص خصوصیت ہے کہ ان پر وحی نازل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وما أرسلنا قبلك من المرسلين إلا لهم ليا كلون الطعام ويسرون في الأسواق

”اور ہم نے تم سے پہلے رسول نہیں بیجے مگر یہ کہ وہ کھانا کھاتے اور بازاروں میں چلتے پھرتے۔“

انبیاء پر ایمان کی بنیاد تین بنیادوں پر ہے۔

1. اسلام انبیاء کے درمیان امتیاز نہیں کرتا۔

2. تمام انبیاء انسان ہیں۔

3. انبیاء کے معجزات پر ایمان۔

## صلوٰۃ (نماز)

ایک فارسی لفظ ہے جس کا مطلب ہے ”جھکنا“۔ عربی میں نماز کو ”صلوٰۃ“ کہا جاتا ہے جس کے لغوی معنی ”دعا کرنا“ کے ہیں۔ صلوٰۃ کا لفظ قرآن و حدیث میں نماز کے لیے استعمال ہوا ہے۔

نماز کی اہمیت:

نماز دین اسلام کا بنیادی عضر ہے۔ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے کے بعد سب سے اہم حصہ نماز ہے۔

## نماز کی فرضیت

معراج کے موقع پر نماز فرض کی گئی۔ نماز اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ایک قسم ہے جسے کسی بھی حالت میں چھوڑنا مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے اور اسے ہر مسلمان مرد و عورت پر مقررہ اوقات میں ادا کرنا فرض قرار دیا گیا ہے۔

### ایک جامع عبادت:

نماز دین اسلام کا حصہ ہے جس میں بہت سی عبادتیں شامل ہیں، جیسے اللہ کا ذکر، قرآن کی تلاوت، قیام، رکوع، سجدہ، دعا، تسبیح اور تکبیر وغیرہ اس طرح نماز میں بہت سی عبادتیں شامل ہیں۔

### تاکید کی کثرتیت

عبادت کی اسلامی رسومات میں سے، نماز عبادت کی ایک شکل ہے جسے اکثر ادا کرنے کی تاکید کی جاتی ہے۔ سینکڑوں احادیث میں اس کی تاکید کی گئی ہے۔

### اسلام اور کفر میں فرق

مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان تفرقی کے بال ایک نماز ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"عبادت اور کفر میں فرق نماز کا ترک کرنا ہے۔"

### نماز ہر حال میں فرض ہے:

زکوٰۃ اور حجٔ مالداروں پر فرض ہیں۔ مسافروں اور بیماروں کو روزہ رکھنے کی اجازت دی گئی ہے۔ البتہ نماز ہر مسلمان پر فرض ہے:  
اللہ فرماتا ہے۔

بے شک نماز مسلمانوں پر مقررہ اوقات کے مطابق فرض ہے۔

### حضور ﷺ کی آخری نصیحت

نماز کی اہمیت کا اندازہ نبی ﷺ کی آخری نصیحت سے لگایا جاسکتا ہے۔

رسول ﷺ بیماری کے دوران فرمایا کرتے تھے کہ یہ ان کی آخری نماز ہو گی: "نماز، اور وہ جو آپ کے دائیں ہاتھ ہیں" اور آپ ﷺ اسے کہتے رہے یہاں تک کہ آپ کی زبان سے کوئی لفظ نکلنے سے قاصر رہا۔

## قیامت کے دن پہلا حساب

قیامت کے دن بندے سے سب سے پہلے اس کی نماز کا حساب لیا جائے گا۔ پس اگر یہ درست ہے تو وہ کامیاب ہو گا اور نجات حاصل کرے گا، لیکن اگر خراب ہو جائے گا تو ناکام و نامراد ہو گا۔

نماز گناہوں سے پرہیز کرتی ہے۔

"بے شک نماز بے حیائی اور بے حیائی سے روکتی ہے۔"

نماز انسان کو وقت کا پابند بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ جب بندہ نماز کو اپنے اوپر سختی سے فرض کر لیتا ہے تو اس کی باقی زندگی کے دن رات کا اہتمام ہو جاتا ہے۔

نماز مساوات کا درس بھی دیتی ہے۔ حاکم و مخلوم، امیر و غریب سب ایک ساتھ نماز کی صفائح میں کھڑے ہیں۔ بلکہ جو پہلے آئے وہ امام کے سب سے زیادہ قریب ہے۔ تمام امتیازات ختم ہو جاتے ہیں۔

نماز مسلمانوں کے اندر بھائی چارے اور ہمدردی کے جذبات پیدا کرتی ہے۔ جو سماجی ترقی میں اہم اور بھرپور کردار ادا کرتا ہے۔

اس لیے اللہ تعالیٰ نے نماز میں بہت سے راز اور علامتیں رکھی ہیں۔ یہ مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی اصلاح کا ایک مکمل اور بھرپور ذریعہ ہے۔

نماز پڑھنا ایک عبادت ہے لیکن اس میں کردار سازی اور اسلامی معاشرے کی تشکیل کا پورا نظام موجود ہے۔

جب آپ نماز کی اہمیت اور ترجیح سے واقف ہوں گے تو آپ نماز کے تمام فوائد حاصل کر سکیں گے۔

## زکوٰۃ

زکوٰۃ لفظ "زکاۃ" سے ماخوذ ہے۔ جس کے لغوی معنی پھلانا پھولنا، بڑھنا، زیادہ ہونا اور صاف سترہ ہونا ہے۔ شریعت میں زکوٰۃ سے مراد ہر وہ مسلمان ہے جو صاحب نصاب (یا وسیلہ) ہے، اسے سال میں ایک مرتبہ اپنے مال کا ایک مقررہ حصہ (ڈھائی فیصد) دینا چاہیے۔ اللہ۔ یعنی جس کے پاس سائز ہے سات تو لے سونا یا سائز ہے باون تو لہ چاندی یا اس کے برابر نقدی یا اسی مالیت کا تجارتی چاہیے۔

سامان ہو اور ایک سال گزر گیا ہو تو اس مال کا ڈھانی نیصد ہونا ضروری ہے۔ زکوٰۃ ادا کی جائے۔ ہر عاقل، بالغ اور آزاد مسلمان کو اسے اپنادینی فریضہ سمجھ کر ادا کرنا ہو گا۔ زکوٰۃ کو سب سے پہلے 2 ہجری میں فرض کیا گیا لیکن 9 ہجری میں اس کا مکمل نفاذ ہوا۔

زکوٰۃ سونا، چندی، مال تجارت، نقدی، مویشی اور فصلوں پر ادا کی جاتی ہے۔ البتہ ان سب پر زکوٰۃ کی شرح مختلف ہے۔ فصلوں اور بچلوں کی زکوٰۃ کو عشر کہتے ہیں۔ عشر کا مطلب ہے "دو سویں"۔ وہ باغات اور فصلیں جو بارش کے پانی سے سیراب ہوتی ہیں تو اس کا دسوال حصہ زکوٰۃ کے طور پر دیا جائے گا اور جوز میں کنوؤں یا تالابوں اور نہروں وغیرہ کے پانی سے سیراب ہوتی ہے اس پر پیداوار کا بیسوال حصہ ہے۔

### زکوٰۃ کی اہمیت

زکوٰۃ کی اہمیت اور فضیلت کو قرآن پاک اور احادیث میں بڑی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ زکوٰۃ نماز کے بعد اسلام کا دوسرا اہم ترین عنصر ہے۔ قرآن پاک میں بیاسی (82) مقامات ایسے ہیں جہاں نماز اور زکوٰۃ کی فرضیت کو ایک ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

### زکوٰۃ کے منکروں کے خلاف خلیفہ اول کا جہاد:

زکوٰۃ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ایک شکل ہے جس کا تعلق حقوق العباد کے ساتھ ساتھ لوگوں کے حقوق سے بھی ہے۔ اسلامی شریعت میں زکوٰۃ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی رحلت کے بعد پورے عرب میں بغاوٰتیں پھوٹ پڑیں اور ملت اسلامیہ کو انتہائی نازک صور تحال اور بحران کا سامنا کرنا پڑا۔ سب سے زیادہ خطرہ زکوٰۃ کے انکار کا چیلنج تھا۔ اسلامی تاریخ کے اس نازک ترین لمحے میں حضرت ابو بکر صدیقؓ نے بڑی دلیری سے اعلان فرمایا کہ اکثر صحابہ کرامؓ کی نصیحت کے باوجود کہ جس نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق پیدا کرنے کی کوشش کی تو وہ اس سے لڑیں گے۔ چنانچہ خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیقؓ نے باغیوں کے خلاف کھلا جہاد کیا اور ان کی تلوار اس وقت تک نہیں رکی جب تک کہ زکوٰۃ کے منکرین کی بغاوت پوری طرح مسلط نہ ہو جائے۔

### تُرکیہ نفس

زکوٰۃ انسان کے دل کو مال کی حرص سے پاک کرتی ہے۔

ان کے اموال میں سے زکوٰۃ جمع کروتا کہ ان (صدقات) سے تم ان کو (گناہوں سے) پاک کر سکو اور (اس ایمان اور دولت کی پاکیزگی سے) ان کے لیے برکت اور دعا کرو۔ (التوبہ: 103)

زکوٰۃ کی عدم ادائیگی کی سزا

اور جو لوگ چاندی اور سوناجع کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرج نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب سے ڈراو۔

(التوہب: 34)

## روزہ

روزہ فارسی زبان کا لفظ ہے۔ عربی میں اسے "الصوم" کہا جاتا ہے۔ جس کے لغوی معنی ہیں "شریعت کی اصطلاح میں رک جانا، اس کا مطلب ہے صحیح سے غروب آفتاب تک کھانے پینے سے پرہیز کرنا اور نفسانی خواہشات سے پرہیز کرنا۔ اسی لیے اسے "صوم" کا نام دیا گیا ہے۔ ہجرت مدینہ آنے کے ڈیڑھ سال بعد 10 شعبان 2 ہجری کو روزہ فرض ہوا۔

روزہ ہرامت پر فرض تھا۔

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم پرہیز گاربی جاؤ۔  
روزہ چھوڑنا کبیرہ گناہ ہے۔

"جس نے رمضان المبارک کا روزہ بغیر کسی مرض یا بیماری کے افطار کیا تو اگر اس نے ہمیشہ روزے رکھے تو اس کے روزے کی قضا نہیں ہو گی۔"

## روزے کا مقصد

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص جھوٹی بات اور برے کاموں سے باز نہ آئے، اللہ تعالیٰ کو اس کا کھانا پینا چھوڑنے کی کوئی ضرورت نہیں (یعنی اللہ تعالیٰ اس کا روزہ قبول نہیں کرے گا)۔

## روزے کے فائدے اور اثرات:

1. برائی سے بچنے اور نیکی کرنے کی تربیت کا مہینہ ہے۔
2. روزہ انسان کو مشقت کا عادی بنادیتا ہے،
3. یہ لوگوں کے دکھوں اور مسائل کا احساس پیدا کرتا ہے۔

4. روزہ وقت کی پابندی سکھاتا ہے،

5. روزہ انسان کو روحانی طور پر مضبوط بناتا ہے، اور یہ روحانی طاقت ہے جو انسان کو اللہ تعالیٰ کے قریب کرتی ہے۔

6. روزہ آپ کی صحت کو بہتر بنانے میں بھی مدد کرتا ہے۔

## حج

حج کے لفظی معنی ہیں "کسی گلہ کی زیارت کا ارادہ کرنا"۔ شریعت میں ذوالجہ کے مخصوص ایام میں خانہ کعبہ کی زیارت اور مناسک حج ادا کرنے کو حج کہا جاتا ہے جو اسلام کا پانچواں رکن ہے۔ یہ ہجری میں فرض ہوا۔

جو اس میں داخل ہوتا ہے وہ حفاظت اور حفاظت حاصل کرتا ہے۔ اور اس گھر کا حج لوگوں پر اللہ کے لیے فرض کیا گیا ہے جو اس کے سفر کی استطاعت رکھتا ہو۔ اور جو اس کا انکار کرے تو اللہ تعالیٰ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے (آل عمران: 97)

**حج کی اقسام:**

حج کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ حج تمتع: جس میں عمرہ کی نیت سے احرام باندھا جائے اور عمرہ کے بعد کھولا جائے۔ پھر بعد میں حج کا احرام باندھنا چاہیے۔

۲۔ حج قرآن: یہ وہ حج ہے جس میں عمرہ اور حج ایک ہی احرام کے ساتھ ادا کیے جاتے ہیں۔

۳۔ حج افراد: جس میں صرف حج کی نیت سے احرام باندھا جائے۔

## قرآن مجید

قرآن کا مطلب ہے تلاوت:

لفظ "قرآن" کا مطلب ہے "جو پڑھا جاتا ہے؛ یا جو یادداشت کی شکل میں لکھی جاتی ہے۔"

"قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام اور کتاب ہے جو تقریباً 23 سال میں عربی میں فرشتہ جبراً ملیٰ یا وحی کے ذریعے حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوا۔"

لفظ قرآن کا عنوان اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے۔ یہ لکڑی قرآن مجید میں تقریباً 70 مرتبہ استعمال ہوئی ہے۔ اس کتاب کے متن میں کسی مقدس کتاب کا کوئی اور نام نہیں آیا ہے۔

قرآن کی صداقت حضرت محمد ﷺ کے اعلان پر منیٰ ہے۔ وہ واحد تھا جو حی کا بوجھ اٹھا سکتا تھا۔ جو شخص صرف اس کی نبوت کی گواہی دیتا ہے وہ قرآن کی صداقت پر یقین رکھتا ہے۔

یوسف اسٹیٹس ایک ممتاز مسلم اسکالر ہے جو ایک مشتری عیسائی پادری تھے اسلام قبول کیا۔ انہوں نے ایک کتاب "پادری اور مبلغین اسلام کیوں قبول کرتے ہیں" لکھی ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے ان اہم نکات کا ذکر کیا ہے جو ایک غیر مسلم کو قرآن کی طرف راغب کرتے ہیں۔ ان کا خلاصہ اس طرح کیا گیا ہے:

صرف ایک نسخہ؛ عربی:

عربی زبان میں قرآن کے کوئی مختلف نسخہ نہیں ہیں، صرف مختلف تراجم ہیں اور یقیناً ان میں سے کوئی بھی اصل عربی تلاوت کی قدر اور صداقت پر غور نہیں کیا جائے گا۔ قرآن کو 30 برابر حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے جسے عربی زبان میں "جز" ( حصہ) کہتے ہیں۔ یہ مسلمانوں نے اپنے بچپن سے ہی سیکھے ہیں۔

لاکھوں کے ذریعہ حفظ کیا گیا۔ مکمل طور پر:

قرآن کے بارے میں ذہن میں رکھنے کی اہم چیز اصل "تحقیق" کا حفظ اور منتقلی ہے جس طرح یہ حضرت جبراً ملیٰ علیہ السلام سے محمد ﷺ کے پاس آیا تھا اور آپ کے ساتھیوں نے اسے سیکھا اور حفظ کیا اور اس کے نتیجے میں، اسے اپنے پیروکاروں تک

پہنچیا اور اسی طرح جاری رکھا یہاں تک کہ آج ہم دیکھتے ہیں کہ 10,000,000 (دس ملین) سے زیادہ مسلمان جنہوں نے پورا قرآن حفظ کر لیا ہے۔ یہ کوئی چھوٹا کارنامہ نہیں ہے۔ آخر، اصل زبان میں، ایک جملے میں ایک بھی تبدیلی کے بغیر، کتنی دوسری تو تین؟

### ہر مسلمان کو "قرآن" حظ ہے:

تمام مسلمانوں نے عربی زبان کوئی کا ایک حصہ حفظ کر لیا ہے، کیونکہ یہ ان کی روزمرہ کی دعاؤں کا ایک اہم حصہ ہے۔ بہت سے مسلمانوں نے قرآن کے دسویں حصے سے لے کر آدھے حصے تک پورے قرآن کے بڑے حصے اور تمام اصل عربی زبان میں حفظ کر لیے ہیں۔ واضح رہے کہ دنیا بھر میں ڈیڑھ ارب (1,500,000,000) مسلمان ہیں جن میں سے صرف 10% عرب ہیں، باقی سب دوسری زبان کے طور پر عربی میں قرآن پڑھ رہے ہیں۔

### اللہ تعالیٰ قرآن میں انسانوں سے پہلی شخصیت کے طور پر بات کرتا ہے:

قرآن میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے واضح بیانات موجود ہیں اور یہ وہی ہے جو ہم سب سے پہلے شخص میں بات کر رہا ہے۔ وہ ہمیں اپنی تخلیق کے بارے میں بتاتا ہے، تمام کائنات کی تخلیق اور ہم سے پہلے لوگوں کے ساتھ کیا ہوا اور اگر ہم اس کی وحی میں واضح طور پر بیان کر دے انتباہات پر توجہ نہ دیں تو ہم میں سے کیا ہونے والا ہے۔ وہ محمد ﷺ سے بھی بات کرتا ہے، یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ محمد ﷺ خود اس کو نہیں بنارہے ہیں اور یہاں تک کہ محمد ﷺ کو سزادیتے ہیں کہ معاملات میں وحی کا انتظار کرنے کی بجائے انسانی قیاس آرائیاں کرتے ہیں۔ سورہ تحریم اور سورہ عبسہ۔

### قرآن خود ذکر کرتا ہے:

قرآن اپنے آپ کو "قرآن" (تلاوت) کے نام سے تعبیر کرتا ہے اور اس کا ذکر کرتا ہے کہ یہ تمام انسانوں اور جنوں (اللہ کی ایک اور مخلوق)، انسانوں کی طرح ہے کہ وہ اس بات کا انتخاب کر سکتے ہیں کہ وہ اللہ کے احکام کی تعمیل کریں گے یا نہیں، اور وہ انسانوں سے پہلے موجود تھے۔

### قرآن اللہ کی فطرت کو بالکل ٹھیک بیان کرتا ہے:

قرآن میں واضح ہے کہ خدا کون ہے اور کون نہیں۔ قرآن کو عربی زبان میں پڑھنے کے بعد شک کی کوئی گنجائش نہیں رہتی: اللہ ایک ہے۔ وہ واحد، خالق، پالنے والا اور کائنات کا مالک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس کا کوئی رشتہ دار نہیں ہے۔ بیویاں، بچے

یا اولاد۔ وہ اپنی مخلوق کی طرح ہے اور اسے اپنے وجود کے لیے اس کی ضرورت نہیں ہے، جب کہ ہر وقت مخلوق پوری طرح اسی پر منحصر ہے۔ اس کی صفات واضح طور پر ہر ایک کے مظہر کے طور پر بیان کی گئی ہیں۔ مثال کے طور پر وہ سب کچھ جانے والا ہے: سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا، معاف کرنے والا۔ سب سے محبت کرنے والا: رحم کرنے والا۔ صرف ایک خدا۔ قرآن میں کہیں بھی اس کا تضاد نہیں ملتا۔

**قرآن قارئین کو چیلنج کرتا ہے:**

قرآن واضح چیلنج دیتا ہے کہ اگر تمہیں اس میں شک ہے تو اس جیسی کتاب لے آؤ۔ اس کے علاوہ دس باب لانا اور پھر آخر میں اس جیسا ایک باب لانا۔ 1400 سال۔ اور کوئی بھی اس کی خوبصورتی، تلاوت، مجذرات اور حفظ میں آسانی کی نقل نہیں کر سکا۔ کافروں کے لیے ایک اور چیلنج پر غور کرنا۔

”اگر یہ (اور ان) اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو تم اس میں بہت سے تضادات پاتے۔“

اور پھر بھی، قرآن میں اللہ کی طرف سے پیش کردہ ایک اور چیلنج کافروں کے لیے ثبوتوں کے لیے ارد گرد نظر ڈالنا ہے۔ اللہ کہتا ہے کہ وہ ان کو اپنے اندر اور دور دراز کے افق پر اپنی نشانیاں دکھائے گا۔

**قرآن میں سائنسی مجذرات:**

اس وقت قرآن کے سائنسی مجذرات سمجھ میں نہیں آسکتے تھے، پھر بھی آج ہم قرآن کے نزول میں شامل بہت سی چیزوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ یہ واحد کتاب ہے جو جدید دور کے سائنسی امتحان میں کامیاب ہو سکتی ہے۔ قرآن کو سائنس سے تصدیق کی ضرورت نہیں ہے لیکن یہ ہمیشہ کے لیے ایک مجذہ ہے۔ اس دور کو سائنس کا دور کہا جاتا ہے۔ فطرت کے حقائق جو سائنس نے دریافت کیے ہیں ان کا ذکر قرآن مجید میں ہو چکا ہے۔ یہ حقائق صرف اس دنیا کا خالق ہی 14 صدیاں پہلے بتا سکتا تھا۔ اسلام قبول کرنے والے مشہور سائنسدان ڈاکٹر موریس بوکالی نے اپنی کتاب میں اس حقیقت کا ذکر کیا ہے۔ قرآن وہ واحد کتاب ہے جو سائنس کی زبان میں بولی جاتی ہے۔ چند مجذراتی حقائق درج ذیل ہیں:

- ماں کے رحم میں منٹ کی تفصیلات کے ساتھ جنین کی تشكیل۔
- گھرے سمندروں کی تقسیم؛ وہ پانی جو مکس نہیں ہوتے۔
- بادل اور وہ بارش کیسے کرتے ہیں اور برف کے کر شل کی وجہ سے بجلی کیسے گرتی ہے۔
- زمین کے گھرے زیر زمین پہاڑوں کی تشكیل۔

- سیاروں اور ستاروں اور چاند وہ کے مدار اور بہاں تک کہ خلائی سفر کا ذکر (سورہ ۳۳: ۵۵)۔
- ہر چیز پانی سے بنائی گئی ہے۔
- منیر کا لفظی معنی۔
- پھیلتی ہوئی کائنات۔
- بگ بینگ اور بگ کرنے

## قرآن اور بائبل

بائبل کو آج کی دنیا میں سب سے نمایاں مقدس کتاب سمجھا جاتا ہے۔ قرآن اور بائبل دونوں نازل شدہ کتابیں ہیں۔ صداقت کے حوالے سے ان دونوں کتابوں کا مختصر موازنہ کیا گیا ہے۔ تاکہ قرآن کی عزت و تکریم کی جاسکے۔ اس سے آپ کے ایمان کو تقویت ملے گی کہ ہم صرف قرآن پر کیوں ایمان لا سیں؟

کسی بھی مقدس کتاب کی صداقت کی تصدیق کیسے کی جائے؟

ڈاکٹر طاہر القادری نے کسی بھی نازل شدہ کتاب کی صداقت اور اصلیت کی تصدیق کے لیے ایک معیار بیان کیا ہے۔ یہ معیار ان تین عناصر پر مشتمل ہے۔

### سچائی

پہلی چیز جس کا جائزہ لیا جانا چاہیے وہ یہ ہے کہ کتاب کی موجودہ رنگت اور حالت بالکل وہی ہے جو بانیِ دین نے دی ہے اور اس کی تبلیغ کی ہے۔ کیا بانیِ مذہب نے خود کتاب دی تھی یا اپنی برآہ راست نگرانی میں مرتب کی تھی؟ کیا کتاب کی زبان ایک ہی ہے؟ ان نکات کی بہت آسانی سے تصدیق کی جانی چاہیے۔

### صدقافت:

یہ دیکھنا چاہیے کہ کتاب میں کوئی ترمیم یا روبدل کیا گیا ہے یا نہیں؟ اہم نکتہ جس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ کتاب کے متن میں کوئی تضاد، تضاد اور غلطیاں ہیں یا نہیں؟ ہر مذہب کے علماء نے ان نکات پر بڑی تفصیل سے بحث کی ہے۔

### سامیت:

اس بات کی تصدیق کی جانی چاہئے کہ یا تو کتاب کے بانی کی وفات کے بعد کتاب کے کسی پیروکار کی طرف سے کتاب میں کوئی بیرونی مواد شامل کیا گیا ہے۔ یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ یا تو کوئی اندرونی مواد کتاب کے پیروکاروں نے وقت گزرنے کے ساتھ خارج کر دیا ہے۔

چنانچہ قرآن سمیت کسی بھی نازل شدہ کتاب کی صداقت اور اعتبار کا تعین ان پیرامیٹرز کی بنیاد پر کیا جا سکتا ہے۔ یہ پیرامیٹرز غیر جانبدار ہیں اور کوئی بھی مذہب کا پیروکار کسی بھی مذہبی کتاب کی صداقت کی تصدیق کر سکتا ہے۔ اب بائبل کی صداقت پر

عیسائی علماء کا نقطہ نظر دیکھا جائے گا۔ سب سے پہلے بائبل کی قانونی حیثیت کے بارے میں مصنف کے نقطہ نظر کا مشاہدہ کیا جائے گا۔

### بائبل کی تالیف:

ایک متاز معاصر عیسائی اسکالر، ڈنکن پیٹر نے بھی اعتراف کیا کہ بائبل خالصتاً خدا کا کلام نہیں ہے۔ وہ ضمیمہ A میں کہتے ہیں؛  
۱۰ انجلی درحقیقت ایک آسمانی اور انسانی کتاب ہے۔

۱۰ اس کتاب کو اس کے انسانی مصنف کے نام پر "لوقا" کہا جاتا ہے۔

۱۰ تاہم، صحیفے کے دیگر حصے واضح طور پر انسانی تحریر یہیں ہیں، جیسے انجلی۔

۱۰ حضرت لوقا مورخ کا کام کرتے ہیں۔

۱۰ حضرت لوقا کے پاس ایک خیال ہے 'یہ مجھے بھی اچھا لگا'۔ وہ اپنی تحقیق کو تحریری طور پر مرتب کرنے کا فیصلہ کرتا ہے۔

۱۰ وہ اپنے مواد کو منتخب اور ترتیب دیتا ہے۔

دیکھا جاسکتا ہے کہ ان تحریروں میں کہیں بھی یہ نہیں لکھا گیا کہ لوقا کو خدا کی ہدایت پر مرتب کیا گیا ہے۔ اس نے اپنے طور پر مواد جمع کیا اور پھر ترتیب دیا۔ لہذا یہ کہنا غلط ہے کہ یہ خدا کی کتاب ہے۔

### بائبل کی زبان:

بائبل کی اصل زبان کی بھی تصدیق نہیں ہے۔ ڈنکن پیٹر کا کہنا ہے کہ "تحریری انجلی کی اصل زبان یونانی ہے۔" "مورخین کا نقطہ نظر بالکل مختلف ہے۔ کیمبرج ہسٹری آف دی بائبل میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ بائبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں نہیں لکھی گئی تھی اور نہ ہی انہوں نے اپنی زمینی زندگی میں بائبل کو مرتب کرنے کا حکم دیا تھا۔ عیسائی دور کے آغاز کی طرف، آرامی کو دو اہم شاخوں یا بولیوں، مغربی اور مشرقی آرامی میں تقسیم کیا گیا تھا۔ یہودی فلسطینی آرامی فلسطین میں مسیح کے زمانے میں اور مسیحی دور کی پہلی صدیوں کے دوران بولی اور لکھی جاتی تھی۔ نئے عہد نامے کی زبان کی پیچیدہ نوعیت کو کسی ایک فارمولے کے اندر سمجھنا یا اس کی خصوصیات کرنا ناممکن ہے۔ بائبل کے اسکرپٹ کو 4 زبانوں میں پیش کیا گیا تھا۔

۱۰ ابتدائی عبرانی،

• مترجم عبرانی،

• یونانی۔

• اور لاطینی۔

یہ واضح طور پر دیکھا جاسکتا ہے کہ بابل کو کبھی بھی یسوع کی اصل زبان آرامی میں مرتب نہیں کیا گیا۔ یہ عبرانی میں لکھا گیا تھا اور اسے بابل کا نام دیا گیا تھا۔ یہ کبھی نہیں لکھا کہ یہ ترجمہ ہے۔ موجودہ دور میں کوئی مستند اور مکمل عبرانی اور یونانی مخطوطہ موجود نہیں ہے۔ بابل صرف انگریزی میں دستیاب ہے۔ انگریزی بابل پہلی بار 1525-1611 میں لوگوں کے مطالبے پر پیش کی گئی۔ اسے ترجمہ کا عنوان نہیں دیا گیا تھا بلکہ یہ بابل کی اصل زبان مانی جاتی ہے۔ تو اصل میں یہ بابل نہیں ہے بلکہ یہ مختلف زبانوں کے مختلف مخطوطات کے ترجمے ہیں۔ اسی لیے بابل کے مختلف نسخے موجود ہیں۔ کنگ جیمز ورثن اور ایک کے بہت سے دوسرے ورثن دستیاب ہیں۔

### قرآن کی زبان:

رسول اللہ ﷺ کی اصل زبان عربی تھی اور قرآن بھی عربی میں نازل ہوا۔ عربی آج بہت سے ممالک کی سرکاری زبان ہے۔ یہ کوئی متروک زبان نہیں ہے، یہ دنیا کے تقریباً ہر حصے میں رائج ہے۔ قرآن کا متعدد زبانوں میں ترجمہ کیا گیا ہے لیکن اصل عربی متن ہمیشہ اس کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ قرآن کا ترجمہ کبھی بھی اصل متن ہونے کا دعویٰ نہیں کیا جاتا۔

قرآن مجید حضور ﷺ کی برادرست انگریزی میں لکھا گیا تھا۔ کتابوں کی ایک ٹیم تھی جو حضور ﷺ کے حکم پر قرآن کو نوٹ کرتی تھی۔ کاتب رسول اللہ ﷺ کے سامنے قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہیں اور غلطیوں کے امکان کو ختم کرنے کے لیے آپ خود تصدیق کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمیں دنیا کے کسی بھی حصے میں قرآن مجید میں الفاظ میں کوئی تحریف اور فرق نہیں ملا۔ پورا متن بالکل ایک جیسا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں میں قرآن کے حوالے سے مختلف نسخوں کا کوئی تصور نہیں ہے۔

قرآن مجید کا نزول رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں مکمل ہوا۔ سورتوں اور آیات کی ترتیب بھی ان کی برادرست انگریزی میں ہوتی تھی۔ آپ خود قرآن کے حافظ تھے اور ہر رمضان میں جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ قرآن مجید کی تدوین کیا کرتے تھے۔ اپنی زندگی کے آخری رمضان میں اس نے فرشتے کے ساتھ قرآن مجید کی دو آیتوں میں ترمیم کی۔ آپ کی زندگی میں ہزاروں صحابہ کرام مکمل قرآن کے حافظ یا حافظ تھے۔ حفظ قرآن ایک زندہ مجزہ ہے جو قرآن کی صداقت کی تصدیق کرتا ہے۔ یوسف

اسٹیشن ایک تبدیل شدہ مسلمان (وہ عیسائی پادری تھا) گواہی دیتا ہے کہ کوئی اور کتاب اس طرح حفظ نہیں کی گئی جس طرح مسلمان قرآن حفظ کرتے ہیں۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں یہ صرف حضرت زید بن ثابت اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نگرانی میں مرتب ہوا۔ وہ دو صحابہ کی شہادت یا گواہی کے بعد آیات جمع کرتے ہیں تاکہ غلطی کا ہر موقع مٹ جائے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں پوری امت مسلمہ قریشی بولی میں قرآن کے ایک نسخے پر متفق تھی۔ یہ ایک قائم شدہ حقیقت ہے اور اس کی تصدیق کاربن ڈینگ کی بنیاد پر یونیورسٹی آف برمنگھم کی رپورٹ سے کی جاسکتی ہے۔ قرآن مجید کا قدیم ترین نسخہ برمنگھم یونیورسٹی کی لائبریری میں موجود ہے۔ کاربن ڈینگ کا طریقہ کار اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ یہ حضرت عثمان کے دور میں لکھا گیا تھا۔ وہ بکری جس کی کھال پر لکھا تھا وہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں زندہ تھی۔ ہمارے پاس ٹاپ کاپی میوزیم، استنبول، ترکی، تاشقند اور دنیا کے دیگر حصوں میں مصحف عثمان کی اصل کا پیاں بھی ہیں۔

### بائبکل کی صداقت:

ڈنکن پیٹر اور دوسرے عیسائی علماء کا دعویٰ ہے کہ انگریزی زبان میں جو بائبکل موجود ہے وہی اصل بائبکل ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی۔ بہت سے عیسائی علماء اس نقطہ نظر سے متفق نہیں ہیں۔ وہ مانتے ہیں کہ ہمارے پاس حقیقی بائبکل نہیں ہے۔ بائبکل غلطیوں اور تحریفات سے بھری ہوئی ہے۔ یہاں تک کہ بائبکل کے دیباچے میں لکھا ہے کہ یہ کتاب ڈرامہ ہے اور جب پڑھو تو اسے ڈرامہ سمجھو۔ بعض علماء کا نقطہ نظر درج ذیل ہے:

### ڈاکٹر گراہم اسکروگی:

موڈی بائبکل انسٹی ٹیوٹ شکا گو کے ڈاکٹر گراہم اسکروگی، جو دنیا کے سب سے باوقار عیسائی ایونجیلیکل مشن میں سے ایک ہے، سوال کا جواب دیتے ہوئے ...

جی ہاں، بائبکل کوئی نازل شدہ کتاب نہیں ہے جسے انسانوں نے مرتب کیا تھا۔

:Kenneth Cragg

نیا عہد نامہ ایسا نہیں ہے... ایک گاڑھا ہونا اور ترجمہ ہے، انتخاب، تولید اور گواہی ہے۔ انجیلیں مصنفین کے پیچھے چرچ کے ذہن سے آئی ہیں۔

## کیمبرج ہسٹری آف دی بائل:

نئے عہد نامہ کین کی ترقی کی تاریخ اس عمل کی تاریخ ہے جس کے ذریعے زیادہ تر حصہ کے لیے دوسرے مقاصد اور دیگر مقاصد کے لیے لکھی گئی کتابوں کو یہ منفرد درجہ دیا جاتا ہے۔

یہ مطالعہ خود نئے عہد نامہ کی دستاویزات کی اندر ورنی تقدیم کا ایک اہم حصہ بن گیا ہے، کیونکہ مأخذ، تصنیف، مأخذ اور تاریخ کے معاملے پر اس طرح کے خارجی شواہد جو کہ دوسری اور بعد کی صدیوں سے آئے ہیں، بہت کم ہیں، اور، جب خود کو اس کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ تقدیمی امتحان میں، مشکوک قیمت کا نکلا، اگر بیکار نہ ہو۔

ایک رپورٹ کے مطابق بائل میں 50,000 غلطیاں ہیں۔ یہ وہ کے گواہ اکثر یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ بائل میں "50,000 غلطیاں" ہیں۔ یہ وہ کے گواہوں کا بائل میں 50,000 غلطیوں کا دعویٰ ان کے میگزین جا گو! (8 ستمبر 1957)۔

انساں کیلئے پیدیا آف امر کین میں جان مل نے اندازہ لگایا کہ نئے عہد نامہ میں 30,000 تغیرات ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ بائل میں بہت سی تشخیص اور سائنسی غلطیاں ہیں۔

## قرآن کی صداقت

قرآن روئے زمین پر سب سے مستند کتاب ہے۔ یہ پہلے ہی ذکر کیا جا چکا ہے کہ قرآن کے مختلف نئے نہیں ہیں۔ تمام مسلمانوں کے پاس صرف ایک ہی قرآن ہے اور کسی ایک حرف کا بھی فرق نہیں ہے۔

## نتیجہ:

انجیل کا نزول سن 100 میں ہوا لیکن یہ ان کے عہد میں مرتب نہیں ہوا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ پیروکاروں کے ذریعہ بائل کا ترجمہ کیا گیا اور اس میں مواد کو کئی لوگوں نے شامل کیا۔ لہذا، اب کسی کے پاس اصل بائل نہیں ہے۔ بائل پوری انسانیت کے لیے نازل نہیں ہوئی تھی بلکہ یہ صرف اس مخصوص دور کے لوگوں کے لیے نازل ہوئی تھی۔ محمد ﷺ آخری رسول ہیں اور قرآن قیامت تک پوری انسانیت کی رہنمائی کے لیے آخری نازل شدہ کتاب ہے۔ یہ واحد کتاب ہے جو اپنی اصلی شکل میں دستیاب ہے اور اس میں کوئی رد و بدل نہیں کیا گیا ہے۔ اللہ رب العزت کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کا کوئی راستہ نہیں سوائے اس کے کہ قرآن پر ایمان لا یا جائے اور اس پر عمل کیا جائے۔ لہذا ہر انسان کو چاہیے کہ وہ دونوں جہانوں میں کامیاب ہونے کے لیے قرآن کی تعلیمات پر ایمان لائے۔

## References

Tahir-ul-Qadri, Dr., Islam and Christianity, Minhaj-ul-Quran Publications, Lahore, .2004, p. 64

.Ibid, p. 65

.Duncan Peter, Dr., Holy Injīl Luke A New Translation, p. 247

.Ibid p. 247

.Ibid, p. 248

.Ibid, p. 252

.Ibid, p. 252

.Ibid, p. 252

.Ibid, p. 253

P.R Ackroyd and C.FEvans (eds.), The Cambridge History of the Bible from the Beginnings to Jerome, Cambridge University Press, 1975, vol. 1, p. 3

Ibid, p. 11

.Ibid, p. 3

Ibid, v. 3, p, 141

Bible, The New International Version, Preface, iv

Dr. Graham Scroggie, Is the Bible the word of God?, The Sunday School Times Company, Philadelphia, 1922 p. 15

Kenneth Cragg: The call of the Minaret, Oxford University Press, New York, 1956, p. .277

P.R Ackroyd and C.F Evans (eds.), The Cambridge History of the Bible, v. 1, p. 234  
Ibid, p. 235

[http://www.biblecourses.com/English/en\\_lessons/en\\_201202\\_06.pdf](http://www.biblecourses.com/English/en_lessons/en_201202_06.pdf)

.Encyclopedia Americana International Edition, v. 3 p, 646

## قرآن اسلامی قانون کا مأخذ ہے۔

قرآن اسلامی قانون کا سب سے اہم اور بنیادی مأخذ ہے۔ یہ زندگی کے تمام شعبوں کے لیے رہنمائی فراہم کرتا ہے، جیسا کہ اس آیت میں دیکھا جاسکتا ہے۔ ”یہ کتاب ہے، اس میں بلاشبہ ہدایت ہے ان لوگوں کے لیے جو اللہ سے ڈرتے ہیں“ (۲:۳-۲)۔

البقرہ۔ قرآن اس سلسلے میں مزید اعلان کرتا ہے ”ہم نے کتاب میں سے کوئی چیز خارج نہیں کی“ (۳۸:۶ الانعام) اور ”اور ہم نے آپ پر ہر چیز کی وضاحت کرنے والی کتاب نازل کی ہے (۱۶:۸۹، النحل) اس کے پیروکار یہ کہتے ہوئے اسلامی قانون کی تفصیلات پر انحصار کرتے ہیں کہ ”ان کے درمیان فیصلہ کرو اس کے مطابق جو خدا نے نازل کیا ہے اور ان کی باطل خواہشات کی پیروی نہ کرو۔“ جرم اور سزا کے بارے میں، قرآن کریم نے بہت سے مجرمانہ معاملات کے لیے ”آنکھ کے بد لے آنکھ“ کا سادہ اصول یہ کہہ کر بیان کیا ہے، ”زندگی کے بد لے زندگی، آنکھ کے بد لے آنکھ، ناک کے بد لے ناک، کان کے بد لے دانت، کان کے بد لے دانت اور زخم برابر۔ لیکن اگر کوئی صدقہ کے ذریعے بد لہ معاف کر دے تو یہ اپنے لیے کفارہ ہے۔“ (۵:۴۵، المائدہ) اس میں زنا اور غیبت کے لیے سزا مقرر کی گئی ہے، ”زنما مر تک عورت اور مرد، ان میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو (۲۴:۲، النور) اسی طرح غیبت کے لیے یا زنا کے جھوٹے الزام میں کہا گیا ہے: ”اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر الزام لگائیں اور چار گواہ پیش نہ کریں، انہیں اسی کوڑے مارو (۴:۲۴، النور)۔

قرآن مجوزہ / حلال اور غیر ممنوعہ / حرام کھانے اور دیگر چیزوں کے احکام بیان کرتا ہے جو مسلمانوں کو شراب نوشی، جو اور دیگر غیر اسلامی طریقوں سے پرہیز کرنے کا حکم دیتا ہے، ”اے ایمان والوں شہ اور جوا، پتھروں اور تیروں کی قربانیاں ہیں۔ شیطان کے تمام مکروہ کام: ان سے پرہیز کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔“ (۵:۹۰، المائدہ) اسی طرح یہ بھی کہتا ہے کہ ”ایسی کوئی چیز نہ کھاؤ جس پر خدا کا نام نہ لیا گیا ہو۔“ (۱۲۱:۶، الانعام) اور، ”تمہارے لیے تمام مویشی حلال ہیں، جن کے نام مستثنیات ہیں۔“ (۱:۵، المائدہ)

قرآن وراثت کے قوانین کے بارے میں بھی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ یہ اس طرح کے آسان اصول بیان کرتا ہے جیسے، ”خدا آپ کو آپ کے پھوٹ کے بارے میں ہدایت کرتا ہے: مرد کے لیے دو عورتوں کا حصہ۔“ (۱۱:۴، النساء) مسلمانوں کو وصیت لکھنے کا حکم دیتا ہے، ”یہ مشرع ہے کہ جب تم میں سے کسی کی موت قریب آئے اور اگر وہ کوئی سامان چھوڑ جائے تو وہ والدین اور قریبی رشتہ داروں کے لیے وصیت کرے۔“ (۱۸۰:۲، البقرہ) دیگر عالمی قوانین کے لیے واضح قرآنی احکام موجود ہیں، مثال کے طور پر، شادیوں کی تعداد اور میاں بیوی میں سے کسی ایک کے حقوق و ذمہ داریوں کے بارے میں، یہ کہتا ہے کہ اپنی

پسند کی عورتوں سے دو دو یا تین یا چار چار، لیکن اگر آپ کو ڈر ہے کہ آپ خوش مزاجی سے کام نہیں کر پائیں گے تو صرف ایک ہی۔ "(3:4، النساء) اور، "مرد عورتوں کے محافظ ہیں، کیونکہ اللہ نے ایک کو دوسرے سے زیادہ طاقت دی ہے۔ (خواتین) اور چونکہ وہ ان کو اپنے ذرائع سے مہیا کرتی ہیں اس لیے نیک عورتیں اطاعت گزار ہوتی ہیں۔" (4:34، النساء) اسی طرح قرآن مسلمانوں کو عبادات / اسلام کے ستونوں کے بارے میں رہنمائی کرتا ہے۔ مثال کے طور پر 32 مقامات پر۔ اس میں مسلمانوں کو نماز اور زکوٰۃ کی پابندی کا حکم دیا گیا ہے، "اور نماز میں ثابت قدم رہو، اور صدقہ کرو اور اپنے سر کو عکس نہیں کرنے والوں کے ساتھ جھکاؤ۔" (43:2 وغیرہ) روزے کے بارے میں اس کا حکم ہے۔ "روزہ فرض کیا گیا ہے۔ آپ کے لیے ..... لہذا تم میں سے ہر ایک جو اس مہینے کو دیکھئے اسے تھواروں میں گزارنا چاہیے" (183:2-185، البقرہ) حج اسلام کا پانچواں ستون ہے جس کے بارے میں قرآن کہتا ہے، "پونماگ اس کے لیے ہے۔ ایک فرض شناس آدمی خدا کا مفروض ہے، جو سفر کی استطاعت رکھتے ہیں۔" (97:3 امران) یہ نوٹ کرنا ضروری ہے کہ قرآن تمام معاملات کی تمام تفصیلات فراہم نہیں کرتا ہے۔ اس کے لیے؟ سورہ حدیث کو قرآن کے ساتھ ملایا جاتا ہے۔ اجتماعی طور پر قرآن و سنت کو اسلامی کا بنیادی مانع / بنیاد کہا جاتا ہے۔

## حدیث

### حدیث کا لغوی معنی مفہوم

عربی لفظ حدیث کے لغوی معنی ہیں "خبر کی چیز" ، "گفتگو" ، "ایک کہانی" ، "ایک رپورٹ" ، (یہ رپورٹ تاریخی یا افسانوی، صحیح یا غلط ہو سکتی ہے چاہے حال سے متعلق ہو۔ یا ماضی)۔ حدیث کا ثانوی معنی بطور صفت "بیا" ہے جو قدیم (پرانے) کے مخالف ہے۔

### حدیث کے فنی معنی

ما اضیف الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من قول او فعل او تقریر او صفات خلقی او خلقي  
نبی ﷺ کی تقریر، افعال، منظوری یا اخلاقی طرز عمل کو حدیث کہتے ہیں۔

### سنن (نبوی روایت)

### لغوی معنی

"اس کے لغوی معنی میں لفظ سننا کا مطلب ہے "مشہور راستہ" یا "اچھا راستہ" جس کی پیروی بار بار کی جاتی ہے۔"  
ابن منظور سنن کے معنی یوں لکھتے ہیں: سنن کے معنی طریقہ، دستور ہیں۔

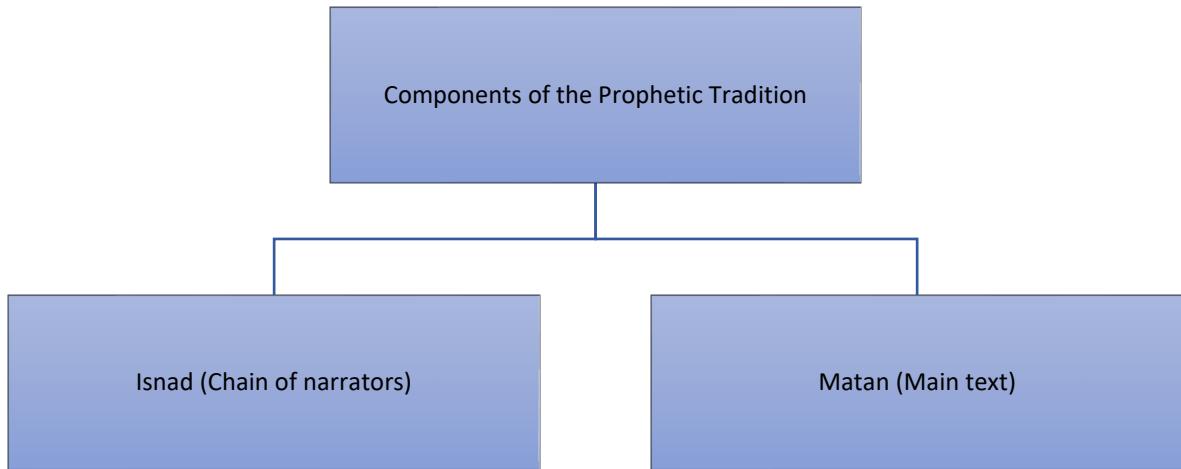
### مکنیکی تعریف

السنة ما اضیف الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من قول، أو فعل، أو تقریر، أو صفة خلقیة؟ أو سیدۃ، سواع کان ذلك  
قبل البعثۃ او بعدها

قول، فعل کی منظوری یا اخلاقی قدر یا حسن اخلاق جو رسول اللہ ﷺ سے تعلق رکھتا ہوا سے سنن کہتے ہیں۔ اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے کہ یہ تقریر، عمل، منظوری یا طرز عمل پیغمبر اسلام کی نبوت کے اعلان کے بعد یا اس سے پہلے کا ہے۔

## حدیث نبوی کے اجزاء

حدیث / سنت کے بنیادی طور پر دو اجزاء ہیں۔



اسناد (سلسلہ راویوں)۔ یہ راویوں کا سلسلہ ہے جس کے ذریعے حدیث روایت کی جاتی ہے۔

متن (مواد)۔ یہ حدیث کا مرکزی متن ہے، یا بھی محمد ﷺ کی بیان کردہ تقریر ہے۔

اسناد کا مطلب ان افراد کا نام ہے جن کا متن سے پہلے ذکر کیا گیا ہے۔ یہ دین کا سب سے اہم حصہ ہے۔ چونکہ حدیث کے متن کی سند کا انحصار ان ناموں پر ہے۔ ایک مثال کی مدد سے اس تصور کو سمجھنا آسان ہو جائے گا۔

حَدَّثَنَا الْحُسَيْنِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنُ الْكَبِيرِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْتَّقِيُّ، أَنَّهُ سَمِعَ عَلْقَمَةَ بْنَ وَقَاصِ الْكَبِيرَ، يَقُولُ: سَيِّئَتْ عَمَرَتْنَ الْخَطَابُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى الْمِنَارِ، قَالَ: سَيِّئَتْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ

اس حصے کو اسناد کہتے ہیں اور مذکورہ بالا کو عبارت کہتے ہیں۔

إِنَّمَا الْأَعْمَالَ بِالنِّيَّاتِ،

قرآن مجید کی روشنی میں حدیث کی اہمیت

وہ آیات جن میں اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کے اس قول کو اللہ تعالیٰ کی نسبت جائز قرار دیا ہے:

وَمَا يَنْطَقُ عَنِ الْهُوَى—إِنْ هُوَ إِلَّا ذِيْجُوْحِي

"اور وہ اپنی خواہش سے بات نہیں کرتا، اس کی بات صرف ایک وجہ ہے جو اس کی طرف بھیجی جاتی ہے" ۱۷م، 3:53-4

**مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ**

"جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی" - النساء، 80:4

یہ کافی نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے اپنی محبت کو رسول اللہ ﷺ کی اطاعت سے مشروط کیا ہے۔

**يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولَئِكَ الْمُرْسَلُونَ قَدْ أَنْهَاكُمْ شَوَّعٌ تَنَازَّ عَتْمَةٌ فَرَأَيْتُمْ فَرَأَيْتُمْ دُوَّابًا إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنَّ كُثُرَهُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا**

"اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں حکم رکھتے ہیں۔ پھر اگر کسی معاملے میں آپس میں اختلاف ہو تو اللہ اور رسول کی طرف رجوع کرو۔

غور طلب بات یہ ہے کہ اطاعت کے احکام دو احکام کے بارے میں ہیں اور اللہ اور رسول کا ذکر کرنے سے مراد قرآن و حدیث ہے۔

i) اللہ تعالیٰ

ii) نبی کریم ﷺ

"لیکن جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کی حدود سے تجاوز کرے گا، اللہ اسے جہنم میں داخل کرے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اور اس کے لیے ذلت آمیز عذاب ہے۔"

اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے والے:

**وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَى حُدُودَهُ يُدْخَلُهُ قَارًا حَالِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُهِينٌ**

"اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا اور اللہ سے ڈرے گا اور اس کے لیے تقویٰ اختیار کرے گا تو وہی لوگ اپنی منزل کو پہنچیں گے۔"

حدیث کی اہمیت احادیث نبوی کی روشنی میں

مقدام بن معد کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خبردار! مجھے قرآن اور اس جیسا کچھ دیا گیا ہے، پھر بھی وہ وقت آنے والا ہے جب ایک آدمی اپنے صوف پر بیٹھ کر کہے گا: قرآن کو رکھو، جس چیز کو تم مباح سمجھتے ہو اسے حلال سمجھتے ہو، اور جو کچھ اس میں حرام پاتے ہو اسے حرام سمجھتے ہو۔ منوع کے طور پر علاج کریں، خبردار! گھر بیوگدھے، شکار کی دھڑکن، کفیل ریٹ سے تعلق رکھنے والی چیز، جب تک کہ اس کا مالک نہ چاہے، جائز نہیں، لیکن اگر وہ ایسا نہ کرے تو اسے اس کی تفریح کے برابر قسم دینے کا حق ہے۔“ (ابوداؤد، 4604)

اس روایت میں نبی ﷺ نے ان امور کا حکم دیا ہے جن کا ذکر قرآن میں نہیں ہے۔ اس نے انہیں اپنے قانونی اختیار پر حکم دیا۔

”کیا تم میں سے کوئی اپنے پنگ پر ٹیک لگا کر یہ تصور کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف وہی چیز حرام کی ہے جو قرآن میں موجود ہے؟ اللہ کی قسم میں نے بہت سے ایسے امور کی تبلیغ، حکم اور منع کیا ہے جتنا کہ قرآن میں موجود ہے یا اس سے بھی زیادہ۔“

(ابوداؤد #3050)

### نبی ﷺ کی نمائندہ خود مختاری کی شکلیں

قرآن و سنت کی رو سے آخری حاکمیت نبی ﷺ کو اس طرح دی گئی ہے:

(۱) تشریحی اتحارثی (تشریحی بنیاد)

نبی ﷺ نے اہل ایمان کے لیے قرآن مجید کی آیات کی تفسیر فرمائی۔ قرآن کریم میں نبی ﷺ کی تفسیری صلاحیت کے بارے میں کہا گیا ہے:

**وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْذِكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نَزَّلْنَا إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَسْتَفَعُونَ**

”(وہ بھی) واضح دلیلوں اور کتابوں کے ساتھ بیحیج گئے تھے۔ اور (اے رسول ﷺ) ہم نے آپ پر عظیم ذکر (قرآن مجید) نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں کے لیے ان (پیغام اور احکام) کو واضح طور پر بیان کریں جو ان پر نازل ہوئے ہیں اور تاکہ وہ غورو فکر کریں۔“

قرآن تقریباً 700 مرتبہ نماز پڑھنے کا حکم دیتا ہے لیکن اس کی وضاحت نہیں کرتا کہ کیسے؟ کب؟ اور دن میں کتنی بار۔ یہ تمام تفصیلات احادیث نبوی میں موجود ہیں۔

**صلوا كمًا ز أَيْمَنِي أَصْلِي**

نماز پڑھو جیسے تم نے مجھے پڑھتے دیکھا ہے۔ (صحیح البخاری #605)

یہی معاملہ حج کے مہینوں کا ہے، زنا کی سزا کی تصریح۔ اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ کو روزے کے اوقات بیان فرمائے۔ قرآن کی آیات کو بیان کرنا نبی کریم ﷺ کا فرض تھا۔

قرآن نماز پڑھنے کا حکم دیتا ہے لیکن یہ نہیں بتاتا کہ کیسے؟ کب؟ اور دن میں کتنی بار۔ یہ تفصیلات احادیث نبوی میں ملتی ہیں۔

## ii) قانون ساز اتحاری (تشریعی کونسل)

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو قانون سازی کا درجہ دیا ہے۔ اس کے پاس اس دنیا میں اللہ کا ظاہری اختیار ہے۔ مندرجہ ذیل حوالوں کی روشنی میں اس تصور کو سمجھنا آسان ہو جائے گا۔

وَمَا آتَيْتُكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَاتَّهُوا

اور جو کچھ رسول نے تمہیں دیا ہے اسے لے لو۔ اور جس چیز سے اس نے تمہیں منع کیا ہے اس سے باز رہو۔ سورہ ۵۹ آیت نمبر

-7-

وہ جو کچھ کہتا ہے یا اجازت دیتا ہے وہ اسلامی قانون کا لازمی حصہ بن جاتا ہے۔ اس کی مثالیں ہمیں بہت سی روایات میں ملتی ہیں۔

1. ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری بربادی کس چیز نے کی؟ اس نے کہا: میں نے رمضان کے مہینے میں اپنی بیوی سے جماع کیا ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں کوئی غلام مل سکتا ہے جو اسے آزاد کر دے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم دو مہینے مسلسل روزے رکھ سکتے ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم سماں مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے ہو؟، آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، پھر بیٹھ گئے اور (اسی دوران) رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک ٹوکری لائی گئی جس میں ایک ٹوکری تھی۔ تاریخوں کے میدانوں کے درمیان مجھ سے زیادہ غریب کوئی خاندان نہیں۔ رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے کہ آپ کے دانت نظر آنے لگے اور فرمایا: جاؤ اور اپنے گھروں کو کھانے کو دو۔ (صحیح مسلم #1111)

قانون میں ایسی نرمی حضور کے سوا کوئی نہیں دے سکتا۔ اسی طرح سونا اور ریشم کو نبی کریم ﷺ نے حرام قرار دیا ہے۔

2. رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے مردوں کے لیے ریشم اور سونا پہننا حرام اور عورتوں کے لیے حلال کر دیا گیا ہے۔  
(ترمذی نمبر 1730)

ہمیں الوداعی زیارت کے خطاب کے دوران ایک اور مثال ملتی ہے۔ جب تمام صحابہ کو سوالات کے جوابات معلوم تھے لیکن وہ خاموش رہے۔ یہ حضرت محمد ﷺ کی تعظیم تھی کیونکہ یہ سب پیغمبری کے مرتبے سے واقف تھے۔

3. آپ ﷺ نے پھر پوچھا کہ یہ کون سامہینہ ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ وہ اتنی دیر خاموش رہے کہ ہم نے سوچا کہ آپ ﷺ اسے اس کے اصلی نام کے علاوہ کسی اور نام سے پکارے گا۔ فرمایا کیا یہ ذوالجہ کامہینہ نہیں ہے؟ ہم نے کہا ہاں۔ آپ ﷺ نے کہا یہ کون ساقبہ ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ وہ اتنی دیر خاموش رہے کہ ہم نے سوچا کہ آپ ﷺ اسے اس کے اصلی نام کے علاوہ کسی اور نام سے پکارے گا۔ آپ ﷺ نے کہا کیا یہ (مکہ کی) بستی نہیں ہے؟ ہم نے جواب دیا کہ ہاں۔ آپ ﷺ نے کہا آج کون سادن ہے؟ ہم نے جواب دیا کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ وہ اتنی دیر خاموش رہے کہ ہم نے سوچا کہ وہ اسے اس کے اصلی نام کے علاوہ کسی اور نام سے پکارے گا۔ فرمایا کیا یہ یوم النحر نہیں ہے؟ ہم نے جواب دیا کہ ہاں۔ پھر فرمایا کہ تمہارا خون، مال اور عزتیں ایک دوسرے کے لیے اتنی ہی حرمت والی ہیں جیسے اس مہینے میں تمہاری اس بستی میں تمہارا یہ دن، تم اپنے رب سے ملاقات کرو گے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں پوچھے گا، خبردار! میرے بعد آپس میں ایک دوسرے کی گرد نیں کٹوا کر گمراہ نہ ہو جانا، حاضرین پر واجب ہے کہ وہ غائبوں تک یہ پیغام پہنچائیں، کیونکہ جن تک یہ پیغام پہنچایا جائے گا ان میں سے بعض اسے بعض لوگوں سے بہتر سمجھ سکتے ہیں۔ اسے برادر است سنائے۔ ”(محمد، ذیلی روایی، اس کا ذکر کرتے ہوئے کہا کرتے تھے: رسول اللہ ﷺ نے پھر فرمایا: ”بے شک! کیا میں نے (اللہ کا) پیغام (تم تک) نہیں پہنچایا؟ کیا میں نے اللہ کا پیغام (تم تک) نہیں پہنچایا؟“) صحیح البخاری #5550

## احادیث کی اقسام

حدیث کے مواد، نقل کرنے والے اور سند کے اعتبار سے مختلف قسمیں ہیں۔ چند اہم اقسام ذیل میں دی گئی ہیں:

حدیث قدسی: یعنی ”الہی“۔ یہ اللہ کی طرف سے سیدھے سیدھے نبی محمد ﷺ نے نقل کیے ہیں، جنہوں نے اسے اپنے صحابہ تک پہنچایا۔

حدیث نبوی:

وہ حدیث جو رسول اللہ ﷺ سے ان کے صحابہ نے براہ راست روایت کی ہے۔

صحیح:

صحیح حدیث وہ حدیث ہے جس کی سند ایک سید ہے اور درست شخص کے دوسرے سے اس کے ختم ہونے تک مسلسل مربوط ہوتی ہے۔

وہ حدیث جس میں سند کی پانچ شرطیں پائی جاتی ہیں اسے صحیح کہتے ہیں:

1- اس کی ترسیل کا سلسلہ متصل ہونا چاہیے، یعنی ہر راوی کو اسے فوری راوی سے براہ راست لینا چاہیے۔

2- ہر راوی کو عادل ہونا چاہیے، اسے کبیرہ گناہوں سے بچنا چاہیے، چھوٹے گناہوں پر اصرار نہیں کرنا چاہیے، وہ نیک فطرت اور اخلاق والا ہو۔

3- اسے کامل نظم و ضبط ہونا چاہیے۔ اسے چاہیے کہ وہ حدیث کو تحریر یا حفظ کے ذریعے محفوظ کرے اور اسے منتقل کرے۔

4- وہ حدیث نایاب نہ ہو۔

5- راوی کو اپنے اسلاف کے خلاف بر اکلام نہیں کرنا چاہیے۔

حسن: منصفانہ وہ حدیث ہے جس کا مأخذ معلوم ہو اور جس کے نقل کرنے والے مشہور ہوں۔ یا وہ حدیث جس کے راوی کسی صحیح حدیث کے راویوں کے مقابلے میں "قحوڑے زیادہ مقتدر" ہوں، باقی شرائط وہی ہیں۔

ضعیف (ضعیف): لسانی طور پر، ضعیف کا مطلب ہے "ضعیف"، جبکہ تکنیکی طور پر اس سے مراد حسن کے معیار سے نیچے والی روایت ہے۔ یہ وہ حدیث ہے جس میں صحیح کی پانچ شرائط میں سے کوئی ایک یا زیادہ شرائط پوری نہیں ہوئی ہیں۔

مودود (من گھڑت): وہ حدیث جس کے راوی نے کسی وقت حدیث کے بارے میں جھوٹ بولا ہو، ایسے راوی کی ہر روایت کو من گھڑت کہا جاتا ہے۔ اگر راوی میں عیب یہ ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ پر جھوٹ بولتا ہے تو اس کی احادیث کو موضع کہا جاتا ہے۔ تکنیکی طور پر، مودود کی روایت بالکل بھی حدیث نہیں ہے، بلکہ ایک جھوٹ ہے جو نبی اکرم ﷺ سے منسوب ہے۔ اسے علامتی طور پر حدیث کہا جاتا ہے۔

تاریخ اور تالیف حدیث

حدیث اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی ہدایت کا دوسرا بڑا ذریعہ ہے۔ اللہ کے احکام قرآن و سنت میں موجود ہیں۔ قرآن و سنت کا اختیار یکساں ہے جیسا کہ پہلے ابواب میں بیان کیا گیا ہے۔ صحابہ کرام نے ہر معاملے میں سیدھے سیدھے رسول اللہ ﷺ سے رہنمائی حاصل کی۔ نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں صحابہ کرام نے بھی احادیث کو سیکھنے اور سمجھنے کی کوشش کی، جس طرح انہوں نے قرآن سیکھنے کی کوشش کی۔ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کو اپنی زندگی میں متعدد مواقع پر احادیث لکھنے اور حفظ کرنے کا حکم دیا۔

رسول اللہ ﷺ کی رحلت کے بعد صحابہ کرام نے احادیث کو دوسرے صحابہ اور جانشینوں تک پہنچانا شروع کیا۔ انہوں نے دل سے سیکھی ہوئی احادیث کو پہنچایا، کیونکہ اس دور میں یادداشت کو ریکارڈنگ کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا۔ دوسرے یہ کہ انہوں نے اپنے شاگردوں کو بھی احادیث کا حکم دیا۔ چنانچہ احادیث کی تالیف ہر دور میں قطعیت کے ساتھ ہوئی۔ تالیف حدیث کی تاریخ کو عموماً 4 ادوار میں تقسیم کیا گیا ہے جن کا تذکرہ حسب ذیل ہے۔

### نبی کریم ﷺ کا دور

نبی کریم ﷺ اپنی سنت کے ذریعے اللہ کے احکام سکھاتے تھے۔ انہوں نے صحابہ کرام کو ان کی تعلیمات سیکھنے اور یاد کرنے کی تلقین کی۔ وہ اپنے الفاظ کو تین بار دھراتے تھے تاکہ ان کے لیے سیکھنا آسان ہو جائے۔ صحابہ سے بھی پوچھا کہ انہوں نے کیا سیکھا؟ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کو متعدد مواقع پر اپنی احادیث لکھنے کا حکم بھی دیا۔ صحابہ کرام کا معمول تھا کہ وہ خود رسول اللہ ﷺ کی نگرانی میں احادیث لکھتے تھے۔ کچھ مثالیں درج ذیل ہیں:

1. عبد اللہ بن عمر و رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ہر وہ چیز لکھتا تھا جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنتا تھا۔ میں نے (اس سے) اس کو حفظ کرنے کا ارادہ کیا۔ قریش نے مجھے منع کیا اور کہا کہ کیا تم ہر وہ چیز لکھتے ہو جو تم ان سے سنتے ہو، حالانکہ نبی اکرم ﷺ بشر ہیں، وہ غصے اور خوشی سے بات کرتے ہیں؟، اس لیے میں نے لکھنا چھوڑ دیا، اور نبی ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ محمد آپ نے انگلی سے منہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: لکھواد کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اس سے حق ہی نکلتا ہے۔

2. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا۔ خطبہ سننے کے بعد ایک یمنی شخص (ابو شاہ) آیا اور کہنے لگا یہ رسول اللہ! یہ میرے لیے لکھ دیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ابو شاہ کے لیے لکھ دو۔

3. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک انصاری نبی کریم ﷺ کی مجلس میں بیٹھ کر آپ کی احادیث سنتا تھا۔ اس نے کہا: میں نے آپ سے احادیث سنی ہیں لیکن یاد نہیں ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"اپنے دائیں ہاتھ سے مدد حاصل کریں اور اس کا اشارہ اپنے ہاتھ سے لکھنے کی طرف تھا۔"

صحابہ کرام احادیث کو دل سے حفظ کرنے کے ساتھ ساتھ لکھ کر بھی یاد کرتے تھے۔ چنانچہ صحابہ کرام کے تحریری نسخوں کی تعداد تھی جو آج تحریری شکل میں دستیاب ہیں۔

4. صحیفہ علی بن جی۔

5. صحیفہ صادقہ عبد اللہ ابن عمرو بن حزرون۔

6. صحیفہ عمر و بن حزم حزمی۔

نبی کریم ﷺ کے احکام سے متعلق متعدد نسخ بھی ملتے ہیں۔ پیغمبر محمد ﷺ نے یہ احکام اپنے گورنزوں، مسلمانوں اور دوسرے لوگوں کو عقائد اور دیگر عبادات کے حوالے سے دیے۔ ان نسخوں میں پیغمبرانہ احکام لکھے اور محفوظ کیے گئے تھے۔

7. پیغمبر اسلام کے ایک تحریری احکام بھی ان کے خطوط میں محفوظ ہیں جو انہوں نے مختلف حکمرانوں اور بادشاہوں کو لکھے تھے۔ ڈاکٹر حمید اللہ کی تحقیق کے مطابق پیغمبر اسلام کے تقریباً 250 خطوط شائع ہو چکے ہیں۔

مذکورہ بالاروایات کی روشنی میں صراحةً ثابت ہوا کہ احادیث رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں آپ کی ہدایات اور نگرانی پر درج ہوتی تھیں۔

صحابہ کے دور میں احادیث کی تالیف

رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام حفظ، ریکارڈنگ اور تحریر اور عمل کے ذریعے حدیث سیکھتے تھے۔

حفظ کے ذریعے سیکھنا:

چونکہ نبی کریم ﷺ صحابہ کرام میں رہتے تھے اس لیے وہ آپ ﷺ کی ہربات کو پوری توجہ سے سنتے تھے۔ انہیں اس لیے برکت نصیب ہوئی کہ انہوں نے قرآن اور حدیث بر اہر است رسول اللہ ﷺ سے سیکھی۔ صحابہ کرام کا آپس میں بحث کر کے

احادیث سکھنے کا یہ عمل تھا اور یہ عمل عمر بھر جاری رہا۔ یہ انس رضی اللہ عنہ کے بیان سے ظاہر ہے۔ ملک جی آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلَہٖ وَسَلَّمَ کے خادم تھے اور دس سال تک آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلَہٖ وَسَلَّمَ کی صحبت میں رہے۔

وہ کہتے ہیں کہ ہم نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلَہٖ وَسَلَّمَ کے پاس بیٹھے، شاید ساٹھ آدمی تھے اور نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلَہٖ وَسَلَّمَ نے انہیں حدیث کی تعلیم دی۔ بعد میں جب وہ کسی حاجت کے لیے باہر نکلتے تو ہم اسے اپنے درمیان حفظ کر لیتے تھے، جب ہم روانہ ہوتے تو گویا ہمارے دلوں میں پرورش پاتتھ تھے۔

### احادیث کی تحریر:

مختلف صحابہ سے احادیث لکھنا بھی صحابہ کا معمول تھا۔

"حضرت سلمی رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ ابن عباس کو دیکھا ہے کہ وہ ابو رافع رضی اللہ عنہ سے احادیث لکھ رہے تھے۔ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلَہٖ وَسَلَّمَ کے خادم

### قرآن و سنت کی تعلیمات کا سرکاری حکم:

خلیفہ دوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں مختلف صوبوں میں بزرگ علماء صحابہ کرام کو تعینات کیا۔ لوگوں کو قرآن و سنت کی تعلیم دینا ان کا فرض تھا۔ چنانچہ حدیث رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلَہٖ وَسَلَّمَ کے برادرست شاگردوں سے براہ راست لوگوں تک پہنچی۔

### حلقه احادیث صحابہ

سرکاری اساتذہ کے علاوہ کئی بزرگ صحابہ جیسے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ، عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما، انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مختلف شہروں میں اپنے حلقة حدیث قائم کیے ہیں۔ وہ کئی جانشینوں تک احادیث بیان کرتے اور ان کا حکم دیتے تھے۔ انہوں نے احادیث کو سیکھا اور انہیں کتابوں کی صورت میں مرتب کیا۔ ان جانشینوں کے متعدد مسودات تحریری شکل میں ملتے ہیں۔ ان مخطوطات میں سے ایک بہترین مثال پر بحث کی جائے گی:

### صحیفہ ہمام بن منبه

ہمام بن منیچ (متوفی 719 عیسوی) ابو ہریرہ (متوفی 677-78 عیسوی) کے شاگرد کے طور پر جانا جاتا تھا۔ یہ سمجھا جاتا ہے کہ ہمام نے ایک صحیفہ لکھی جس میں تقریباً 140 احادیث ہیں جو اس نے اپنے استاد ابو ہریرہ سے سنی تھیں۔

بر صغیر پاک و ہند کے ایک اسکالر ڈاکٹر حمید اللہ نے 'صحیفہ ہمام ابن منانج' کے عنوان سے ایک دستاویز شائع کی جس میں انہوں نے یہ دلیل پیش کرنے کی کوشش کی کہ جن نسخوں کا انہوں نے حوالہ دیا ان میں ابو ہریرہ کے بیانات کا ثبوت فراہم کیا گیا جیسا کہ ہمام نے ریکارڈ کیا ہے۔ اس نے نہ صرف برلن اور دمشق کے مخطوطے کا حوالہ دیا بلکہ اس نے قاہرہ میں ایک مخطوطہ کا بھی حوالہ دیا۔

یہ پورا نئے مسند احمد بن حنبل میں پہلے سے موجود تھا۔ ان دونوں کتابوں کی تالیفات کے درمیان تقریباً 200 سال کا وقفہ تھا۔ ان کتابوں کی روایات کے متن میں کوئی تضاد نہیں تھا۔ یہ حدیث متن کی تالیف کی سند پر ایک ناقابل تردید حوالہ ہے۔

### جانشینوں کا دور (تابعین)

ایشیا، شمالی افریقہ اور دیگر سر زمین میں اسلام کے پھیلنے کے بعد حدیث کی روایت وسیع ہو گئی۔ پھر کچھ لوگ احادیث گھڑنے لگے۔ اس پیش رفت کا مقابلہ کرنے کے لیے خلیفہ عمر بن عبد العزیز نے بزرگ علمائے حدیث کو خطوط لکھے اور انہیں حکم دیا کہ وہ احادیث نبوی کو مرتب کریں۔

علماء نے پہلے ہی جھوٹوں اور افتراء کو بے نقاب کرنے کے لیے احادیث کے مختلف راویوں پر سیرت پر مشتمل کتابیں مرتب کرنا شروع کر دی تھیں۔ ابو بکر بن حزم ان لوگوں میں سے تھے جنہیں خلیفہ نے حدیث مرتب کرنے کی ہدایت کی۔ خلیفہ عمر بن عبد العزیز نے ان سے درخواست کی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی تمام احادیث کو لکھیں اور عمرہ بنت عبد الرحمن کی احادیث کو جمع کرنے پر توجہ دیں جو اس وقت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایتوں کی سب سے معزز متولی تھیں۔ A.R. سعد ابن ابراہیم اور ابن شہاب الزہری سے بھی کتابیں مرتب کرنے کی درخواست کی گئی۔ الزہری راویوں کی سیرت کو ان کے کردار اور دیانت کے حوالے سے درج کرنے والے حدیث کے پہلے مرتب تھے۔

### پیروکاروں کا دور (تبع تابعین)

تالیف حدیث پر سب سے زیادہ کام تبع تابعین کے دور میں ہوا۔ مجموعہ حدیث کی تاریخ میں اس دور کو تالیف حدیث کا سنہری دور قرار دیا جا رہا ہے۔ اس دور میں نہ صرف احادیث مرتب کی گئیں بلکہ صحابہ کرام اور ان کے پیروکاروں کے اقوال کو بھی بغور قلمبند کیا گیا۔ یہ وہ دور تھا جس میں مکمل مستند اسناد کے ساتھ حدیث کی مشہور اور اہم کتابیں لکھی گئیں۔ صحیح حدیث کو من گھڑت سے الگ کرنے کے لیے اصول وضع کیے گئے تھے۔ اس دور میں نہ صرف غیر تحریری روایات کو جمع کیا گیا بلکہ تحریری روایات کو بھی مختلف ابواب میں اور مختلف عنوانات کے تحت ترتیب دیا گیا۔

چھ گراں قدر کتابیں اس دور کا اہم نتیجہ ہیں اور یہ ہیں: امام بخاری کی صحیح البخاری۔ امام مسلم کی صحیح مسلم؛ سنن ابو داؤد؛ سنن ترمذی؛ سنن نسائی؛ سنن ابن ماجہ۔

مذکورہ بالا حوالوں کی روشنی میں یہ نکتہ واضح طور پر واضح ہے کہ احادیث کی تالیف کا آغاز حضرت محمد ﷺ کے دور سے ہوتا ہے۔ انہوں نے خود احادیث مرتب کرنے کا حکم دیا اور اس سارے عمل کی نگرانی کی۔ اس کے بعد، اسے ٹرانسیپٹر کی اٹوٹ چین کے ذریعے کامیابی سے منتقل کیا گیا۔ صحابہ و تابعین اور تابعین حدیث کے تحفظ اور تبلیغ کے حوالے سے بہت زیادہ باشور تھے۔ ان کی کاوشوں کی بدولت اس دور میں بھی ہمارے پاس حدیثی لٹریچر کا بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے۔

<sup>1</sup> Sahih al- Bukhari, 30 & 70

<sup>2</sup> Sunan Abu Dawud, 117

<sup>3</sup> Sahih al-Bukhari, 36

<sup>4</sup> Jami' Tirmidhi, 128

<sup>5</sup> Sahih al-Bukhari, 446

<sup>6</sup> Tabaqat Ibn Saad, v. 2, p. 407

<sup>7</sup> Ibid p. 39

<sup>8</sup> Rasool Ullah ki Sayasi Zindige, p. 311

## اجماع اور قیاس

اجماع (قانونی رائے کا اجماع)

اجماع متفقہ طور پر منظور شدہ ذرائع میں سے ایک ہے اور اسے اسلامی قانون کا طلاق تو بینادی مانند سمجھا جاتا ہے۔

اوی معنی:

اجماع کے لغوی معنی، متفقہ اور متعدد۔

یہ قرآن میں دو معنی کے لیے استعمال ہوا ہے: ایک عزم اور حل۔ قرآن فرماتا ہے۔

فَأَعْلَمُوا أَمْرُكُمْ وَشَرِكَاءِكُمْ

"اپنے منصوبے کا تعین کریں اور اپنے شرکت داروں کے درمیان فیصلہ کرنے یا معاملہ کا تعین کرنے کا مطلب ہے۔"

دوسرा معنی جس کے لیے یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے وہ ہے کسی معاملے پر متفق ہونے والا قرآن۔ کہا جاتا ہے۔

اجماع القوام على کذا

"لوگوں نے فلاں فلاں معاملے پر اتفاق کیا۔"

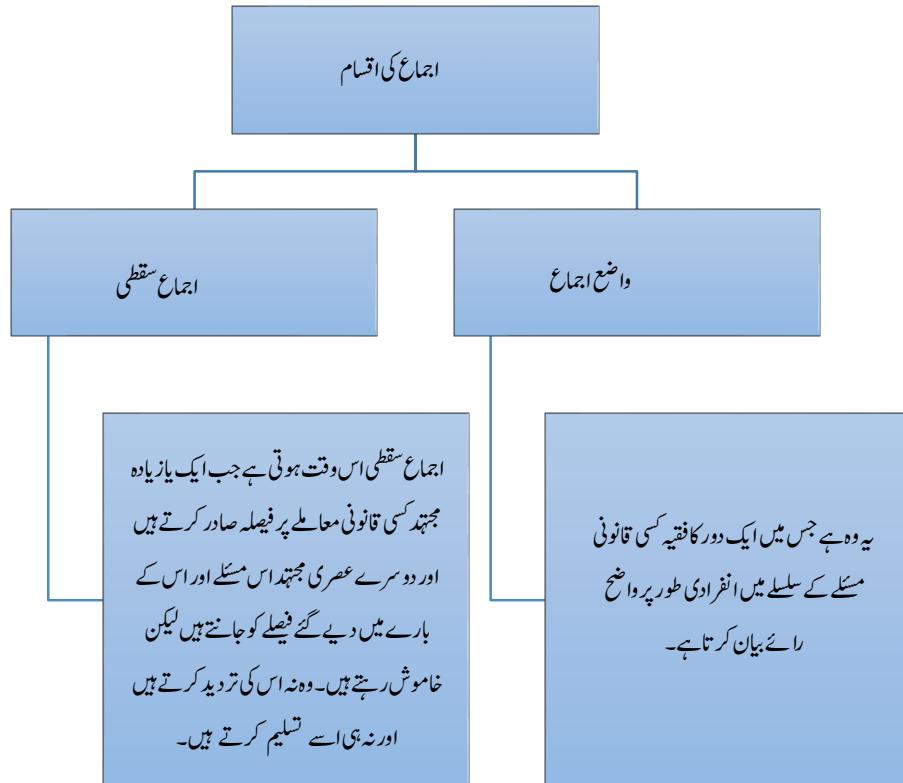
ان دونوں معانی میں فرق یہ ہے کہ لما، "پہلے معنی میں، ایک شخص سے ممکن ہے، لیکن دوسرے میں اس کے لیے مزید دو آدمیوں کی ضرورت ہے۔

حقیقی تعریف

حقیقی یا قانونی طور پر اجماع کی اصطلاح کی تعریف کی گئی ہے۔

اتفاق المجتهدين من امة محمد صلى الله عليه وآلہ وسلم بعد وفاته فی عصر من العصور على حکم شرعی

امت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مجتهدوں (آزاد فقہاء) کا اجماع، ان کی وفات کے بعد، ایک مقررہ مدت میں اسلامی قانون (حکم شرع) پر۔



## قياس (تشییب)

لغوی معنی:

"قياس لفظ کا مطلب ہے ایک چیز کو دوسری چیز سے نانپایا اندرازہ لگانا۔ اس طرح میٹر کی چھڑی سے کپڑا نانپانا قیاس ہے۔ اس کا اطلاق دو چیزوں کو برابر کرنے پر بھی ہوتا ہے یعنی موائزہ۔ یہ موائزہ جسمانی ہو سکتا ہے یا عقلی بھی ہو سکتا ہے۔"

## حقینیکی معنی

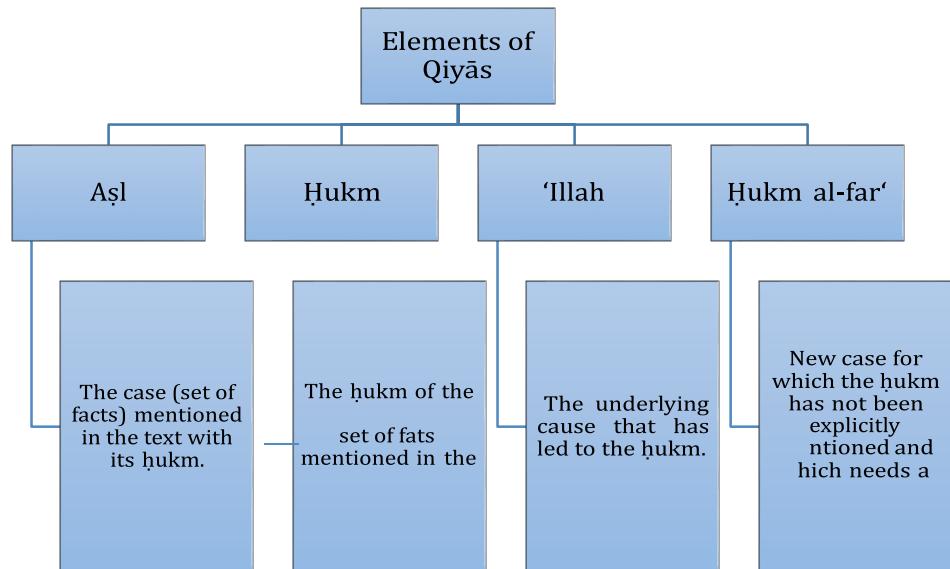
"قرآن، سنت یا اجماع کی نصوص میں موجودہ صورت کے حکم کا تقویض ایک نئی صورت کے لیے جس کا حکم نہیں پایا جاتا ہے۔ حکم کا اللہ۔"

اور دوسرایہ ہے:

دو صورتوں میں پائے جانے والے بنیادی اسباب کے درمیان مساوات کی بنیاد پر، کسی معاملے کی مساوات، جس کے حکم کا ذکر نہیں کیا گیا ہے۔

## قياس کے عناصر

قیاس کے چار عناصر ہیں جو درج ذیل ہیں:



قیاس کی مثال

خمر کی ممانعت

بِاللَّهِمَّ اعْلَمُ الْعِلْمُ الْأَكْبَرُ وَالْمُسْنِدُ إِلَيْهِ الْأَلْيَاتُ وَالْأَذَلَامُ رُعِشَ مِنَ الْبَشَرِ الشَّيْطَانُ هَا عَلَوَةُ الْعِلْمِ تَلِيفُونَ النَّايرِينَ الشَّيْطَانُ أَنْ تَرَعِ  
بِيَنْكُمُ الْعِنَاوَةُ وَالْقَضَاءُ فِي الْغَفْرَى وَالْبَشِيرُ وَتَحْلُّ أَمْرُ مِنْ ذَكْرِ اللَّهِ وَلِيَ الطَّلَاعُ فَهُلُ الدَّمُ مَنَافِعُ

"اے ایمان والو! شراب اور جو اور (عبادت کے لیے) لگائے گئے بہت اور طاغوتی تیر شیطان کے گندے کام ہیں، اس لیے ان سے مکمل طور پر دور رہو تو اکہ تم فلاح پاؤ۔ سرن صرف دشمنی پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اور شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان کینہ اور تم کو اللہ کی یاد اور نماز پڑھنے سے روکتے ہیں، کیا تم (ان بدی پیدا کرنے والے فتنوں سے) باز رہو گے؟

• کیا نشیات ممنوع ہیں؟

اصل عبارت میں صرف خمر ہے جو کہ انگور سے بنایا و امشروب ہے جس کی ممانعت ہے اس کے علاوہ کوئی دوائی بیان نہیں کی گئی لیکن حرمت کی وجہ وہی ہے۔

خامہ پیدا کرنے والا انسہ، illah،

نشیات بھی نشہ پیدا کرتی ہیں۔ اسباب وہی ہیں خمر حرام ہے۔ Asl-

لہذا، نشیات بھی ممنوع ہیں۔ Hukm.

یہ قیاس ہے۔

## حدیث سے قیاس کا ثبوت

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں یہ نام بھیجا تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ آپ (مقدمات) کا فیصلہ کیسے کریں گے؟ اس نے کہا کہ میں اللہ کی کتاب (قرآن) کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ اس نے پوچھا کہ اگر کتاب اللہ میں نہیں تو کیا ہے؟ انہوں نے کہا پھر سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق ہے، آپ ﷺ نے پوچھا: ”اوہ اگر یہ سنت رسول اللہ ﷺ میں نہیں ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا کہ تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کے رسول کو اس چیز کے مطابق بنایا جس سے وہ خوش ہوتے ہیں۔

[ابوداؤد 3592، احمد 22161]

## قرآن و حدیث کی روشنی میں نبی کریم ﷺ کا مقام و مرتبہ

اللہ رب العزت تمام جہانوں کا خالق اور پالنے والا ہے۔ اس نے ہر دور میں بھی نوع انسان کی رہنمائی کے لیے اپنے رسول بھیجے اور کتابیں نازل کیں۔ حضرت محمد ﷺ اس کے آخری اور آخری رسول ہیں، اور قرآن ان کی آخری محفوظ کتاب ہے جو قیامت تک تمام انسانیت کی اصلاح کے لیے ہے۔ اللہ کے تمام رسولوں کو مقام و مرتبہ عطا کیا گیا ہے لیکن ان تمام انبیاء کے امام محمد ﷺ ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کو بے مثال مرتبے اور مرتبے سے نوازا ہے۔ وہ واحد ناظم ہے جس کی بدولت ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام نعمتیں ملی ہیں۔ جیسا کہ اس کی اطاعت سے مراد اللہ کی اطاعت ہے اور اس کی نافرمانی اللہ کی نافرمانی ہے۔

اللہ رب العزت نے ہم پر محبت اور پیروی فرض کی ہے۔ اسے لیے ہمیں قرآن و حدیث کی روشنی میں ان کے مقام و مرتبہ کو سیکھنا چاہیے۔ تاکہ ہم اس سے محبت کر سکیں۔ اس کی محبت کے بغیر ہم اللہ سے محبت نہیں کر سکتے اور اس کے احکام پر عمل کریں۔ حضرت محمد ﷺ کی منفرد حیثیت پر جامع بحث کی گئی ہے، جس سے ہمارے دل میں آپ ﷺ کی محبت پیدا کرنے میں مدد ملے گی۔

### قرآن میں حضرت محمد ﷺ کا مقام

قُلْ إِنَّ كُنْتُمْ تُحْبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحِبِّنِكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرُ لَكُمْ ذُنُوبُكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، تو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (سورہ نمبر 3-آیت نمبر 31)

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فَإِذَا شَجَرَ بِيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا مَسَيْبَهُ فِي أَنفُسِهِمْ إِنَّمَا تَشْلِيهَا

لیکن نہیں، آپ کے رب کی قسم، وہ اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ آپ کو ان کا فیصلہ نہ کر دیں جس پر وہ جھگڑتے ہیں۔ آپ میں اور پھر اپنے اندر کوئی تکلیف محسوس نہ کریں جو آپ نے فیصلہ کیا ہے اور [مکمل، رضامندی سے] سر تسلیم خم کر دیں۔ (سورہ نمبر 4-آیت نمبر 65)

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ

اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا ہے سوائے جہاںوں کے لیے رحمت کے لیے۔" (سورہ نمبر 21 آیت نمبر 107)

**إِنَّ اللَّهَ وَعَلَيْكُتُهُ يُصْلُونَ عَلَى الْبَيْتِيَّاَلَّذِينَ آمَنُوا صَلُوَاعَلَيْهِ وَسَلَّوَا تَسْلِيَّاً**

ایمان لا و اللہ اور اس کے فرشتوں پر۔ تم ان پر درود بھیجو، اور ان کو ہر طرح سے سلام کرو۔ (سورہ نمبر 33 آیت نمبر 56)

**أَلَّيْهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقْدِمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَيِّدُ الْعِزَّةِ فَإِنَّهَا الَّذِينَ عَلَيْهِمْ أَمْرٌ فَوْقَ صَوْتِ الْبَيْتِ وَلَا تَجْهَرُ وَاللَّهُ بِمَا تَنْقُولُ كَجَهْرٍ بَعْضُكُمْ لِمَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ تَحْبَطْ أَعْمَالُكُمْ تَعْمَلُكُمْ**

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے آگے نہ بڑھا کرو، (۱) اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ اللہ یقیناً سب کچھ سنتا، سب کچھ جانتا ہے۔ اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند مت کیا کرو، اور نہ ان سے بات کرتے ہوئے اس طرح زور سے بولا کرو جیسے تم ایک دوسرے سے زور سے بولتے ہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال بر باد ہو جائیں، اور تمہیں پتہ بھی نہ چلے۔

(سورہ نمبر 49- آیت نمبر 1 اور 2)

حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا مقام

ہم ایمان کی جو ہر اس وقت تک حاصل نہیں کر سکیں گے جب تک کہ ہم اپنی زندگی کے ہر رشتے سے زیادہ حضور ﷺ سے محبت نہ کریں۔ جیسا کہ ہم کوشش اور قربانی کے بغیر کچھ نہیں سیکھ سکتے، اسی طرح اس کی محبت بھی خود بخود متاثر نہیں ہو سکتی ہے، ہمیں اس کی محبت کو سیکھنا اور کوشش کرنا ہوگی۔ اس لیے حضور

نبی ﷺ نے فرمایا:

"اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم میں سے کوئی اس وقت تک مو من نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ مجھے اس کے باپ اور اس کی اولاد سے زیادہ محبوب نہ ہو جائے۔"

(صحیح البخاری #14)

قیامت کے دن تمام انبیاء محمد ﷺ کا راستہ دکھائیں گے۔

بخاری کی ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن جب تمام لوگ آدم کے پاس جائیں گے پھر نوح پھر ابراہیم پھر موسیٰ پھر عیسیٰ لیکن سب کہیں گے کہ آج ہم ڈرتے ہیں کہ ہمارے ساتھ کیا ہو گا۔ آج اللہ کی بارگاہ میں ایک ہی آدمی شفاعت کر سکتا ہے۔ قادرِ مطلق۔ حضرت محمد کے پاس جاؤ۔

حضور نے فرمایا:

لوگ میرے پاس آئیں گے اور میں اللہ کے عرش کے نیچے سجدہ کروں گا۔ پھر مجھے مناطب کیا جائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھائیں؛ شفاعت کرو کیونکہ تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی اور (جو کچھ بھی مانگو) تمہیں دیا جائے گا۔

(صحیح البخاری #3340)

یہ حدیث اللہ کی بارگاہ میں رسول اللہ ﷺ کے محترم مقام کو ظاہر کرتی ہے۔ جب ہر کوئی اللہ سے ڈرے گا تو صرف محمد ﷺ کو اللہ سے براہ راست بات کرنے کی اجازت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نہ صرف اس کی شفاعت بھی قبول فرمائے گا۔ محمد ﷺ اپنی بخشش نہیں مانگیں گے، انسانیت کی بخشش مانگیں گے۔

## قبر کا سوال

بھیثیت مسلمان ہم سب جانتے ہیں کہ ہم نے ایک دن مرنے ہے اور قبر میں ہم لا محدود وقت گزارنے والے ہیں۔ ہمیں قبر میں کچھ سوالات کے جوابات دینے ہیں۔ ہماری قبر کی زندگی کی کیفیت ان سوالوں کے جوابات پر منحصر ہوگی۔ حضرت محمد ﷺ نے اپنی متعدد روایات میں ان سوالات کے بارے میں ہمیں آگاہ کیا ہے۔ اس سوال کے متعلق ایک حدیث درج ذیل ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی جب اپنی قبر میں رکھا جاتا ہے اور جنازہ میں شریک ہونے والے لوگ اس سے رخصت ہوتے ہیں تو ابھی وہ ان کے جو توں کی آواز سنتا ہوتا ہے کہ دو فرشتے (منکر نکیر) اس کے پاس آتے ہیں، وہ اسے بٹھا کر پوچھتے ہیں کہ اس شخص یعنی محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں تو کیا اعتقاد رکھتا تھا؟ مومن تو یہ کہے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اس جواب پر اس سے کہا جائے گا کہ تو یہ دیکھ اپنا جہنم کاٹھ کانا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے بدله میں تمہارے لیے جنت میں ٹھکانادے دیا۔ اس وقت اسے جہنم اور جنت دونوں ٹھکانے دکھائے جائیں گے۔ قنادہ نے بیان کیا کہ اس کی قبر خوب کشادہ کر دی جائے گی۔ (جس سے آرام و راحت ملے) پھر قنادہ نے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کرنی شروع کی، فرمایا اور منافق و کافر سے جب کہا جائے گا کہ اس شخص کے بارے میں تو کیا کہتا تھا تو وہ جواب دے گا کہ مجھے کچھ معلوم نہیں، میں بھی وہی کہتا تھا جو دوسرے لوگ کہتے تھے۔ پھر اس سے کہا جائے گا نہ تو نے جانے کی کوشش کی اور نہ

سمجھنے والوں کی رائے پر چلا۔ پھر اسے لو ہے کہ گرزوں سے بڑی زور سے مارا جائے گا کہ وہ چیخ پڑے گا اور اس کی چیخ کو جن اور انسانوں کے سوا اس کے آس پاس کی تمام مخلوق سنے گی۔

(صحیح البخاری #1374)

اس حدیث کی روشنی میں یہ بات بالکل واضح ہے کہ قبر میں یہ پہلا اور لازمی سوال ہو گا۔ ہم قبر میں کامیاب نہیں ہو سکیں گے اگر ہم نے نبی کریم ﷺ سے ذاتی تعلق قائم نہیں کیا۔ اس کی حیثیت کے بارے میں ہماری ذاتی رائے ہونی چاہیے اور اس کو سمجھنے کے لیے ہمیں اس زندگی میں کوشش کرنی چاہیے۔ بصورت دیگر ہمیں بتانے کا سامنا کرنا پڑے گا۔

نبی کریم ﷺ سے صحابہ کرام کی شدید محبت رسول اللہ ﷺ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پوری امت میں اللہ کے نزدیک کامیاب لوگ ہیں۔ وہ حضرت محمد ﷺ کے دست راست تھے اس لیے ان کا مقام بے مثال ہے۔ ان کی حیثیت کی سب سے نمایاں وجہ ان کی نبی کریم ﷺ سے شدید محبت تھی۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن و حدیث میں ان کی منفرد حیثیت کا بار بار ذکر کیا ہے۔ ہمیں ان کے طرز عمل سے سیکھنا چاہیے۔ میں چند احادیث کا حوالہ دینا چاہوں گا جو صحابہ کرام کی نظر میں حضرت محمد ﷺ کی محبت کو ظاہر کریں گی۔

"جب بھی نبی ﷺ وضو کرتے تو آپ کے صحابہ پانی کے باقیات کے لیے تقریباً ٹوٹتے تھے۔"

(صحیح البخاری #189)

یہ کسی ایک صحابی کا عمل نہیں تھا بلکہ تمام صحابہ کا عمل تھا۔

صحابہ کرام نماز کے دوران نبی کریم ﷺ کی طرف دیکھ رہے تھے درج ذیل حدیث سے آپ ﷺ کی شان کا پتہ چلتا ہے۔ محمد اپنے صحابہ کی نظر میں وہ حضرت محمد ﷺ کی ایک جھلک کے لیے سب کچھ قربان کر سکتے ہیں۔

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ (ایام بیماری میں) تین دن تک باہر تشریف نہیں لائے۔ ان ہی دنوں میں ایک دن نماز قائم کی گئی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آگے بڑھنے کو تھے کہ نبی ﷺ نے (حجہ مبارک کا) پردہ اٹھایا۔ جب حضور ﷺ کا چہرہ مبارک دکھائی دیا۔ تو آپ کے روئے پاک و مبارک سے زیادہ حسین منظر ہم نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ (قربان اس حسن و جمال کے) پھر آپ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آگے بڑھنے کے لیے اشارہ کیا اور آپ نے پردہ گردادیا اور اس کے بعد وفات تک کوئی آپ کو دیکھنے پر قادر نہ ہو سکا۔

(صحیح البخاری #681)

صحابہ کرام کے بے شمار واقعات ہیں جن سے ان کی حضرت محمد ﷺ سے بے پناہ محبت اور عقیدت کا اظہار ہوتا ہے۔ میں صرف ایک صحابی کا ایک واقعہ نقل کروں گا۔

### ابو ایوب انصاری کی بے انتہا محبت اور تعظیم

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام فلخ نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی ﷺ ان کے ہاں بطور مہمان ٹھہرے اور پھلی منزل میں رہے، حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ اوپر والی منزل میں تھے، ایک رات حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے تو (دل میں) کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے سر کے اوپر چل رہے ہیں، وہ ایک طرف ہٹ گئے اور ایک جانب ہو کر رات گزاری، پھر آپ کو یہ بات بتائی تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”یچے رہنا زیادہ آسان ہے۔“ تو انہوں (حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں ایسی کسی چھت کے اوپر نہیں چڑھ سکتا جس کے یچے آپ تشریف فرماؤں، اس پر نبی ﷺ اوپر کی منزل میں منتقل ہو گئے اور حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ پھلی منزل میں آگئے، وہ (حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ) نبی ﷺ کے لیے کھانا تیار کرتے تھے (جب آپ ﷺ کا بچا ہوا کھانا) ان کے پاس لا یا جاتا تو وہ اس جگہ کا پوچھتے جہاں آپ کی انگلیاں لگی ہوتیں، پھر وہ عین آپ کی انگلیوں والی جگہ سے کھانا کھاتے، ایک دن انہوں نے نبی ﷺ کے لیے کھانا تیار کیا جس میں (کچا) لہسن تھا، جب (بچا ہوا کھانا) واپس لا یا گیا تو انہوں نے نبی ﷺ کی انگلیوں والی جگہ کے بارے میں دریافت کیا، انھیں بتایا گیا کہ آپ ﷺ نے تناول نہیں فرمایا۔ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ گھبر اکر اوپر گئے اور عرض کی: کیا یہ حرام ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ”نہیں، لیکن میں اس کو ناپسند کرتا ہوں۔“ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے کہا: جس کو آپ ناپسند کرتے ہیں اسے میں بھی ناپسند کرتا ہوں۔

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ نبی ﷺ کے پاس وحی لائی جاتی تھی۔ (اس لیے آپ کسی بدبدار چیز کو، چاہے لہسن، بیاز وغیرہ ہوں، قریب نہیں آنے دیتے تھے۔)

(صحیح مسلم 15358 اور مسند احمد 22471)

ہمیں ہر عمل سے پہلے یہ بھی سوچنا چاہیے کہ یا تو یہ نبی کریم ﷺ کے احکام کے تحت ہے یا نہیں۔ حضرت محمد ﷺ سے پورے دل، جان اور دماغ سے محبت کرنا ایمان کا جوہر ہے۔

## دس احکام

اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی رہنمائی کے لیے اپنے رسولوں پر 4 مقدس کتابیں اور متعدد نسخے نازل فرمائے۔ اللہ کی توحید تمام انبیاء کا مرکزی پیغام تھا۔ انہوں نے ہر دور میں توحید کا پیغام دیا ہے اور اس مقصد کے لیے اپنا سب کچھ قربان کر دیا ہے۔ توحید کے شروع ہونے کے بعد مسلمان ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کا پابند ہے۔ دس احکام وہ احکام ہیں جو ہر نبی پر ہرامت کے لیے نازل ہوئے۔ وہ اسلام کی تعلیمات کا بنیادی ڈھانچہ فراہم کرتے ہیں۔ توحید کے بعد تمام احکام خاندان اور معاشرے کے دیگر افراد کے ساتھ معاملات پر مرکوز ہیں۔ وہ پرانے عہد نامے اور نئے عہد نامہ میں بھی مختلف حصوں میں موجود ہیں۔ قرآن مجید میں ان کا ذکر ایک جگہ سورہ بنی اسرائیل یا الاصراء میں آیا ہے۔ 17 آیات 40-23۔ ان احکام کی تفصیل درج ذیل ہے۔

### توحید

توحید پر پہلے ہی بہت تفصیل سے بحث ہو چکی ہے اور آپ کو نوٹس بھی فراہم کیے جا چکے ہیں۔

### والدین کے حقوق

اسلام وہ واحد مذہب ہے جو زندگی کے ہر شعبہ میں رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اسلام کی تعلیمات انفرادی اور معاشرتی زندگی کے حوالے سے ایک مکمل طریقہ کار فراہم کرتی ہیں۔ خاندان ہر معاشرے کی بنیادی اکائی ہے۔ مضبوط خاندانی نظام بہتر معاشرے کی طرف لے جائے گا۔ والدین ہر خاندان کے سربراہ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اولاد کی پرورش اور پرورش کی ذمہ داری کے باعث والدین کے درجات بلند فرماتے ہیں۔

والدین کے ساتھ حسن سلوک کریں۔

وَقَضَى رَبُّكَ أَلَا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَإِلَّا لَهُ الْدَّيْنُ إِنَّ الْحَسَنَاتَ

اور تمہارے رب نے تمہیں حکم دیا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو۔

یہ ایک بہت اہم کلتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید کے ساتھ ملحت والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم بھی اسی میں بیان کیا ہے۔ اس آیت سے والدین کی عزت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ یہ عمل قرآن مجید میں متعدد بار دہرا یا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ واضح کرنا چاہتا ہے کہ میری عبادت کے بعد والدین کی تعظیم سب سے اہم حکم ہے۔

وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدِينِ إِحْسَانًا۔

اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ یہ حکم حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے قائم ہے اور آخری نبی محمد ﷺ کے زمانے تک جاری ہے۔

وَإِذَا أَخْذُنَا مِيشَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهُ وَبِالْوَالِدِينِ إِحْسَانًا

اور (یاد کرو) جب ہم نے بنی یعقوب (علیہ السلام) سے پختہ عہد لیا کہ اللہ کے سوا (کسی کی) عبادت نہ کرنا اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔

والدین کے ساتھ حسن سلوک اللہ کے نزدیک بہترین اعمال میں سے ہے۔

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے افضل عمل نماز اس کے وقت پر پڑھنا اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا ہے۔

بڑھاپے میں والدین کا خیال رکھنا

إِمَاءَتِنَلْفَغَنَّ عِنْدَكَ الْكَبَرُ أَحْدَهَا أَوْ كَلَاهَا فَلَا تَقْلِ لَهُمَا فَلَا وَلَا كَرِيْبَتَا

اگر والدین میں سے کوئی ایک یادوں نوں تمہارے پاس بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اف تک نہ کہو، اور نہ انہیں جھٹکو، بلکہ ان سے عزت کے ساتھ بات کیا کرو۔

اللہ تعالیٰ نے اس حکم کو والدین کے بڑھاپے سے جوڑ دیا ہے۔ انہوں نے ذکر کیا ہے کہ ان کے سامنے لفظ "اف" کا استعمال بھی نہ کرنا۔ ہمیں آیت میں بیان کردہ نکتے کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اف ایک مناسب لفظ بھی نہیں ہے اور اس کا کوئی معنی نہیں ہے۔ یہ صرف مایوسی اور چڑچڑاپن کی علامت ہے۔ اللہ نے ہمیں اس قسم کے الفاظ کے استعمال سے روکا ہے تاکہ ہم اس

بد تیزی اور بلند آواز پر غور کر سکتیں۔ آواز کی سختی سے ممانعت ہے۔ حدیث نبوی کے مطابق بڑھاپے میں والدین کے ساتھ ہمار اسلوک ہماری تقدیر کا فیصلہ کرے گا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے خاک میں ملا دیا جائے۔ اسے خاک میں ملا دیا جائے۔ عرض کیا گیا: اللہ کے رسول، وہ کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے ماں باپ میں سے کسی ایک کو بڑھاپے میں دیکھایا دونوں کو دیکھا لیکن وہ جنت میں داخل نہیں ہوا۔

بڑھاپے میں بچوں کی دیکھ بھال کا یہ امتحان کا وقت ہے۔ اللہ کی اطاعت کرنے والا ہی والدین کا حسن اسلوک کر سکتا ہے۔ والدین کے لیے دعا کریں۔

اگلی آیت میں بچوں کو ایک اور حکم دیا گیا ہے۔ اولاد کا فرض ہے کہ وہ اپنے والدین کے لیے اللہ کی بارگاہ میں دعا کریں۔

وَأَخْفِغُ لَهُمَا أَجَنَّامَ الدُّلَى مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ إِرْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيْنَنِي صَغِيرًا<sup>۱۰</sup>

اور ان کے ساتھ محبت کا بر تاؤ کرتے ہوئے ان کے سامنے اپنے آپ کو انکساری سے جھکاؤ، اور یہ دعا کرو کہ: یا رب! جس طرح انہوں نے میرے بچپن میں مجھے پالا ہے، آپ بھی ان کے ساتھ رحمت کا معاملہ کیجیے۔

اللہ رب العزت نے ہمیں یاد دلایا ہے کہ جب ہم بچے تھے تو ہمارے والدین ہماری دیکھ بھال کرتے تھے۔ ہم کچھ بھی کرنے اور اپنی مدد کرنے کے قابل نہیں تھے۔ دونوں والدین اور خاص طور پر ماں کو حمل اور پیدائش کے دوران بہت زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔

وَظَيَّنَا إِلِّي إِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَكَلَتُهُ أُمُّهُ وَهَنَا عَلَى وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامِيْنِ

اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے بارے میں (نیک کام کرنے کی) تاکید کی جن کی ماں نے اسے درد کے بعد درد میں (اس کے نظام تولید میں) جنا،

سورہ الکھف کی آیت نمبر 15 میں بھی اسی بات کا ذکر کیا گیا ہے۔ والدین نے اپنی احتیاط اور غیر مشروط محبت سے ہماری مدد اور پروردش کی۔ انہوں نے اپنی زندگی کے ہر مرحلے میں بچوں کی مدد کی ہے۔ اس غیر مشروط محبت کا بدلہ کچھ نہیں ہو سکتا۔ بڑھاپے میں جب بچے کمزور ہوں تو ان کا خیال رکھنا ان کا سب سے بڑا فرض ہے۔

والدین کے شکر گزار بنیں۔

اللہ رب العزت نے ہمیں ہمیشہ اپنے اور والدین کا شکر گزار رہنے کی ہدایت کی ہے۔ اس نے مندرجہ ذیل آیت میں اپنے شکر گزاری کے حق کو والدین کے ساتھ ملا دیا ہے۔

**أَنَا شَكِيرٌ لِّي وَلِوَالدِّيْكَ إِلَى التَّصِيرُ**

میرے اور اپنے والدین کے شکر گزار بنو۔

جو شخص اپنے والدین کا دل سے شکر ادا نہیں کرتا وہ کبھی بھی حقیقی معنوں میں اللہ کا شکر ادا نہیں کر سکتا۔

### والدین کی اطاعت

انسان کو ہمیشہ اپنے والدین کا فرمانبردار رہنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے والدین کی نافرمانی کو اللہ کے شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ قرار دیا ہے۔

انس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے کبیرہ گناہوں کے بارے میں بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی، کسی کو قتل کرنا اور جھوٹی بات کہنا۔ (صحیح مسلم: 260)

اپنے والدین کو کبھی گالی نہیں دینا چاہیے۔

حضرت ﷺ نے صحابہ کرام کو ہدایت فرمائی کہ انسان اپنے والدین کو ہرگز گالی نہ دے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی کا اپنے والدین کو گالی دینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔“ (صحابہ) کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! کیا کوئی آدمی اپنے والدین کو گالی دیتا ہے؟ فرمایا: ”ہاں! انسان کسی کے باپ کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کے باپ کو گالی دیتا ہے۔ جب یہ کسی کی ماں کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔“ (صحیح مسلم: 263)

ماں کا حق 75% ہے

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں کس کے ساتھ حسن سلوک کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری ماں، آپ ﷺ نے فرمایا: پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری ماں؟ فرمایا: پھر کون؟ اس نے کہا: تمہارا باپ: اس نے کہا: پھر کون؟ فرمایا: اگلا قریب اور اگلا قریب (صحیح)

باب جنت کا دروازہ ہے۔

رسول ﷺ نے فرمایا: ”والد جنت کا در میانی دروازہ ہے (یعنی جنت کا بہترین راستہ) تو یہ آپ پر مخصر ہے کہ آپ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں یا نہیں۔“

ایک اور حدیث میں رسول ﷺ نے فرمایا:

آپ اور آپ کا پیسہ آپ کے والد کا ہے۔

## اولاد کے حقوق

اللہ تعالیٰ نے خاندان کے ہر فرد کو حقوق عطا کیے ہیں۔ انہوں نے قرآن و حدیث میں والدین کے حقوق پر بڑی تاکید کی ہے جس پر پہلے بحث ہو چکی ہے۔ انہوں نے قرآن و حدیث میں شیرخوار بچوں کے حقوق کے بارے میں بھی رہنمائی کی ہے۔ چند اہم ترین حقوق درج ذیل ہیں:

### 1. زندگی کا حق:

یہ بچے کا حق ہے کہ ماں کے پیٹ میں پیدا ہونے کے بعد اسے جنم دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر بچے کے قتل کو سب سے بڑا گناہ قرار دیا ہے۔

وَلَا تُقْتِلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةً إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِنَّا كُمْ لَمَّا قَتَلْنَاهُمْ كَانَ خِطْنًا كَبِيرًا

اور اپنی اولاد کو غربت کے خوف سے قتل نہ کرو۔ ہم ہی ان کو رزق دیتے ہیں اور آپ کو بھی۔ در حقیقت ان کو قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

نبی ﷺ سے پوچھا گیا کہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ کہ تم اللہ کا حریف ٹھہراو اور دیگر تمام طریقہ کا رمہیا کرنے کے قابل تھا۔ اس نے پہلے 2 سال تک دودھ بھی فراہم کیا ہے۔ وہی ہے جس نے رزق کے تمام اسباب بنائے ہیں۔ یہ والدین کا فرض ہے کہ وہ ان طریقوں کو تلاش کریں جن کی آمدنی انہیں اچھی خوراک مہیا کرتی ہے۔ انہیں اپنی آمدنی کے ذرائع کو بڑھانے کے لیے کوششیں کرنی چاہئیں۔“

### 2. کھانے کا حق

اللہ تعالیٰ نے ان کو کھانا کھلانا اپنی ذمہ داری قرار دیا ہے۔ اس نے انہیں ماں کے پیٹ میں پالا ہے۔ صرف وہی اس میں خوراک اور دیگر تمام طریقہ کا رمہیا کرنے کے قابل تھا۔ اس نے پہلے 2 سال تک دودھ بھی فراہم کیا ہے۔ وہی ہے جس نے رزق کے تمام اسباب بنائے ہیں۔ یہ والدین کا فرض ہے کہ وہ ان طریقوں کو تلاش کریں جن کی آمدنی انہیں اچھی خوراک مہیا کرتی ہے۔

نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِنَّا كُمْ

ہم ہی ان کو رزق دیتے ہیں اور آپ کو بھی۔

### 3. نسب کا حق

یہ بھی ایک بچے کا بنیادی حق ہے کہ اس کے والدین اسے ایک مناسب نسب فراہم کرتے ہیں۔ اللہ رب العزت نے ہمیں حکم دیا ہے کہ بیٹا کے ساتھ حیاتیٰ باپ کا نام استعمال کریں اگرچہ وہ گو دلیا گیا ہو۔ اس تصور کی وضاحت سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر 5 میں کی گئی ہے۔

### 4. اچھے نام کا حق

اچھا نام دینا بھی ان کا حق ہے۔ نبی کریم ﷺ نے کسی ایسے شخص کا نام بدل دیا جس کے برے معنی ہیں۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آسیہ (نافرمان) کا نام بدل دیا اور فرمایا: تم جملہ ہو (یعنی اچھی اور خوبصورت)۔ احمد (ایک راوی) نے اسے الفاظ کے معمولی تغیر کے ساتھ روایت کیا ہے۔

### 5. اچھی پرورش کا حق

یہ والدین کا فرض ہے کہ وہ اپنے بچوں کی اچھی پرورش کریں۔ انہیں اچھا کھانا، کپڑے اور دیگر تمام ضروریات زندگی مہیا کریں۔ یہ ان کا حق بھی ہے کہ وہ انہیں اچھی ذہنی اور جذباتی پرورش بھی فراہم کریں۔ ان میں اچھے اخلاق اور علم پیدا کریں اور انہیں صحیح اور غلط میں فرق کرنے کا طریقہ سکھائیں۔ خاص طور پر مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اپنے بچوں کو اسلامی تصورات کو واضح طور پر پیش کریں تاکہ وہ تصوراتی مسلمان بن سکیں۔

### 6. بیٹی کی پرورش کے فضائل

نبی کریم ﷺ نے خصوصی طور پر پرورش پانے والی بیٹیوں کی خوبیاں بیان کی ہیں۔ بیٹیوں کی پرورش تو سبھی والدین کرتے ہیں لیکن اس دور میں بیٹیوں کے حقوق نہیں تھے اور ان کو نظر انداز کیا جاتا تھا۔ حضرت محمد ﷺ انہیں عزت و احترام عطا فرمائیں۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کی تین بیٹیاں ہوں، وہ ان پر صبر کرے، جو کچھ میسر ہو اس میں سے انہیں کھلانے، پلانے اور پہنانے، قیامت کے دن وہ اس کے لیے جہنم سے رکاوٹ بن جائیں گی۔“

سنن ابن ماجہ: 3669 اور 3670

ایک اور روایت میں دو اور ایک بیٹی کے لیے بھی بیان کی گئی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک عورت آئی۔ اس کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں تھیں۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے اسے تین کھجوریں دیں۔ (اس وقت وہی میسر تھیں) اس نے دونوں بیٹیوں کو ایک ایک کھجور دی۔ پھر پچھی ہوئی (تیسرا کھجور) بھی دو ٹکڑے کر کے ان (بچیوں) کو دے دی۔ (بعد میں) نبی ﷺ نے تشریف لائے تو ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے یہ واقعہ عرض کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تعجب کیوں کرتی ہو؟ وہ عورت اس عمل کی وجہ سے جنت میں داخل ہو گئی ہے۔“

(سنن ابن ماجہ: 3668)

سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں بہترین صدقہ نہ بتاؤں، آپ ﷺ نے فرمایا جو کچھ تم اپنی بیٹی پر خرچ کرو گے وہ اللہ کے نزدیک بہترین صدقہ ہے۔

## 7. محبت کا حق

یہ بچوں کا حق ہے کہ انہیں انہنائی بیمار اور نگہداشت فراہم کی جائے۔ ہمیں بچوں کے ساتھ بچے بننا چاہئے جیسا کہ ہمارے نبی محمد ﷺ نے اپنی پوری زندگی میں کیا۔ وہ نماز کے سجدے کو لمبا کرتے تھے جب کہ وہ جماعت کے امام تھے صرف بچوں کی سہولت کے لیے۔ وہ اپنی محفل میں بچوں سے تقسیم شروع کر دیتے تھے۔ مدینہ کی گلیوں میں بچوں کے ساتھ کھلینا ان کی عادت تھی۔ اس نے یہ تمام اعمال اس دور میں انجام دیے ہیں جہاں بچوں کے ساتھ محبت، دلکش بھال اور احترام سے پیش نہیں آیا۔ نبی کریم ﷺ نے ہماری رہنمائی فرمائی کہ بچوں کے ساتھ محبت سے پیش آنا اللہ کی رحمت کی نشانی ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ کچھ بدلوگ نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا: کیا آپ اپنے بچوں کو بوسہ دیتے ہیں؟ اس نے کہا: ہا۔ اس نے کہا: لیکن اللہ کی قسم ہم (اپنے بچوں کو) کبھی بوسہ نہیں دیتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ نے تم سے رحمت چھین لی ہے تو میں کیا کروں؟

## 8. احترام کا حق

نبی کریم ﷺ نے ہمیشہ بچوں کے ساتھ احترام کا سلوک کیا ہے اور ہمیں ایسا کرنے کا حکم دیا ہے۔

عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَكْرِمُوا أَوْلَادَكُمْ، وَأَحْسِنُوا أَدْبَهُمْ۔

”اپنی اولاد کی عزت نفس کا خیال رکھو، اور انہیں اچھے آداب (و اخلاق) سکھاؤ۔“

## 9. اعتماد دلانے کا حق

اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے رسولوں کی تعلیمات کے ذریعے ہدایت کی ہے کہ والدین کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں پر اعتماد پیدا کریں۔ ان سے معاملات پر بات کرنی چاہیے، ان کی رائے پوچھنا اور ان کا احترام کرنا چاہیے۔ والدین کو کبھی بھی ان کو صرف چھوٹے ہونے کی وجہ سے ڈانٹنا اور ڈانٹنا نہیں چاہیے۔ جب والدین انہیں عزت سے بلا نہیں گے اور ان کی عزت نفس کا خیال رکھتے ہوئے ان کی رہنمائی کریں گے تب ہی بچے جذباتی طور پر مضبوط ہو سکیں گے۔ وہ دنیا کے چیلنجز کا مقابلہ کرنے کے قابل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے قربانی سے پہلے حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل کی گفتگو کا ذکر فرمایا ہے۔ حضرت ابراہیم نے انہیں حکم الہی کے بارے میں بتایا اور پھر اس بارے میں ان کی رائے پوچھی۔

فَلَكُمَا بَلَّغَ مَعْهُ السَّعْيٌ قَالَ يَعْنَى إِنِّي أَذْرِي فِي الْبَنَامِ أَتَيْ أَذْبَحُكَ فَأَنْظُرْمَا ذَاتَرَى ۖ قَالَ يَا أَبَتِ افْعُلْ مَا تُؤْمِرُ ۚ سَتَجِدُنَّ إِنْ شَاءَ  
اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ ﴿٤٧﴾

پھر جب وہ (بچہ) اتنی عمر کو پہنچا کہ اس کے ساتھ چلے پھرے، تو اس (abrahem علیہ السلام) نے کہا کہ میرے پیارے بچے! میں خواب میں اپنے آپ کو تجھے ذبح کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ اب تو بتا کہ تیری کیا رائے ہے بیٹے نے جواب دیا کہaba! جو حکم ہوا ہے اسے بجالائیے انشاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔

یہاں ہم صرف انذر لائیں پوائنٹ پر توجہ مرکوز کر رہے ہیں۔ یہ ایک ہمیں دکھاتا ہے کہ بچوں سے ان کی رائے پوچھنا اور ان سے مسائل پر بات کرنا کتنا ضروری ہے۔

## 10. انصاف کا حق

پیغمبر اسلام نے والدین کو ہدایت کی ہے کہ وہ اپنے بچوں میں تھائف تقسیم کرتے وقت بہت محاط رہیں۔ تمام تقسیم انصاف کے ساتھ کی جائے۔ مندرجہ ذیل حدیث اس تصور کو واضح کرے گی۔ نعمان بن بشیر نے بیان کیا کہ ان کے والد انہیں لے گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے اس بیٹے کو غلام دیا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا تم نے اپنے تمام بیٹوں کو ایسا ہی دیا ہے؟ اس نے نفی میں جواب دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر اپنا تختہ واپس لے لو

## 11. وراثت کا حق

اسلام نے اولاد کو وراثت کا حق بھی دیا ہے۔ اس تصور کی تفصیلات سورۃ النساء آیت 11-12 اور متعدد احادیث میں بیان ہوئی ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں حکم کرتا ہے کہ ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکوں کے برابر ہے اور اگر صرف لڑکیاں ہی ہوں اور دو سے زیادہ ہوں تو انہیں مال متروکہ کا دو تھائی ملے گا اور اگر ایک ہی لڑکی ہو تو اس کے لئے آدھا ہے اور میت کے مال باپ میں سے ہر ایک کے لئے اس کے چھوٹے ہوئے مال کا چھٹا حصہ ہے، اگر اس (میت) کی اولاد ہو، اگر اولاد نہ ہو اور مال باپ وارث ہوتے ہوں تو اس کی مال کے لئے تیسرا حصہ ہے، ہاں اگر میت کے کئی بھائی ہوں تو پھر اس کی مال کا چھٹا حصہ ہے۔ یہ حصے اس وصیت (کی تکمیل) کے بعد ہیں جو مر نے والا کر گیا ہو یا ادائے قرض کے بعد، تمہارے باپ ہوں یا تمہارے بیٹے تمہیں نہیں معلوم کہ ان میں سے کون تمہیں نقع پہنچانے میں زیادہ قریب ہے، یہ حصے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ ہیں پیشک اللہ تعالیٰ پورے علم اور کامل حکمتوں والا ہے۔

تمہاری بیویاں جو کچھ چھوڑ میریں اور ان کی اولاد نہ ہو تو آدھوں آدھ تمہارے ہے اگر ان کی اولاد ہو تو ان کے چھوٹے ہوئے مال میں سے تمہارے لئے چوتھائی حصہ ہے۔ اس وصیت کی ادائیگی کے بعد جو وہ کر گئی ہوں یا قرض کے بعد۔ اور جو (ترکہ) تم چھوڑ جاؤ اس میں ان کے لئے چوتھائی ہے، اگر تمہاری اولاد نہ ہو، اور اگر تمہاری اولاد ہو تو پھر انہیں تمہارے ترکہ کا آٹھواں حصہ ملے گا، اس وصیت کے بعد جو تم کر گئے ہو اور قرض کی ادائیگی کے بعد۔ اور جن کی میراث لی جاتی ہے وہ مردیا عورت کلالہ ہو یعنی اس کا باپ بیٹا نہ ہو، اور اس کا ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو ان دونوں میں سے ہر ایک کا چھٹا حصہ ہے اور اگر اس سے زیادہ ہوں تو ایک تھائی میں سب شریک ہیں، اس وصیت کے بعد جو کی جائے اور قرض کے بعد جب کہ اور لوں کا نقصان نہ کیا گیا ہو یہ مقرر کیا ہوا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اللہ تعالیٰ دانا ہے بُر دبار۔ (سورۃ النساء آیت 11-12)

## یتیم کے حقوق

اسلام میں، یتیموں کو ایک خاص حیثیت حاصل ہے، اور ان کی دیکھ بھال اور بہبود کے لیے مخصوص رہنمایا صول اور حقوق قائم کیے گئے ہیں۔ یہ حقوق قرآن اور سنت کی تعلیمات (رسول اللہ ﷺ کے اعمال اور اقوال) سے حاصل کیے گئے ہیں۔

اسلام میں یتیموں کے چند اہم حقوق یہ ہیں:

### 1. دولت کی حفاظت:

یتیم کے مال کی حفاظت اور حفاظت کی جائے۔ ان کی جائیداد کا غلط استعمال یا ناجائز استعمال جائز نہیں ہے۔ سرپرست (عام طور پر ایک قریبی رشتہ دار) اپنے اٹاٹوں کے انتظام اور حفاظت کا ذمہ دار ہوتا ہے۔<sup>۱</sup>

”یقیناً جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ کی آگ میں ہی جل رہے ہیں اور وہ آگ میں جلے جائیں گے۔“

### 2. یتیم کے مال میں بد عنوانی سختی سے منع ہے۔

اللہ رب العزت نے اسے کبیرہ گناہوں میں سے قرار دیا ہے۔ کوئی بھی دو آیات کا موازنہ کر کے تصور کو سمجھ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زنا سے سختی سے بچنے کا حکم دیا ہے۔

وَلَا تَقْرُبُوا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا

اور حرام جنس (زنا) کے قریب بھی نہ جانا۔

وَلَا تَقْرُبُوا مَالَ الْيَتَيمِ إِلَيْ أَلْقِيَ هُوَ أَحْسَنُ حَقٌّ يَعْدُغُ أَشَدَّهُ

اور یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ مگر اس طریقے سے جو (یتیم کے لیے) فائدہ مند ہو یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائے۔ سورہ نساء (4:10)

دیکھ سکتے ہیں کہ تمام انسانیت کے رب نے ان دونوں گناہوں کو ایک ہی شدت کے ساتھ حرام قرار دیا ہے۔ آج کل کے لفظ میں ہم زنا کو گناہ تو سمجھتے ہیں لیکن بد عنوانی کو گناہ نہیں سمجھتے حتیٰ کہ ہماری کمیونٹی بھی اس کی پرواہ نہیں کرتی۔ نبی ﷺ نے

مندرجہ ذیل حدیث میں اس نکتے کا ذکر کیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا سات بڑے تباہ کن گناہوں سے بچو، لوگ پوچھتے ہیں کہ یا رسول اللہ! وہ کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ عبادت میں شریک ہونا، جادو ٹوٹانا کرنا، اس جان کو مارنا جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہے سوائے کسی جائز مقصد کے۔

(اسلامی قانون کے مطابق) سود کھانا، تیموں کامال کھانا، دشمن کو واپس کرنا اور لڑائی کے وقت میدان جنگ سے بھاگنا، اور پاکدا من عورتوں پر الزام لگانا جن کا کبھی گمان بھی نہیں ہوتا۔ عفت کو چھوٹے والی ہر چیز کے بارے میں اور اچھے مومن ہیں۔

### 3. منصفانہ سلوک:

تیموں کے ساتھ حسن سلوک، شفقت اور انصاف سے پیش آنا چاہیے۔ ان کے ساتھ کسی قسم کا امتیازی سلوک یا نا انصافی نہیں ہونی چاہیے۔

"اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور والدین کے ساتھ اور رشتہ داروں، تیموں، مسکینوں، قربی پڑو سی، دور پڑو سی، ساتھی، مسافر اور ان کے ساتھ جو تیرے دائیں ہاتھ ہیں۔ بے شک اللہ ان لوگوں کو پسند نہیں کرتا جو خود فربی اور تکبر کرنے والے ہیں۔"

### 4. بنیادی ضروریات کی فراہمی:

سرپرست یتیم کی بنیادی ضروریات بشمول خوراک، لباس، رہائش، تعلیم اور صحت کی دلکشی بھال کے لیے ذمہ دار ہے۔ نبی کریم ﷺ نے یتیم کی کفالت کرنے والے کو اعلیٰ مقام کی بشارت دی ہے۔

"میں اور یتیم کا سرپرست جنت میں اس طرح ہوں گے" اور آپ ﷺ نے اپنی دونوں انگلیاں آپس میں پکڑ لیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص یتیم کی دلکشی بھال کرے خواہ وہ اس کارشنہ دار ہو یا نہ ہو، میں اور وہ جنت میں اس طرح اکٹھے ہوں گے، اور مالک رضی اللہ عنہ نے شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کو ایک دوسرے کے قریب کر کے اشارہ سے بیان کیا۔

### 5. تعلیمی اور مالی مدد:

تیموں کو تعلیم تک رسائی اور ذاتی ترقی کے موقع فراہم کیے جائیں۔ انہیں اچھی تعلیم فراہم کرنا ان کے حقوق کی تکمیل کا ایک اہم پہلو ہے۔

(تمہارا دھیان) دنیا اور آخرت کے (معاملات) میں ہونا چاہیے اور وہ تم سے یتیموں کے بارے میں پوچھتے ہیں کہو: (ان کے معاملات) کو درست کرنا اور اگر تم ان کو اپنے ساتھ (روزی اور کاروبار میں) شریک کرو۔ پھر وہ بھی تمہارے بھائی ہیں اور اللہ تعالیٰ دوسرے سے تخریب کرنے والے کو واضح طور پر پہچانتا ہے جو تعمیری ہے اور اگر اللہ نے چاہا تو یقیناً تمہیں تکلیف میں ڈال دے گا۔

#### 6. جذباتی مدد اور ہمدردی:

اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔ یتیموں کو بیمار، دیکھ بھال اور جذباتی مدد کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ ہو سکتا ہے کہ انہیں صدمے اور نقصان کا سامنا ہوا ہو، اور انہیں ایک مستحکم اور پرورش کا ماحول فراہم کرنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد ﷺ کا حکم دے کر ہمیں یتیم کے ساتھ کبھی سختی نہ کرنے کی ہدایت کی ہے۔

تو کبھی کسی یتیم کے ساتھ سختی نہ کرو

#### 7. یتیموں کو جھڑکنادین کی نفی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں واضح طور پر ذکر کیا ہے کہ جو شخص کسی یتیم کے ساتھ بدسلوکی کرتا ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جو پورے دین کی نفی کرتا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ان افراد کی رسومات کو کبھی قبول نہیں کیا جائے گا۔

”کیا تم نے اسے دیکھا ہے جو دین کا انکار کرتا ہے؟

پس وہی ہے جو یتیم کو دھکیلتا ہے (یعنی یتیموں کی ضرورتوں کو رد کرتا ہے اور انہیں ان کے حق سے محروم کرتا ہے)۔

اور غریبوں کو کھانا کھلانے کے مقصد کو فروع نہیں دیتا (یعنی غریبوں اور محتاجوں کے معاشی استھان کو ختم کرنے کی کوشش نہیں کرتا)۔ پس افسوس ہے ان نمازوں کے لیے جو اپنی نمازوں سے بے خبر ہیں (یعنی صرف حقوق اللہ کا خیال رکھتے ہیں لیکن انسانوں کے حقوق سے غافل ہیں)۔

#### 8. رضامندی کے ساتھ سر پرستی:

اگر کوئی یتیم بالغ ہونے کی عمر کو پہنچ گیا ہو تو سر پرست مقرر کرتے وقت ان کی رائے اور رضامندی لی جائے۔

حدیث نبوی ﷺ ہے: یتیم کے مال کے بارے میں جہاں تک ممکن ہو اس کی رضامندی لی جائے اور اگر وہ بالغ ہو تو اس کی رضامندی لی جائے، ورنہ یتیم کا مال کسی کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ قابل اعتماد شخص۔"

## 9. استحصال سے پچنا:

ذاتی فائدے کے لیے یتیموں کا استحصال نہ کیا جائے اور ان کے حقوق کو کسی طرح پا مال نہ کیا جائے۔

یہ اسلام میں یتیموں کے چند اہم حقوق ہیں جو قرآن و سنت کی تعلیمات پر مبنی ہیں۔ مسلم کمیونٹی کے لیے یتیموں کے حقوق کی پاسداری اور حفاظت کرنا ضروری ہے، کیونکہ اسلامی تعلیمات میں ان کی بھلائی اور مناسب پرورش پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے۔

## اللہ کے نزدیک بہترین گھر

ایک حدیث میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھر میں یتیم کی پرورش کی فضیلت کا ذکر فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مسلمانوں میں سب سے اچھا گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا جاتا ہو، اور مسلمانوں میں سب سے برآگھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو، اس کے ساتھ برا سلوک کیا جاتا ہے۔"

## یتیم اور بیوہ کے لیے کوشش کرنے کے فضائل

اللہ کے نزدیک اس شخص کی حیثیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے جو کسی یتیم اور بیوہ کے لیے کوشش کر رہا ہو۔ وہ شخص جو اپنی زندگی کو ہر طرح سے آسان بنانے کی کوشش کر رہا ہے۔

بیوہ اور مسکین پر کوشش کرنے والا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے، اور میرا خیال ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا: وہ اس شخص کی طرح ہے جو مسلسل نماز کے لیے کھڑا ہو اور مسلسل روزہ رکھے۔"

## زنے سے متعلق احکام

سورہ بنی اسرائیل کی آیات میں اللہ تعالیٰ نے متعدد احکام کا ذکر کیا ہے جو بہتر خاند انی اور معاشرتی زندگی کی بنیاد رکھتے ہیں۔ اسلامی احکام کا بنیادی مقصد انسان کی جان، عزت اور عزت نفس کی حفاظت ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر زنا کے احکام کو بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے۔

وَلَا تَقْرَبُوا الْنِّسَاءَ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا

اور تم زناہ کاری کے قریب بھی مت جانا بے شک یہ بے حیا کا کام، اور بہت ہی بری راہ۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرمایا ہے کہ ہر قیمت پر اس گناہ سے باز رہنا چاہیے۔ بلکہ ہر اس فعل کو چھوڑنے کی ہدایت کی گئی ہے جو اس خاص گناہ کی طرف لے جاسکے۔ اس آیت کی تفصیل سورۃ النساء 14-20 اور سورۃ النور 1-5.2 میں بیان کی گئی ہے اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں گناہ کی حقیقت اور سزا کے مضمرات کو ثابت کرنے کے لیے ایک انتہائی سخت معیار کی رہنمائی فرمائی ہے۔ تاکہ کوئی کسی پر جھوٹا الزام نہ لگ سکے۔ یا تو 4 بالغ مسلمان کی گواہی ہونی چاہیے یا 4 بار کھلے عام اپنے گناہ کا اقرار کرنا چاہیے۔ اس خاص گناہ کی سزا میں اور کسی پر جھوٹا الزام لگانے والوں کے ساتھ کسی بھی غیر قانونی عمل کو روکنے کے لیے یہ واقعی اہم ہے۔ حکومت اپنا فرض ادا کرے اور مجرموں کا سراغ لگانے اور سر عام سزادینے کی ہر ممکن کوشش کرے۔ خدا نہ کرے، اگر کسی کے ساتھ ایسا کچھ ہو تو وہ ہر قیمت پر بدله اور سخت سزا چاہیے گا۔ اس حیثیت کی سزا کسی کو بھی مطمئن کر سکتی ہے اور معاشرے کو برائیوں سے بچا سکتی ہے۔ قانون کا نفاذ معاشرے کے تمام مسائل کا واحد حل ہے۔ آپ کو یہ آیات پڑھنی ہیں۔ النور 4-1

ان احکام کا تذکرہ پرانے اور نئے عہد نامے میں کیا گیا تھا اور نبی محمد ﷺ نے اپنے اعلان کے آغاز کے ساتھ ہی ان کی تبلیغ کی تھی۔

ہمیں ابو ادریس عائز اللہ بن عبد اللہ بن خبردی کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ ان صحابہ میں سے تھے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بدر کی لڑائی میں شرکت کی تھی اور عقبہ کی رات آنحضرت ﷺ سے عہد کیا تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس وقت آپ کے پاس صحابہ کی ایک جماعت تھی، کہ آؤ مجھ سے اس بات کا عہد کرو کہ اللہ

کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ گے، چوری نہ کرو گے، زنا نہ کرو گے، اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گے، اپنی طرف سے گھڑ کر کسی پر تہمت نہ لگاؤ گے اور اچھی باتوں میں میری نافرمانی نہ کرو گے، پس جو شخص اپنے اس عہد پر قائم رہے گا اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے اور جس شخص نے اس میں کمی کی اور اللہ تعالیٰ نے اسے چھپا رہنے دیا تو اس کا معاملہ اللہ کے اختیار میں ہے، چاہے تو اس پر سزا دے اور چاہے معاف کر دے۔ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا چنانچہ میں نے آنحضرت ﷺ سے ان امور پر بیعت کی۔

### زنے سے متعلق تنبیہات:

میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سناء قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہیں: دینی علم چھین لیا جائے گا۔ عام جہالت (دینی معاملات میں) بڑھے گی۔ غیر قانونی جنسی تعلقات غالب ہوں گے: شراب پینا غالب ہو گا۔

### آنکھوں اور کانوں کا زنا

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ آنکھ، کان، ہاتھ اور پاؤں بھی زنا کرتے ہیں۔ آپ کوہ راس کام کی پابندی کرنی چاہیے جو آپ کو اس گناہ کی طرف لے جائے۔

### زنہ کو کیسے روکا جائے؟

اللہ رب العزت نے ہمیں زنا سے بچنے کے لیے نکاح کا طریقہ بتایا ہے۔ نکاح کو آسان اور آسان بنانا مشروع ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ سب سے بابرکت نکاح وہ ہے جو سادہ اور آسان ہے۔ نکاح میں دشواری بہت سے اخلاقی اور اخلاقی مسائل کی طرف لے جاتی ہے۔ اس لیے جب شادی شدہ زنا کرتا ہے تو اس کی سزا موت ہے۔ بالآخر قانون کا نفاذ مسئلہ کو کم کر سکتا ہے۔

### زنے سے بچنے کا ثواب

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ اس دن اپنے سامنے میں رکھے گا جس دن اس کے سوا کوئی سایہ نہ ہو گا، وہ یہ ہیں:

(1) ایک عادل حکمران

(2) وہ نوجوان جس کی پروردش اللہ کی عبادت میں ہوئی ہو، (یعنی بچپن سے ہی اللہ کی عبادت کرتا ہو)

(3) وہ آدمی جس کا دل مسجد سے لگا ہوا ہو (جو مسجد میں پانچ نمازیں باجماعت ادا کرتا ہے)؛

(4) دو شخص جو صرف اللہ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور وہ صرف اللہ کی راہ میں ملتے اور بجا ہوتے ہیں۔

(5) وہ شخص جس نے ایک خوبصورت پیرا کشی خوبصورت عورت کے ساتھ ناجائز جنسی تعلقات کے لئے پکارا اور بچایا: میں اللہ سے ڈرتا ہوں

(6) وہ شخص جو اس قدر چپ کر صدقہ کرتا ہے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو معلوم نہیں ہوتا کہ اس کے دابنے ہاتھ نے کیا دیا ہے (یعنی کوئی نہیں جانتا کہ اس نے کتنا صدقہ کیا ہے)۔

(7) وہ شخص جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرتا ہے اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔

## اسلام اور سائنس

علم اس دنیا کا نچوڑ اور روح ہے۔ بنی نوع انسان کی دوسری انواع پر بالادستی علم کی بنیاد پر ہے۔ ہمارے ارد گرد ہر چیز کے بارے میں علم حاصل کرنے کے مختلف ذرائع ہیں۔ الہی علم، استنباطی استدلال، منطقی علم، فلسفیانہ علم، سائنسی علم، اور کئی دوسرے ذرائع۔ یہ تمام اقسام اپنی نوعیت، دائرہ کار، مأخذ اور طریقہ کار کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ اس دور میں سائنسی علم نے دنیا میں بہت زیادہ توجہ حاصل کی ہے۔ جیسا کہ اس نے ہماری جدید زندگیوں کو تنقیل دینے میں بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔

اس اہم نکتے کو سمجھنا چاہیے کہ الہامی اور سائنسی علم کا مقصد اور دائرہ ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ دونوں کا کوئی موازنہ نہیں ہے اور دونوں کو ایک دوسرے کے خلاف ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ جیسا کہ مولانا وحید الدین نے اس بحث کا خلاصہ نہایت سادہ انداز میں کیا ہے۔

ان کا کہنا ہے کہ لوگوں کو سمجھنا چاہیے کہ سائنسی علم صرف 'HOW' کے سوال سے متعلق ہے اور الہی علم 'WHO' کے سوال کا جواب دیتا ہے۔

سائنسی علم ہمیں اس طریقہ کار کی تفصیلات فراہم کر سکتا ہے کہ انڈے کے خول میں ایک چوزہ کیسے تیار یا تخلیق کیا جاتا ہے۔ کون سا عضو پہلے بنتا ہے اور کون سا بعد میں تیار ہوتا ہے؟ سائنس کس کے سوال کا جواب نہیں دے سکتی۔ یہ بہت اہم ہے کہ جس نے خول میں جان پیدا کی ہے اس نے نطفہ کو خون، جلد، ہڈیوں، کاروں، آنکھ، انگلیوں، پنکھوں وغیرہ میں تبدیل کیا ہے۔ مذکورہ بالامثال کی مدد سے، ہم متعدد قدرتی مظاہر کو باہم مربوط کر سکتے ہیں۔ سائنسی علم ہمیں ان مراحل کی تفصیلات فراہم کر سکتا ہے جو ماں کے پیٹ میں بچے کی تنقیل کا باعث بنتے ہیں۔

WHO کا سوال تو ہے گا؟

ماں باپ کی نطفہ میں جان کس نے ڈالی ہے؟ کس نے ایک خلیے سے 1 ٹریلیون خلیے بنائے، پانی سے خون اور خون ہڈیوں اور پیچیدہ اعضاء میں؟ یہ بے ترتیب نہیں ہو سکتا کیونکہ تھوڑی سی تبدیلی مکمل نظام کی تباہی کا باعث بن سکتی ہے۔ سائنس اسلامی یا الہامی

علم کے خلاف نہیں ہے بلکہ یہ ہمیں ایک خدا کے ذہین ڈیزائن اور بے عیب تخلیق کے بارے میں جاننے میں مدد دیتی ہے۔ ہمارے گردونواح میں ہونے والی ہر چیز ایک مجذہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فطرت کے تمام طبیعی مظاہر کی واحد و صاحبت ہے۔

الہی علم نازل شدہ علم ہے، کائنات کے خالق کی طرف سے علم۔ یہی وجہ ہے کہ یہ بے عیب اور ناقابل تبدیلی ہے اور ہمیں مکمل یقین کے ساتھ چیزوں کے بارے میں آگاہ کر سکتا ہے۔ سائنسی علم تحقیق، تجربات، اور تجرباتی ثبوتوں پر مبنی ہے۔ ان سب کی ترقی کے ساتھ، سائنس کے نظریات وقت کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں۔ مثال کے طور پر، کچھ دہائیاں پہلے ایک سے زیادہ کائناتوں، پھیلیتی ہوئی کائناتوں کا کوئی تصور نہیں تھا۔ تازہ ترین تحقیق نے تمام تصورات کے حوالے سے سائنسی تصورات کو بدل دیا ہے۔ کچھ مثالیں آپ کو علم الہی کی صداقت کو سمجھنے میں مدد کریں گی۔

## کائنات کی تخلیق کا سائنسی اور قرآنی نظریہ۔ (بگ بینگ تھیوری)

بگ بینگ تھیوری اس کائنات کے وجود کا نظریہ ہے۔ ایک اندازے کے مطابق تقریباً 13.8 بیلین سال پہلے کائنات ایک سکڑتے واحد مادے کی شکل میں تھی۔ اس ابتدائی مادے کے تمام اجزاء، جنہیں کچھ سائنسدانوں نے سپراٹیم کہا ہے، شدت سے اندر کی طرف کھینچ گئے تھے۔ بگ بینگ کے مطابق، پوری کائنات ابتدائی میں ایک بہت بڑے لینڈ سلاینڈ کی شکل میں تھی (یا تازہ ترین نظریات کے مطابق، چھوٹے ایٹم پر مشتمل تھی) (زمین اور آسمان آپس میں جڑے ہوئے تھے) اور پھر ایک عظیم دھماکے کے نتیجے میں۔ بگ بینگ کھلا تاہے، تمام اجزاء، بھرے ہوئے ہیں، جن سے کہکشاںیں اور تمام وجود و وجود میں آئے ہیں۔ یہ دھماکہ محض اتفاق نہیں تھا کیونکہ اس کے نتیجے میں ستارے، سیارے اور کہکشاںیں اتنے خوبصورت انداز میں بن تھیں کہ اس کے خالق کا ہنر حیران رہ گیا تھا۔ اگر بگ بینگ حداثتی ہوتا تو اس کے نتیجے میں وجود میں آنے والی کائنات میں اتنا نظم و ضبط نظر نہ آتا۔ قرآن میں اس کائنات کے خالق نے وہ حقائق بیان کیے تھے جنہیں سینکڑوں سائنسدان جدید ٹیکنالوجی کے استعمال اور اربوں ڈالر کی سرمایہ کاری سے اس نتیجے پر پہنچے:

أَوْلُمْ يَرَى اللِّدِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ كَائِنَاتٍ تُقَاتَلُ فَقَتُلُنَّهُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ النَّاعِمِ كُلَّ شَيْءٍ حَمِيمٌ ۚ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ ۝

جن لوگوں نے کفر اپنالیا ہے، کیا انہیں یہ معلوم نہیں ہے کہ سارے آسمان اور زمین بند تھے، پھر ہم نے انہیں کھول دیا، (۱۳) اور پانی سے ہر جاندار چیز پیدا کی ہے؟ (۱۴) کیا پھر بھی یہ ایمان نہیں لائیں گے؟ (الانبیاء: ۳۰)

رب کائنات نے یہ حقائق 1400 سال پہلے قرآن میں بیان کر دیے تھے، آج انسانی عقل کہاں تک پہنچ چکی ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔

**چھیلتی ہوئی کائنات:** ماہر فلکیات ایڈون ہبل نے پہلی بار اکشاف کیا کہ ہماری کہکشاں صرف ایک نہیں ہے۔ کائنات میں اور بھی بہت سی کہکشاں ہیں، جو ایک دوسرے کے مخالف سمت میں اس طرح چل رہی ہیں کہ ایک دوسرے کے درمیان فاصلے بڑھنے کے ساتھ ان کی رفتار بھی بڑھ جاتی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ کہکشاوں کی توسعے کے ساتھ پوری کائنات بھی پھیل گئی ہے۔ کہکشاوں کے درمیان فاصلہ بھی مسلسل بڑھ رہا ہے۔ 1965 میں دو امریکی طبیعیات دانوں آرنو بیزنسیا اور رابرٹ ولسن نے اسے ثابت کیا۔ دونوں سائنسدانوں نے نیوجرسی، امریکہ میں بیل فون لیبارٹریز میں کام کیا اور انہیں 1978 میں نوبل انعام سے نواز گیا۔

اس صدی کے چوتھی کے سائنسدانوں میں سے ایک اسٹیفن ہانگ پھیلتی ہوئی کائنات کی دریافت کے بارے میں کہتے ہیں: "یہ دریافت کہ کائنات پھیل رہی ہے، 20 ویں صدی کے عظیم فکری انقلابات میں سے ایک تھی۔"

کائنات کی توسعے کا قرآنی نقطہ نظر: یہ بات قبل غور ہے کہ سائنس نے 20 ویں صدی میں، خاص طور پر اس کی آخری چند دہائیوں میں جو دریافتیں کی ہیں، قرآن نے 1400 سال پہلے بیان کیا ہے۔ قرآن نے سورہ فاطر میں کائنات کی توسعے کے اصول کو یوں بیان کیا ہے:

وَالسَّمَاءُ بُنِينَهَا بَأْيٍ وَإِلَّا لَمُوسِعُونَ (الذاريات، 51: 47)

اور ہم نے آسمانی کائنات کو بڑی طاقت سے بنایا۔ اور یقیناً ہم (اس کائنات کو) زیادہ سے زیادہ پھیلارہے ہیں۔

لموسعون "لفظ نفس و سعت کے معنی کی طرف واضح طور پر دلالت کرتا ہے۔ اس آیت نے واضح طور پر واضح کر دیا کہ کائنات جسے اللہ تعالیٰ نے قدرت اور توانائی کے ساتھ پیدا کیا ہے، ہر سمت و سعی و عریض انداز میں پھیل رہی ہے۔ کائنات کی تخلیق کے تسلسل کے طور پر پھیلنے کا عمل بلاشبہ قرآن کا ایک عظیم سائنسی مجرہ ہے۔

## ماں کے پیٹ میں انسان کی تخلیق

الله تعالیٰ نے اس عمل کی وضاحت درج ذیل آیت میں فرمائی ہے۔

ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَمًا فَكَسَوْنَا الْعِظَمَ لَحْيَاتٍ ثُمَّ أَنْشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ ۝ فَتَبَرَّكَ اللَّهُ

### أَحْسَنُ الْخَلِيقَيْنِ ⑦

پھر ہم نے اس بوند کو جمع ہوئے خون کی شکل دے دی، پھر اس جمع ہوئے خون کو ایک لو تھڑا بنا دیا، پھر اس لو تھڑے کو ہڈیوں میں تبدیل کر دیا، پھر ہڈیوں کو گوشت کالباس پہنایا، پھر اسے ایسی اٹھان دی کہ وہ ایک دوسری ہی مخلوق بن کر کھڑا ہو گیا۔ غرض بڑی شان ہے اللہ کی جو سارے کار گروں سے بڑھ کر کار گر ہے! (المونون 1423-12)

آج سائنسی تحقیق اور جدید مشینری کے مشاہدات نے انسانی پیدائش کے ان مراحل کو ثابت کر دیا ہے جبکہ انسان کو تخلیق کرنے والے خالق نے انسان کی تخلیق کے ان مراحل کا ذکر چودہ سو سال پہلے اپنی کتاب میں کیا تھا۔ پروفیسر ڈاکٹر کیتھ مور کینڈا کی ٹورنٹو یونیورسٹی میں جینیات کے پروفیسر ہیں۔ یمن کے ممتاز عالم شیخ عبدالجید نادانی نے ان سے گفتگو کی اور تخلیق انسانی سے متعلق قرآن و حدیث کے حوالے بیان کرتے ہوئے ان کی رائے لی۔

اور ارتقاء۔ انہوں نے کہا کہ جینیات کے بارے میں قرآن مجید اور مستند احادیث سے حاصل ہونے والی معلومات جدید سائنسی تحقیق کے عین مطابق ہیں۔ اور ان میں کوئی تضاد نہیں ہے۔

ڈاکٹر کیتھ مور نے قرآن کے بارے میں کیا کہا ہے:

- ڈاکٹر کیتھ مور کا کلینیکل ایمبریالوجی میں کام: ڈاکٹر کیتھ مور کے کلینیکل ایمبریالوجی میں کام نے کافی دلچسپی پیدا کی جب انہوں نے اسے ٹورنٹو میں پیش کیا، جس سے پورے کینڈا میں ہلچل مج گئی۔

جنین کی قرآنی تصریحات: ڈاکٹر مور نے ایک اہم حقیقت کی طرف اشارہ کیا کہ جنین کی قرآنی وضاحتیں خورد بینی مشاہدات پر مبنی تھیں۔ انہوں نے ترقی کے ایک ایسے مرحلے کو بیان کیا جو ننگی آنکھ سے دیکھنے کے لیے بہت چھوٹا تھا، اور خورد بینیں صرف دو صد یوں سے استعمال میں تھیں۔

- الہی وحی: ڈاکٹر مور نے اس خیال کو مسترد کر دیا کہ 14 صدیاں پہلے کسی کے پاس خفیہ طور پر ایک خورد بین م موجود تھی، اس طرح کی تحقیق کی، محمد کو اس معلومات کو شامل کرنے کے لیے قائل کیا، اور پھر اسے ایک مضنکہ خیز نظریہ سمجھتے ہوئے آلات کو چھپا دیا۔ آخر میں، ڈاکٹر مور نے زور دے کر کہا کہ یہ علم صرف الہی طور پر نازل ہو سکتا تھا۔

- پروفیسر ایمِرٹس کیتھ ایل مور کے خیالات: پروفیسر ایمِرٹس کیتھ ایل مور انگلشی اور ایمبریالوجی کے شعبوں میں دنیا کے نامور سائنسدانوں میں سے ایک ہیں اور "دی ڈولینگ ہیو من" کے عنوان سے کتاب کے مصنف ہیں، جس کا آٹھ میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ "... کیونکہ انسانی جنین کا مرحلہ پیچیدہ ہوتا ہے، اس لیے یہ تجویز کیا جاتا ہے کہ قرآن میں بیان کردہ اصطلاحات کو استعمال کرتے ہوئے درجہ بندی کا نیا نظام وضع کیا جائے۔ اور سنت مجوزہ نظام سادہ، جامع اور موجودہ جنین کے علم کے مطابق ہے۔ پچھلے چار سالوں میں قرآن اور حدیث کے گھرے مطالعے سے انسانی جنین کی درجہ بندی کے لیے ایک ایسا نظام سامنے آیا ہے جو ساتویں صدی عیسوی میں ریکارڈ ہونے کے بعد سے حیرت انگیز ہے۔ اگرچہ اس طبو، جنین سائنس کی سائنس کے باñی، نے چوتھی صدی قبل مسیح میں مرغی کے انڈوں کے مطالعے سے یہ محسوس کیا کہ چکنوں کے جنین کی نشوونما مراحل میں ہوتی ہے، لیکن اس نے ان مراحل کے بارے میں کوئی تفصیل نہیں بتائی۔ جہاں تک یہ ایمبریالوجی کی تاریخ سے معلوم ہے، بیسویں صدی تک انسانی جنین کی درجہ بندی اور درجہ بندی کے بارے میں بہت کم معلوم تھا۔ اسی وجہ سے قرآن میں انسانی جنین کی تفصیل ساتویں صدی کے سائنسی علم پر بنی نہیں ہو سکتی۔ صرف معقول نتیجہ یہ ہے کہ یہ وضاحتیں محمد پر خدا کی طرف سے نازل ہوئی ہیں۔ وہ ایسی تفصیلات نہیں جان سکتا تھا کیونکہ وہ ایک ان پڑھ آدمی تھا جس کی کوئی سائنسی تربیت نہیں تھی۔"

**شہد کی کمھی کا ذکر قرآن میں ہے۔**

شہد کی کمھی کا ذکر قرآن مجید میں سورۃ النحل میں آیا ہے۔ یہ سورہ قرآن مجید کا 16واں باب ہے اور اس میں 128 آیات ہیں۔ قرآن نے آیت 68 اور 69 میں شہد کی کمھی کا ذکر کیا ہے، جس میں بتایا گیا ہے کہ کیسے شہد کی کمھیاں پہاڑوں، درختوں اور انسان کے بنائے ہوئے ڈھانچے میں اپنا گھر بناتی ہیں۔ قرآن یہ بھی بیان کرتا ہے کہ شہد کی کمھیاں اپنے جسم سے مختلف رنگوں کا مشرب، شہد پیدا کرنے کے قابل کیسے ہوتی ہیں۔ شہد کی کمھیاں (Apis mellifera) امرت کو جمع کرنے، اسے شہد میں تبدیل کرنے اور اسے اپنے چھتے میں ذخیرہ کرنے کے قابل ذکر عمل کے ذریعے شہد بناتی ہیں۔ یہاں ایک قدم به قدم وضاحت ہے:

1. امرت کا مجموعہ: شہد کی مکھیاں امرت کی تلاش میں پھولوں کا دورہ کرتی ہیں، ایک میٹھا، تو انہی سے بھر پور مائع جو پودوں کے ذریعے جرگوں کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے۔ وہ پھولوں کے پیالوں سے امرت نکالنے کے لیے اپنی لمبی، ٹیوب کی شکل والی زبانیں (پروبوس) استعمال کرتے ہیں۔

2. انزاًم کا اضافہ: جیسے ہی وہ امرت جمع کرتی ہیں، شہد کی مکھیاں مائع میں ایک انزاًم بھی شامل کرتی ہیں جسے انور ٹیز کہتے ہیں۔ امرت میں موجود پیچیدہ شکروں کو آسان میں توڑ دیتا ہے، جس سے شہد کی مکھیوں کو ہضم اور ذخیرہ کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

3. چھتے پر واپسی: ایک بار جب شہد کی مکھی کا نیکٹر ٹینک (شہد کا پیٹ) بھر جاتا ہے، تو یہ چھتے پر واپس اڑ جاتا ہے۔ یہ امرت کو دوبارہ پیدا کرے گا اور اسے چھتے میں موجود دیگر شہد کی مکھیوں کے ساتھ بانٹ دے گا۔  
انسانی جسم میں 360 جوڑ۔

سامنڈان نے حال ہی میں دریافت کیا ہے کہ انسانی جسم میں 360 جوڑ ہوتے ہیں۔ یہ بات صحیح مسلم کی حدیث میں بیان ہوئی ہے۔ کوئی بھی اس حقیقت کو خدا تعالیٰ مداخلت کے بغیر نہیں بتا سکتا۔

### انسانی دل میں چھوٹا دماغ

قرآن نے متعدد آیات میں دماغی قلب کے تصور پر بحث کی ہے۔ ڈاکٹر جان اینڈریو آرمرنے پہلی بار نیورونزوس کارڈیاولوچی کا تصور پیش کیا۔ دل میں "چھوٹا دماغ" دراصل اعصاب اور خلیات کا ایک پیچیدہ نظام ہے جو دماغ سے آزادانہ طور پر کام کر سکتا ہے۔ یہ 40,000 نیورونز پر مشتمل ہے۔

سامنڈی علم کی وجہ سے سامنڈانوں نے اسلام قبول کیا۔

بہت سے سامنڈان ایسے ہیں جنہوں نے اپنی سامنڈی تحقیق کے نتیجے میں اسلام قبول کیا۔

ایک فرانسیسی طبی ڈاکٹر اور مصنف ڈاکٹر موریس بوکائیل نے قرآن اور سامنڈس کے گھرے مطالعے کے بعد 1973 میں اسلام قبول کیا۔ وہ قرآن کی سامنڈی درستگی سے خاصے متاثر ہوئے، جس کے بارے میں ان کا خیال تھا کہ ساتویں صدی میں کوئی انسان اسے نہیں لکھ سکتا تھا۔

ان میں سے کچھ وجوہات جن کی وجہ سے اس کی تبدیلی ہوئی ان میں شامل ہیں:

1. جنین کی نشوونما کے بارے میں قرآن کی وضاحت، جو جدید جنین کے مطابق ہے۔
2. پانی کے چکر اور بادلوں کی تشكیل کے بارے میں قرآن کی درست وضاحت۔
3. کائنات کی توسعہ کی قرآن کی وضاحت، جو کہ نزول کے وقت نامعلوم تھی۔
4. قرآن میں زمین کی گردش اور اس کی کروی شکل کی تفصیل۔
5. زمین کی پرت کو مستحکم کرنے میں پہاڑوں کے کردار کے بارے میں قرآن کی وضاحت۔

ڈاکٹر بوکائل نے اس موضوع پر کئی کتابیں لکھیں، جن میں "دی بابل، قرآن اور سائنس" اور "انسان کی اصلیت کیا ہے؟" شامل ہیں، جنہیں بڑے پیمانے پر پڑھا اور احترام کیا گیا ہے۔ ان کا اسلام قبول کرنا ایک اہم واقعہ تھا، کیونکہ وہ سائنسی برادری میں ایک نمایاں شخصیت تھے، اور ان کے قبول اسلام نے سائنس اور مذہب کے درمیان خلیج کو ختم کرنے میں مدد کی۔ ایک فرانسیسی ڈاکٹر تھا جسے 1973 میں سعودی عرب کے فیصل کے فیملی فریشن کے طور پر مقرر کیا گیا Maurice Bucaille تھا 1. وہ ایک مشہور سرجن تھے جو فرعون رسمیں دوم کی می پر تحقیق کے لیے مشہور ہوئے، جس کی وجہ سے وہ 23 کو اسلام قبول کر لیا۔ انہوں نے "باابل، قرآن اور سائنس" لکھی، جو قرآن کی سائنسی درستگی کو دریافت کرتی ہے۔

ڈاکٹر لارنس براؤن، ڈاکٹر برون گائیڈرنو اور بہت سے دوسرے سائنسدانوں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔

مذکورہ بالا تمام حوالہ جات اس حقیقت کی تصدیق کرتے ہیں کہ اسلام دین حق ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوا ہے۔ یہ پچھلے 1450 سالوں سے اپنی اصل شکل میں محفوظ ہے۔

## احساس میں حواس کا کردار

اللہ رب العزت نے انسان کو پیدا کیا ہے۔ انہوں نے تصور کی تشكیل میں پانچ حواس کے اہم کردار پر بحث کی ہے۔ اس نے اندھا پیر و کارنہ بننے کی ہدایت کی ہے۔ یہ انسان کی فطری صفت ہے کہ وہ اپنے ارد گرد ہونے والی چیزوں پر غور کرتا ہے۔ اس نے ان کے بارے میں سوالات کیے اور اسے انتہائی منطقی جواب پر عمل کرنا چاہیے۔ اس عمل کی اللہ تعالیٰ نے تعریف کی ہے کیونکہ اس نے ابراہیم علیہ السلام کے ایک رب کو مانے کے اسباب پر بحث کی ہے۔ وہ مندرجہ ذیل الفاظ میں تصورات کی اندھی تقلید کرنے والے شخص کو نظر انداز کرتا ہے۔

إِنَّمَا الْدُّوَابُ عِنْدَ اللَّهِ الظُّمُرُكُمُ الْجُنُونُ لَا يَعْقِلُونَ

بیشک اللہ کے نزدیک داروں میں سب سے بدتر لوگ ہیں، گونگے جو (نہ حق سنتے ہیں، نہ حق کہتے ہیں) سورۃ الانفال: 22

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو بدترین جانور قرار دیا ہے جو اپنی پانچوں حواس کو استعمال نہیں کرتے اور عقائد پر غور کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ ایک اور آیت میں فرمایا ہے کہ تم سے تمہاری پانچ حواس کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

وَلَا تَقْنُفُ مَا يَنِسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمِعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادُ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْؤُلًا

اور (اے انسان) اس چیز کی پیروی نہ کرو جس کا تمہیں (مستند) علم نہیں۔ درحقیقت کان، آنکھ اور ان میں سے ہر ایک کے دل اور دماغ سے سوال کیا جائے گا۔ (سورہ بت اسرائیل: 36)

### نفسیات کی روشنی میں ادراک کی تشكیل

ادراک کی تشكیل سے مراد وہ عمل ہے جس کے ذریعے افراد اپنے ماحول کی با معنی تفہیم پیدا کرنے کے لیے حسی معلومات کو منظم اور تشریح کرتے ہیں۔ اس میں کئی اہم مراحل شامل ہیں: نفسیات میں، پانچ حواس اس بات کو سمجھنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں کہ انسان اپنے ماحول کو کیسے محسوس کرتے ہیں اور ان کے ساتھ تعامل کرتے ہیں۔ یہاں یہ ہے کہ انہیں نفسیاتی عینک سے کیسے دیکھا جاتا ہے

بصارت:

بصارت ایک ناقابل یقین حد تک طاقتور احساس ہے، جو دماغ کو یہ دنیا کے بارے میں معلومات کا خزانہ فراہم کرتا ہے۔ ماہر نفیسیات بصری ادراک کا مطالعہ کرتے ہیں، جس میں گھر ائی کا ادراک، رنگ کا ادراک، اور آجیکٹ کی شناخت جیسے عمل شامل ہیں۔ یہ سمجھنا کہ ہم بصری حرکات کو کیسے سمجھتے ہیں اس کی وضاحت کرنے میں مدد ملتی ہے کہ ہم دنیا کی ذہنی نمائندگی کیسے کرتے ہیں۔

### سماحت (آکویشن):

سمی ادراک اس بات پر مرکوز ہے کہ ہم آوازوں کو کیسے پرو سیس اور تشریح کرتے ہیں۔ ماہر نفیسیات تقریر کے ادراک، آواز کی لوکائزیشن، اور مو سیقی کے نمونوں کی پہچان جیسے شعبوں کی تحقیقات کرتے ہیں۔ یہ احساس مو اصلاحات، زبان کی ترقی، اور پیچیدہ سمی معلومات کو سمجھنے کی ہماری صلاحیت کے لیے ضروری ہے۔

تمام حسی معلومات پر توجہ نہیں دی جاتی ہے۔ ہمارا دماغ انتخابی طور پر کچھ حرکات پر توجہ مرکوز کرتا ہے جس کی بنیاد شدت، نیاپن، مطابقت اور انفرادی مفادات پر ہوتی ہے۔ یہ عمل غیر متعلقہ یا زبردست حسی ان پٹ کو فلٹر کرنے میں مدد کرتا ہے۔ تنظیم کے بعد، دماغ حسی معلومات کی تشریح پیشگی علم، توقعات، ثقافتی اثرات اور سیاق و سباق کی بنیاد پر کرتا ہے۔ یہ قدم اہم ہے کیونکہ یہ ہمیں ادراک کے تجربے کو معنی دینے کی اجازت دیتا ہے۔ ادراک کی تشکیل ایک متحرک اور متعامل عمل ہے جس میں حسی ان پٹ اور علمی پرو سیسینگ دونوں شامل ہیں۔ یہ اس بات پر اثر انداز ہوتا ہے کہ ہم اپنے ارد گرد کی دنیا کا تجربہ اور احساس کیسے کرتے ہیں، اپنے خیالات، جذبات اور طرز عمل کو تشکیل دیتے ہیں۔

## سیرت کی روشنی میں شخصیت کی نشوونما کی خصوصیات

پنجبر اسلام کی تعلیمات کا بنیادی مقصد شخصیت کی نشوونما ہے۔ حضرت محمد ﷺ نے ہمیں زندگی کے ہر پہلو کے بارے میں رہنمائی فراہم کی ہے کیونکہ وہ چاہتے ہیں کہ ہم دونوں جہانوں میں کامیاب ہوں۔ شخصیت کی نشوونما کے بغیر یہ مقصد حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ انہوں نے اپنے شاگردوں کو اس طرح تیار کیا ہے کہ ان کی وفات کے فوراً بعد پوری دنیا کا نقشہ ہی بدلت کر رکھ دیا ہے۔ یہاں تک کہ غیر مسلم اسکالر جیمز میکنر بھی اس حقیقت کی تعریف کرتے ہیں کہ تاریخ میں کوئی اور مذہب اتنی تیزی سے اسلام نہیں پھیلا۔ Michal Hearts نے انہیں 100 کامیاب ترین افراد میں نمبر 1 صرف اس لیے سمجھا ہے کہ وہ روئے زمین پر سب سے زیادہ با اثر شخص تھا اور ہے۔ اس کا اثر آج اربوں لوگوں پر بھی دیکھا جاسکتا ہے۔ ان کی سیرت کی روشنی میں شخصیت کی نشوونما کے چند ایسے خصائص ہیں جو کسی بھی شخص کی زندگی کو بدل سکتے ہیں۔

### 1. مقصد مرکوز زندگی:

اس نئتے کو سمجھنے کے لیے عنوان کی اہمیت کو مختلف انداز میں سمجھنا ہو گا۔ زندگی میں واضح مقصد رکھنے کی نفسیاتی اہمیت کافی ہے۔ یہاں کچھ اہم نکات ہیں:

- مقصد کا احساس: ایک معین مقصد رکھنے سے آپ کو مقصد کا واضح احساس ملتا ہے۔ یہ صحیح اٹھنے کی ایک وجہ فراہم کرتا ہے اور آپ کو کارروائی کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔
- سمت اور توجہ: یہ آپ کو اپنی توانائی اور کوششوں کو مخصوص اہداف کی طرف منتقل کرنے میں مدد کرتا ہے۔ یہ بے مقصد گھومنے کو روکتا ہے اور ذاتی ترقی کے لیے ایک منظم راستہ فراہم کرتا ہے۔
- حوصلہ افزائی اور ڈرائیو: ایک مقصد ایک طاقتور محرک کا کام کرتا ہے۔ یہ آپ کو کوشش کرنے کے لیے کچھ دیتا ہے، یہاں تک کہ جب چینچز یانکا میوں کا سامنا ہو۔
- بہتر پلک: جب آپ کا مقصد واضح ہوتا ہے، تو آپ کے ناکامیوں سے واپسی کا امکان زیادہ ہوتا ہے۔ آپ سمجھتے ہیں کہ ناکامیاں آپ کے مقاصد کے حصول کی طرف سفر کا حصہ ہیں۔
- خود اعتمادی میں اضافہ: اپنے مقصد سے متعلق اہداف کا حصول تکمیل کا احساس فراہم کرتا ہے۔ اس سے آپ کی صلاحیتوں میں خود اعتمادی اور اعتماد بڑھتا ہے۔

- اضطراب اور تناؤ میں کمی: یہ جانتا کہ آپ کس چیز کی طرف کام کر رہے ہیں غیر یقینی یا بے مقصدیت کے احساسات کو کم کر سکتے ہیں۔ یہ تناؤ اور اضطراب کی سطح کو کم کرنے کا باعث بن سکتا ہے۔
- فیصلہ سازی کا فریم ورک: ایک متعین مقصد فیصلہ سازی کے لیے ایک فریم ورک فراہم کرتا ہے۔ یہ آپ کو اس بنیاد پر انتخاب کا اندازہ کرنے میں مدد کرتا ہے کہ آیا وہ آپ کے حتمی مقاصد کے ساتھ موافق ہیں۔
- بہتر معنی خیزی: زندگی اس وقت زیادہ معنی خیز محسوس ہوتی ہے جب آپ کسی ایسی چیز کے لیے سرگرمی سے کام کر رہے ہوتے ہیں جس کی آپ قدر کرتے ہیں۔ یہ آپ کے تجربات میں گہرائی اور اہمیت کا اضافہ کرتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ زندگی میں ایک واضح مقصد کے گھرے نفسیاتی فوائد ہوتے ہیں۔ یہ ذاتی ترقی کے لیے ایک فریم ورک فراہم کرتا ہے، پچ کو فروغ دیتا ہے، اور فلاح و بہبود اور تکمیل کے زیادہ احساس میں حصہ ڈالتا ہے۔ میری عاجزانہ رائے میں حضرت محمد ﷺ نے ہماری زندگی کے سب سے اعلیٰ مقصد کے بارے میں رہنمائی فرمائی ہے۔ اللہ ایک ہے اور اس کی رضا کے لیے ہم سب کچھ کرتے ہیں۔ اس نے ہماری زندگی کے اصل مقصد کی رہنمائی کی ہے۔ ایک مسلمان کی پوری زندگی اسی تصور کے گرد گھومتی ہے اور اسے مذکورہ بالاتناظر میں خود کو تیار کرنے میں مدد دیتی ہے۔

## 2. رسک میجنٹ

حضرت محمد ﷺ کی پوری زندگی ہمیں اس بات پر روشنی ڈالتی ہے کہ ہمیں اپنی زندگی میں خطرے کے عوامل کا انتظام کیسے کرنا چاہیے۔ اس نے اپنی زندگی کے تمام خطرات کو اس طرح سنبھالا ہے کہ اس نے قیامت تک ساری دنیا کا تصور ہی بدلت کر رکھ دیا ہے۔ ہم دیکھ سکتے ہیں کہ وہ اپنی زندگی میں جو ہجرت اور مہمات لڑتے ہیں وہ رسک میجنٹ کی بہترین مثالیں ہیں۔

## 3. معاف کرنے والا روایہ

معاف کرنا نہ صرف ایک خصلت ہے بلکہ ایک عادت ہے۔ اس نے ہماری رہنمائی کی ہے کہ ہمیں کسی بھی وجہ سے کسی سے نفرت نہیں کرنی چاہئے۔ حتیٰ کہ اس کی تمام بیویاں اور صحابہ بھی گواہی دیتے ہیں کہ اس نے زندگی بھر کسی سے اپنے لیے بدلہ نہیں لیا۔ اس نے طائف کے لوگوں کو معاف کر دیا جنہوں نے اس کے ساتھ انتہائی ظلم کیا تھا۔ فتح مکہ کے بعد اس نے اپنے بدترین دشمنوں کو بھی معاف کر دیا۔

معافی کے چند نفسیاتی فوائد درج ذیل ہیں:

- جذباتی شفایابی کو فروغ دیتا ہے۔

- دماغی صحت کو بڑھاتا ہے۔
- رشتوں کو مضبوط کرتا ہے۔
- ہمدردی کو فروغ دیتا ہے۔
- ذاتی ترقی میں سہولت فراہم کرتا ہے۔
- انتقامی کارروائی کے چکر کو توڑ دیتا ہے۔

جسمانی صحت کے خطرات کو کم کرتا ہے۔

### روحانی اور اخلاقی اہمیت

کوئی دیکھ سکتا ہے کہ معاف کرنے کا یہ رویہ ہماری زندگی کو سنوارنے میں کس طرح مدد کرتا ہے۔ حضرت محمد ﷺ نے زندگی بھر ہمیں یہی سبق سکھایا۔

### 4. غیر مشروط محبت / ثبت سوچ

یہ دونوں صفات ہماری خود اطمینانی اور گرم و مگ میں بھی بہت مدد کرتی ہیں۔ ایسی سیکڑوں مثالیں ہیں جو ہماری رہنمائی کرتی ہیں کہ لوگوں سے غیر مشروط محبت اور سلوک کیا جاتا ہے۔  
5. ہمت / بے خوفی۔

یہ لیڈر کی سب سے بڑی خوبی ہے۔ انہوں نے ہمیشہ ہر مشکل وقت میں آگے سے قیادت کی۔ وہ ہر صحابی کے لیے تحریک کا ذریعہ تھے۔ حتیں کے دن آپ نے تنہا آگے سے قیادت کی اور اللہ کی راہ میں غیر مسلموں کے ساتھ جنگ کی۔

### 6. انسانوں کی آزادی

انہوں نے انسانوں کی برابری کا سبق دیا اور ہر قسم کی تفریق کو مٹا دیا۔ اس نے بندوں کو اس وقت حقوق اور عزت دی ہے جب انہیں انسان بھی نہیں سمجھا جاتا تھا۔ ان کا ہر طرح سے استھصال کیا گیا۔ اس نے حکم دیا ہے کہ تمہارے بندے تمہارے بھائی ہیں انہیں وہی کھلا کیں جو تم کھاتے ہو اور جو کچھ تم کھاتے ہو وہ انہیں کھلاو۔ ان کی تعلیمات غلامی کے نظام سے نجات کی طرف لے جاتی ہیں۔

دنیا پر پیغمبر اسلام ﷺ کے اثر انگیز پہلو کام مشاہدہ ان کے شاگردوں کی زندگیوں میں کیا جاسکتا ہے۔ چونکہ طلباء کسی بھی شخص کی سب سے بڑی میراث ہوتے ہیں جو اپنے قائد کے مشن اور پیغام کی تبلیغ کرتا ہے۔ صحابہ کرام نے پوری دنیا میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا پیغام پہنچایا۔

### سب سے اعلیٰ میراث

پیغمبر اسلام کی سب سے بڑی میراث ان کے ناقابل یقین شاگرد تھے۔ وہ لوگ جنہوں نے اس کے پیغام کو سمجھ لیا اور اللہ تعالیٰ کی رضاکے لیے اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ جیسے عام لوگوں نے دنیا کا نقشہ بدل دیا۔ حضرت عمرؓ کا شمار دنیا کے بہترین منتظمین میں ہوتا تھا۔ ان کا نام میشل ہارٹس کی کتاب میں بھی نمایاں اوصاف کی وجہ سے شامل ہے۔ جو لوگ چھوٹے چھوٹے مسائل پر نسل لڑتے تھے انہوں نے اس حد تک انقلاب برپا کیا کہ وہ تمام مذکورہ صفات کے وارث بن گئے۔

حضرت محمد ﷺ دنیا کے وہ با اثر انسان ہیں جو روحانی اور دنیاوی لحاظ سے کیساں طور پر کامیاب تھے۔ دونوں جہانوں میں کامیاب ہونے کے لیے ہمیں زندگی کے ہر پہلو میں اس کی پیروی کرنی چاہیے۔

## اسلام میں ماورائے عدالت قتل

اسلام میں ماورائے عدالت قتل کی ممانعت انصاف اور انسانی حقوق کے کئی بنیادی اصولوں پر مبنی ہے۔ اسلامی تعلیمات انسانی زندگی کے تقدس پر زور دیتی ہیں اور اس خیال کو فروغ دیتی ہیں کہ تمام افراد کو کسی بھی قسم کی سزا سے پہلے منصافانہ ٹرائل کا حق حاصل ہے۔

انسانی زندگی کا تقدس:

وَلَقَدْ كَرِمَ رَبُّنَا إِنَّمَا يُنْهَا الْأَذْمَرَ حَمَلْنَا هُمْ وَفَضَلْنَا هُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّنْ خَلْقِنَا تَفْضِيلًا

اور بیشک ہم نے بنی آدم کو عزت دی ہے اور ہم نے انہیں اپنی مخلوق میں سے اکثر پر فضیلت دی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے صراحت کے ساتھ فرمایا ہے کہ ہر ابن آدم کو حرمت اور اعلیٰ درجہ دیا گیا ہے۔ کسی کو اس حیثیت کو گرانے کی اجازت نہیں ہے۔ یہاں تک کہ غیر مسلم کا بھی یہی حق ہے۔ درج ذیل احادیث اس تصور کو واضح کر دیں گی۔

عبد الرحمن بن أبي ليلى رضي الله عنه سے روایت ہے:

سہل بن حنیف اور قیس بن سعد القدیسہ شہر میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک جنازہ ان کے سامنے سے گزر اور وہ کھڑے ہو گئے۔ انہیں بتایا گیا کہ جلوس جنازہ اس سر زمین کے رہنے والوں میں سے ایک کافر کا تھا جو مسلمانوں کی حفاظت میں تھا۔ انہوں نے کہا کہ بنی ﷺ کے سامنے سے ایک جنازہ گزر تو آپ کھڑے ہو گئے، جب آپ کو بتایا گیا کہ یہ ایک یہودی کا تابوت ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا یہ جاندار نہیں ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے کسی ایسے شخص کو قتل کیا جس کا مسلمانوں سے معاہدہ تھا وہ جنت کی بو نہیں سو گھے گا حالانکہ اس کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے آتی ہے۔

انسان کا قتل انسانیت کے قتل کے برابر ہے۔

اسلام انسانی زندگی کو بہت زیادہ اہمیت دیتا ہے۔ سورۃ المائدۃ (5:32) میں قرآن کا ارشاد ہے: "جس نے کسی جان کو قتل کیا سوائے اس کے کہ کسی جان کے بد لے یا ز میں میں فساد برپا کیا ہو، گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا، اور جس نے کسی کو بچا لیا۔ گویا اس نے بنی نوع انسان کو مکمل طور پر بچالیا ہے۔" یہ آیت بغیر کسی وجہ کے جان لینے کی کشش کو واضح کرتی ہے۔ یہ

آیت بلا تفریق ذات، رنگ، عقیدہ اور مذہب ہر زندگی کے تقدیس کی تلقین کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک انسان کے قتل کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیا ہے۔ ہر وہ ماورائے عدالت قتل جس میں لوگوں کا ایک گروہ خود گواہ، نج اور جلاد بن جائے اسلام میں سختی سے منوع ہے۔ عدالتون اور حکومتوں کی طرف سے انہیں مجرم اور قاتل قرار دینا چاہیے۔

#### واجبی عمل اور منصفانہ ٹرائل:

اسلامی قانون، یا شریعت کا تقاضا ہے کہ جن افراد پر جرائم کا الزام ہے ان کو منصفانہ اور منصفانہ ٹرائل دیا جائے۔ لزمان کو اپنا مقدمہ پیش کرنے، ثبوت فراہم کرنے اور قانونی نمائندگی کا حق حاصل ہے۔ ماورائے عدالت قتل اس اہم قانونی عمل کو نظر انداز کرتا ہے۔

#### بے گناہی کا قیاس:

اسلامی فقہ میں، کسی شخص کو مجرم ثابت ہونے تک بے گناہ سمجھا جاتا ہے۔ یہ اصول اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ الزامات کی مکمل چھان بین کی جائے، اور کسی بھی سزا سے پہلے ثبوت پیش کیے جائیں۔

#### بیداری کی ممانعت:

قانون کو اپنے ہاتھ میں لینا اور قانونی نظام سے ہٹ کر انتقام لینے کی اسلام میں سختی سے حوصلہ شکنی کی گئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ افرا تفری، نا انصافی اور معاشرتی نظم کو خراب کرنے کا باعث بن سکتا ہے۔

#### ریاست کا کردار:

یہ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ امن و امان برقرار رکھے، جرائم کی تحقیقات کرے اور انصاف کا انتظام کرے۔ ریاست اس بات کو یقینی بنانے کی پابند ہے کہ قانونی عمل کی پیروی کی جائے اور افراد کے ساتھ منصفانہ اور وقار کے ساتھ بر تاؤ کیا جائے۔

#### آخری سہارے کے طور پر سزا:

یہاں تک کہ ایسے معاملات میں جہاں کوئی شخص کسی جرم کا مرتكب پایا جاتا ہے، سزا جرم کے متناسب ہونی چاہیے اور اسے قائم قانونی طریقہ کار کے مطابق انجام دیا جانا چاہیے۔ انتقام کی بجائے بحالی اور بحالی پر زور دیا گیا ہے۔

#### غفو و در گزر:

اسلام عفو و در گزر کی ترغیب دیتا ہے۔ متأثرین یا ان کے اہل خانہ۔ مجرم کو معاف کرنے کا اختیار ہے، اور اسے ایک نیک عمل کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ اس سے صلح ہو سکتی ہے اور مزید نقصان سے بچا جا سکتا ہے۔

یہ نوٹ کرنا ضروری ہے کہ اسلامی تعلیمات کی تشریع علماء کے درمیان اور مختلف ثقافتی اور قانونی سیاق و سبق میں مختلف ہو سکتی ہے۔ تاہم، مذکورہ بالا اصول اسلامی اخلاقیات اور فقہ میں ماورائے عدالت قتل کی ممانعت کی بنیاد بنتے ہیں۔

## اسلام کا اخلاقی نظام

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات کے طور پر اپنے پیر و کاروں کو اطمینان سے بھر پور متوازن زندگی گزارنے کا درس دیتا ہے۔ قرآن اور احادیث کی صورت میں، ہم، اسلام کے ماننے والوں کے پاس زندگی کے ہر شعبے / پہلو کے لیے سیکھنے اور رہنمائی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ اسلام کے سنہری اصولوں پر عمل پیرا ہو کر انسان آسانی سے پر امن زندگی گزار سکتا ہے۔ اسلام نہ صرف ہمیں عبادت کرنے کے طریقے کے بارے میں رہنمائی کرتا ہے بلکہ پورا دن گزارنے کا طریقہ کار فراہم کرتا ہے یعنی دوسرے لوگوں کے ساتھ معاملات۔ اخلاقی یا اخلاقی نظام اسلامی نظام کا ایک لازمی حصہ ہے جیسا کہ اسلام کا تعارف کے موضوع میں بحث کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس موضوع پر بڑی تفصیل سے بحث فرمائی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اچھے اخلاق کو اپنا نے پر بھی بہت زور دیا ہے۔ تزکیہ (تزکیہ نفس) اور اخلاق مترادف ہیں۔ لوگوں کی تزکیہ رسول اللہ ﷺ کا فرضِ نبوی تھا۔ اس کا ذکر قرآن میں آیا ہے۔

جس طرح ہم نے تم میں تمہیں میں سے رسول بھیجا جو ہماری آئیں تمہارے سامنے تلاوت کرتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے اور تمہیں کتاب و حکمت اور وہ چیزیں سکھاتا ہے جن سے تم بے علم تھے۔ اللہ تعالیٰ نے درج ذیل آیت میں حضرت محمد ﷺ کے اچھے اخلاق کی تعریف کی ہے۔ سورہ البقرہ: 151

فَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ

اور یقیناً آپ کو اعلیٰ ترین اور اعلیٰ کردار (یعنی قرآنی اخلاق سے آرستہ اور اللہ تعالیٰ کی صفات سے سرفراز کیا گیا ہے) پر فائز کیا گیا ہے۔ (سورہ القلم: 2)

وہ خود قرآنی اخلاق کے مجسم اور مظہر تھے۔ ایک صحابی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا:

کیا تم قرآن نہیں پڑھتے؟ اللہ کے رسول کی سیرت قرآن کا مظہر تھی۔

پنجبر اسلام کے چند غیر معمولی اخلاق پر گزشتہ مضمون میں گفتگو کی گئی ہے۔ یہاں ان کا مختصر آذکر کیا جاتا ہے:

دیانتداری اور سچائی:

نبی اکرم ﷺ کے آنے سے پہلے ہی "الا مین" (ثقة) اور "صادق" (سچائی) کے نام سے مشہور تھے۔ ان کی ایمانداری اور سچائی نے انہیں کمیونٹی کا اعتماد حاصل کیا۔

### ہمدردی اور رحم:

قرآن مجید میں حضرت محمد کو دنیا کے لیے رحمت قرار دیا گیا ہے۔ آپ ﷺ کی شفقت صرف انسانوں پر ہی نہیں جانوروں پر بھی تھی۔ محمد ﷺ نے اپنی زندگی کے مختلف پہلوؤں میں مہربانی، رحم اور ہمدردی کا مظاہرہ کیا۔

### عدل و انصاف:

نبی ﷺ ایک عادل رہنمای تھے جنہوں نے سب کے ساتھ منصفانہ سلوک کو یقینی بنایا، خواہ ان کا لپس منظر کچھ بھی ہو۔ آپ ﷺ کا انصاف کا احساس اس کے فیصلوں اور لوگوں کے ساتھ بر تاؤ سے عیاں تھا۔

### عاجزی:

نبی کے طور پر اپنے بلند مقام کے باوجود، محمد ﷺ عاجز رہے۔ اس نے روزمرہ کے کاموں میں حصہ لیا، کمیونٹی کے خدشات کو سننا، اور ذاتی فائدے یا پہچان کی کوشش نہیں کی۔

### دوسروں کا احترام:

پغمبر اسلام ہر ایک کے ساتھ احترام کے ساتھ پیش آتے تھے، چاہے ان کی سماجی حیثیت کچھ بھی ہو۔ انہوں نے بزرگوں کا احترام کرنے اور دوسروں کی بھلائی کا خیال رکھنے کی اہمیت پر زور دیا۔ آپ ﷺ نے اس دور میں بھی بندوں کا احترام کرنا سکھایا ہے جب ان کو نہیں سمجھا جاتا تھا۔

### معافی:

نبی ﷺ نے ان لوگوں کو بھی معاف کر دیا جنہوں نے اسے یا اس کے پیروکاروں کو نقصان پہنچایا تھا۔ آپ ﷺ کی معافی کی صلاحیت مختلف حالات میں واضح تھی، کمیونٹی کے اندر معاہمت اور ہم آہنگی کو فروغ دیتی تھی۔

### سخاوت اور خیرات:

محمد ﷺ اپنی سخاوت اور ضرورت مندوں کی مدد کرنے کی خواہش کے لئے جانے جاتے تھے۔ آپ ﷺ نے صدقہ کے کاموں کی حوصلہ افزائی کی اور رزکوۃ (فرضی صدقہ) اور صدقہ (رضا کارانہ صدقہ) کے اصول قائم کئے۔

### مصیبت میں صبر:

اپنے مشن کے دوران درپیش چینجھوں کے دوران، پیغمبر محمد ﷺ نے بے پناہ صبر کا مظاہرہ کیا۔ امید یا ہمت کھوئے بغیر مشکلات کو برداشت کرنے کی ان کی صلاحیت مشکلات کا سامنا کرنے والے مسلمانوں کے لیے ایک تحریک ہے۔

### حسن اخلاق کی اہمیت حدیث کی روشنی میں

"مومتوں میں کامل ایمان والے وہ ہیں جو اخلاق میں سب سے اچھے ہیں اور تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنی عورتوں کے ساتھ ہو۔" (ابوداؤد 4682)

"قیامت کے دن مومن کے میزان میں حسن اخلاق سے بھاری کوئی چیز نہیں ہے، بے شک اللہ تعالیٰ بے حیائی اور بے حیائی کو ناپسند کرتا ہے۔" [مسند احمد 27587]

"تزادو میں جو چیز رکھی جاتی ہے اس میں سے کوئی چیز حسن اخلاق سے زیادہ بھاری نہیں ہوتی، اور حسن اخلاق والا روزہ رکھنے والے اور نماز پڑھنے والے کے درجے کو پہنچ جاتا ہے۔" [مسند احمد 28.587]

"تم میں سے میرے نزدیک سب سے زیادہ عزیز اور قیامت کے دن میرے نزدیک سب سے زیادہ وہ ہے جو تم میں سب سے اچھا اخلاق والا ہو، اور تم میں سے سب سے زیادہ ناپسندیدہ میرے نزدیک اور قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ بڑھانے والا ہو۔" بکس، بڑے منہ والے (جو بغیر سوچ سمجھے اور احتیاط کے زیادہ بولتے ہیں)، اور مطافعین۔ "انہوں نے عرض کیا رسول اللہ ہم تو ان کو تو جانتے ہیں جو زیادہ بولتے ہیں لیکن متفقین کون ہیں؟ فرمایا وہ لوگ جو تکبر سے بات کرتے ہیں۔" [مسند احمد 17758]

برے اخلاق والا جنت میں نہیں جائے گا] [مسند احمد 31

## سورۃ الحجرات میں مذکور اخلاق

بھائی چارہ اور مساوات:

یہ مومنین کے درمیان بھائی چارے کے تصور اور تمام مسلمانوں کی مساوات پر زور دیتا ہے، خواہ ان کا قبائلی یا نسلی پس منظر کچھ بھی ہو۔

حقیقت یہ ہے کہ (سب) مومن (ایک دوسرے کے) بھائی ہیں۔ لہذا اپنے دونوں بھائیوں کے درمیان صلح کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

بدگمانی اور غیبت سے پرہیز:

مومنین کو نصیحت کی جاتی ہے کہ وہ بدگمانی، غیبت اور ایک دوسرے کی جاسوسی سے اجتناب کریں، برادری میں اعتماد اور اتحاد کو فروع دیں۔ اسلام میں غیبت کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے۔

اے ایمان والو! زیادہ تر قیاس آرائیوں سے گریز کریں۔ درحقیقت بعض گمان گناہ ہیں (آخرت میں عذاب کے ذمہ دار)۔ اور نہ جاسوسی کرو (کسی کے نامعلوم معاملات یا رازوں کی) اور نہ ایک دوسرے کی غیبت کرو۔ کیا تم میں سے کوئی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا؟ آپ اس سے نفرت کریں گے۔ اور (ایسے تمام معاملات میں) اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ توبہ کرنے والا ہے، ہمیشہ رحم کرنے والا ہے۔

تنازعات کا حل:

سورۃ تنازعات کو پر امن طریقے سے حل کرنے کے بارے میں رہنمائی فراہم کرتی ہے اور اختلافی فریقوں کے درمیان مفاہمت کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔

اور اگر مسلمانوں کے دو فریق آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کر ادو۔ پھر اگر ان (فریقوں) میں سے کوئی بھی ناصافی اور جارحیت کا ارتکاب کرے۔ دوسرے کے خلاف، اس (جماعت) سے لڑو جو جارحیت کر رہی ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف رجوع کریں۔ جب وہ پلٹ آئیں اور تسلیم کر لیں تو ان کے درمیان عدل کے ساتھ صلح کرو۔ اور انصاف سے کام لیں۔ بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

تفہیک سے اجتناب:

مومنوں سے گزارش ہے کہ وہ دوسروں کا مذاق اڑانے یا ان کا مذاق نہ اڑائیں، کیونکہ اس کے منفی نتائج نکل سکتے ہیں اور معاشرے میں تعلقات خراب ہو سکتے ہیں۔

اے ایمان والو! کوئی بھی برادری دوسری برادری کا مذاق نہ اڑائے۔ امکان ہے کہ وہ ان لوگوں سے بہتر ہوں (جو تم سخراڑاتے ہیں)۔ نہ ہی عورتوں کو دوسری عورتوں کا مذاق اڑانا چاہیے۔ امکان ہے کہ وہ ان لوگوں سے بہتر ہوں (جو مذاق اڑاتے ہیں)۔ اور آپس میں ایک دوسرے کی عیب نہ لگائیں اور نہ ایک دوسرے کو نام دیں۔ ایمان لانے کے بعد کسی کو بدکاریا بے حیائی کہنا انتہائی برآنام ہے۔ اور جو لوگ اللہ کی طرف توبہ نہیں کرتے وہی ظالم ہیں۔"

### حافظی تقریر:

غلط معلومات یا نقصان دہ افواہوں کو پھیلانے سے روکنے کے لیے کسی کی تقریر کی حفاظت اور اسے داشمندی سے استعمال کرنے کی اہمیت پر زور دیا جاتا ہے۔ سوشل میڈیا کے دور میں ہمیں خبروں کو بغیر صداقت کے شیر کرنے میں بہت محتاط رہنا چاہیے۔

### عاجزی:

مومنوں کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے کہ وہ عاجزی اختیار کریں اور گھمنڈ یا تکبر نہ کریں، یہ تسلیم کرتے ہوئے کہ حقیقی عزت تقویٰ اور اچھے اعمال سے حاصل ہوتی ہے۔

یہ اقدار ہم آہنگی اور اخلاقی اجتماعی زندگی کو فروغ دیتی ہیں، مومنین کے درمیان باہمی احترام، اعتماد اور تعاون کو فروغ دیتی ہیں۔ ہمیں مذکورہ بالاتمام اخلاقیات کو اپنانے کی بھروسہ کو شش کرنی چاہیے۔

### عوامل اخلاق کے زوال کا باعث بنتے ہیں۔

معاشرے میں اخلاقی اقدار کے زوال میں کئی عوامل کا فرمایا ہے۔ اگرچہ یہ نوٹ کرنا ضروری ہے کہ یہ وجوہات مختلف ثقافتوں اور خطوط میں مختلف ہو سکتی ہیں، کچھ عام عوامل میں شامل ہیں:

### ٹکنالوجی اور میڈیا کا اثر:

ٹکنالوجی اور میڈیا کی نمائش کا تیزی سے پھیلا ڈاکی اخلاقی اقدار میں گراوٹ کا باعث بن سکتا ہے، کیونکہ افراد منفی تصویر کشی، غیر حقیقی معیارات، یا اخلاقی خدشات کو غیر حساس بنانے سے متاثر ہو سکتے ہیں۔ خاندانی ڈھانچے کی خرابی: خاندانی حرکیات میں

تبدیلی، بشمول واحد والدین والے گھر انوں میں اضافہ یا کمزور خاندانی بندھن، ایک نسل سے دوسری نسل تک اخلاقی اقدار کی منتقلی کو منتشر کر سکتے ہیں۔

### تعلیمی نظام کے چیلنجز:

تعلیمی نظام بعض اوقات اخلاقی اور کردار کی نشوونما کے بجائے تعلیمی کامیابیوں پر زیادہ توجہ دیتے ہیں۔ اسکو لوں میں اخلاقیات پر زور نہ دینا اخلاقی اقدار کے زوال کا باعث بن سکتا ہے۔

### انفرادیت اور صارفیت:

انفرادی کامیابی اور مادیت پر معاشرتی زور اجتماعی اخلاقی ذمہ داری میں کمی کا باعث بن سکتا ہے۔ ذاتی فائدے پر توجہ دینے سے اخلاقی تحفظات کی اہمیت پر روشنی پڑ سکتی ہے۔

### مذہبی احاطات:

ایسے معاشروں میں جہاں مذہبی اثر و رسوخ کم ہو جاتا ہے، وہاں روایتی طور پر مذہبی تعلیمات سے منسلک اخلاقی اقدار کی پابندی میں اسی طرح کی کمی ہو سکتی ہے۔

### علمگیریت:

جب کہ علمگیریت ثقافتی تبادلے اور معاشری نمولائی ہے، یہ متصاد اقدار اور ثقافتی رشتہ داری کو بھی متعارف کر سکتی ہے، جو ممکنہ طور پر قائم شدہ اخلاقی اصولوں کو کمزور یا چیلنج کر سکتی ہے۔

### سماجی اور اقتصادی عدم مساوات:

دولت اور م الواقع میں وسیع تقاضوں نا انصافی کے احساس کو جنم دے سکتا ہے اور معاشرتی ڈھانچے کی انصاف پر یقین کو کم کر سکتا ہے، اخلاقی اقدار کی پابندی کو منتشر کرتا ہے۔

### سوشل میڈیا اور آن لائن کلچر:

آن لائن تعاملات کی گمنام نویت اور سوшل میڈیا کے ذریعے معلومات کا تیزی سے پھیلاو سا سبردھوں، غلط معلومات، اور گفتگو کو عام طور پر کھرچنے میں مدد دے سکتا ہے، اخلاقی اقدار کو منتشر کرتا ہے۔

اخلاقی اقدار میں گراوٹ سے نہنے کے لیے اکثر کثیر جھتی نقطہ نظر کی ضرورت ہوتی ہے جس میں تعلیم، کمیونٹی کی شمولیت، اور خاندانی اور ادارہ جاتی بنیادوں کو مضبوط کرنے کی کوششیں شامل ہوتی ہیں جو اخلاقی رویے کو فروغ دیتی ہیں۔

## اسلامی سیاسی نظام

- ایک سیاسی نظام جو اسلامی قوانین (شریعت) اور حکمرانی میں اصولوں کو نافذ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔
- ایک ایسا نظام جس کا مقصد مسلمانوں کو ایک واحد اتحارٹی کے تحت متحد کرنا، اتحاد اور تجھیتی کو فروغ دینا ہے۔

### خصوصیات:

1. توحید (خدا کے ساتھ وحدتیت): زندگی کے تمام پہلوؤں میں اللہ (SWT) کی حاکمیت کو تسلیم کرنا۔
2. شریعت (اسلامی قانون): قانون سازی اور حکمرانی کی بنیاد۔
3. خلافت (خلافت): مسلم کمیونٹی کے لیے ایک واحد، متحد قیادت۔
4. شوریٰ (مشاورت): مسلم کمیونٹی کے نمائندوں کے ساتھ مشاورت کے ذریعے فیصلہ کرنا۔
5. عادل (انصاف): تمام شہریوں کے لیے انصاف، مساوات اور انصاف کو یقینی بنانا۔
6. اجتہاد (آزاد استدلال): فکری تحقیقات اور تنقیدی سوچ کی حوصلہ افزائی کرنا۔
7. احتساب: رہنماءوام اور اللہ (SWT) کے سامنے جوابدہ ہوتے ہیں۔
8. انسانی حقوق کا تحفظ: تمام شہریوں کے حقوق اور وقار کا تحفظ۔
9. سماجی بہبود کا فروغ: کمیونٹی کی فلاح و بہبود اور خوشحالی کی فراہمی۔
10. امن اور تعاون پر مبنی خارج پالیسی: دیگر اقوام کے ساتھ پر امن اور باہمی تعاون کے ساتھ شامل ہونا۔
11. زکوٰۃ اور صدقہ پر مبنی معاشی نظام: معاشی انصاف کو یقینی بنانے کے لیے دولت کی تقسیم کے نظام کا نفاذ۔
12. تعلیم اور علم: تعلیم، سائنسی تحقیقات، اور فکری حصول کی حوصلہ افزائی۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اسلام کے پہلے خلیفہ تھے جنہوں نے 632 سے 634 تک خدمات انجام دیں۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی ساتھی اور سر تھے۔ ابو بکرؓ اپنی حکمت، دیانتداری اور قائدانہ صلاحیتوں کے لیے مشہور تھے، انہیں "الصدیق" (سچا) کا لقب ملا۔

حضرت ابو بکرؓ کو اپنی خلافت میں درپیش چینج بنز:

1. ارتداد اور بغاوتیں:

بہت سے عرب قبائل نے اسلامی ریاست کے خلاف بغاوت کی، نبوت کا دعویٰ کیا یا اسلام کو رد کیا۔ ابو بکر کو مسلم کیوں نہیں کو دوبارہ متحد کرنے کے چینچ کا سامنا تھا۔

2. ردا کی جنگیں (ارتداد):

اسے باغی قبائل کے خلاف جنگیں اڑنی پڑیں، جن کی قیادت مسلمہ اور طلحہ جیسے جھوٹے نبی کر رہے تھے۔

3. پیغمبر اسلام ﷺ کی وفات:

ابو بکر کو پیغمبر اسلام (ص) کی رحلت کے بعد امت مسلمہ کو مضبوط کرنے کے مشکل کام کا سامنا کرنا پڑا۔

4. خلیفہ کے طور پر انتخاب:

اسے سیاسی منظر نامے پر جانا پڑتا تھا، کیونکہ کچھ اصحاب کی قیادت کی جائشیں کے بارے میں مختلف آراء تھیں۔

5. عرب کا اتحاد:

ابو بکرؓ نے جزیرہ نما عرب کو اسلامی حکومت کے تحت متحد کرنے کے لیے کام کیا۔

6. ایک مستحکم حکومت کا قیام:

آپ نے ایک موثر انتظامی نظام قائم کیا، تمام شہریوں کے لیے انصاف اور مساوات کو یقین بنایا۔

7. راشدین فوج کا انتظام:

آپ نے فوجی مہمات، اسلامی علاقوں کو وسعت دینے اور مسلم ریاست کی حفاظت کی گزاری کی۔

## 8. اندرونی تنازعات سے نمٹنا:

ابو بکرؓ نے صحابہ کے درمیان تنازعات کو حل کیا اور جنگی مال کی تقسیم جیسے مسائل کو حل کیا۔

ان چیلنجوں کے باوجود، حضرت ابو بکرؓ کی قیادت اور حکمت نے اسلامی ریاست کے استحکام اور ترقی کو یقینی بنایا، جس نے خلافتِ صحیحہ کی مضبوط بنیاد رکھی۔

## حضرت عمر رضی اللہ عنہ

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اسلام کے دوسرے خلیفہ تھے جنہوں نے 634ء سے 644ء عیسوی تک خدمات انجام دیں۔ وہ پیغمبر اسلام (ص) کے ایک سینئر ساتھی تھے اور ابتدائی اسلامی کمیونٹی میں ایک اہم کردار ادا کیا تھا۔

آپ کے دورِ خلافت میں خدمات اور کارنامے:

### 1- اسلامی علاقوں کی توسعہ:

قامم کی۔

### 2. اسلامی کیلڈر رکا قیام:

آپ نے ہجری کیلڈر متعارف کرایا، جس کا آغاز مدینہ منورہ کی ہجرت سے ہوا۔

### 3. شرعی عدالتی نظام کی ترقی:

عمرؓ نے ایک جامع قانونی ڈھانچہ قائم کیا، جوں کی تقری اور عدالتیں قائم کیں۔

### 4. انتظامی اصلاحات:

آپ نے سلطنت کو صوبوں میں تقسیم کیا، گورنر مقرر کیے، اور ایک موثر انتظامی نظام قائم کیا۔

### 5. عوامی کام اور بنیادی ڈھانچہ:

عمر ؓ نے سڑکوں، نہروں اور مساجد کی تعمیر، عمومی خدمات اور سہولیات کو بہتر بنانے میں سرمایہ کاری کی۔

#### 6. سماجی بہبود اور تعلیم:

آپ نے سماجی بہبود کے پروگرام متعارف کروائے، جن میں غریبوں، بیواؤں اور یتیموں کی مدد شامل تھی، اور تعلیم کی حوصلہ افزائی کی۔

#### 7. فوجی اصلاحات:

عمر ؓ نے فوج کو جدید بنایا، ایک مضبوط اور نظم و ضبط والی فورس بنائی۔

#### 8. انصاف اور مساوات:

آپ نے تمام شہریوں کے لیے انصاف اور مساوات کو یقینی بنایا، چاہے ان کا پس منظر یا سماجی حیثیت کچھ بھی ہو۔

#### 9. انسانی حقوق کا تحفظ:

عمر ؓ نے غیر مسلم رعایا کے حقوق کا تحفظ کیا، انہیں اپنے عقیدے اور ثقافت پر عمل کرنے کی اجازت دی۔

#### 10. روحانی قیادت:

وہ ایک متقدی اور عاجز رہنمائ تھے، جو اپنی سادگی، دیانت اور دردمندی کے لیے مشہور تھے۔

#### حضرت عثمان رضی اللہ عنہ:

حضرت عمر ؓ کی خلافت کو اکثر اسلامی تاریخ کا "سنہرا دور" کہا جاتا ہے، جس میں اہم سیاسی، سماجی اور اقتصادی کامیابیاں ہیں جنہوں نے اسلامی سلطنت کی تشکیل کی اور ایک دیر پامیر اٹ چھوڑی۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اسلام کے تیسرا خلیفہ تھے جنہوں نے 644 سے 656 عیسوی تک خدمات انجام دیں۔ وہ ایک دولت مند تاجر تھا، جو اپنی سخاوت اور تقویٰ کے لیے جانا جاتا تھا، اور اس کی شادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بیٹیوں سے ہوئی تھی۔

#### خلیفہ کی حیثیت سے خدمات اور کارنامے:

**1- قرآن کی تالیف:**

عثمان ؓ نے قرآن کی معیاری اور تالیف کی نگرانی کی، اس کے تحفظ اور صداقت کو یقینی بنایا۔

**2- اسلامی علاقوں کی توسعہ:**

آپ نے فتوحات کا سلسلہ جاری رکھا، بازنطیم، فارس اور شمالی افریقہ کے کچھ حصوں پر قبضہ کیا۔

**3- اسلامی بحریہ کا قیام:**

عثمان ؓ نے اسلامی بحریہ کی بنیاد رکھی، تجارتی راستوں کی حفاظت اور اسلامی اثر و رسوخ کو بڑھایا۔

**4- بنیادی ڈھانچے کی ترقی:**

آپ نے مساجد، سڑکوں اور پلوں کی تعمیر، عوامی خدمات اور سہولیات کو بہتر بنانے میں سرمایہ کاری کی۔

**5- تعلیم اور علم کی ترویج:**

عثمان ؓ نے اسکالر شپ کی حوصلہ افزائی کی، علماء اور دانشوروں کی حمایت کی۔

**6- انصاف اور مساوات:**

آپ نے تمام شہریوں کے لیے انصاف اور مساوات کو یقینی بنایا، چاہے ان کا پس منظر یا سماجی حیثیت کچھ بھی ہو۔

**7- انسانی حقوق کا تحفظ:**

عثمان ؓ نے غیر مسلم رعایا کے حقوق کا تحفظ کیا، انہیں اپنے عقیدے اور ثقافت پر عمل کرنے کی اجازت دی۔

**8- روحانی قیادت:**

وہ ایک متقدی اور عاجز رہنا تھے، جو اپنی سادگی، دیانت اور دردمندی کے لیے مشہور تھے۔

**9- مسلم کمیونٹی کا اتحاد:**

عثمان ؓ نے مسلم کمیونٹی کو متحد کرنے، اندر ورنی تنازعات کو حل کرنے اور اتحاد کو فروغ دینے کے لیے کام کیا۔

## 10- غریبوں اور ناداروں کی مدد:

آپ نے سماجی بہبود کے پروگراموں کو جاری رکھا، غریبوں، بیواؤں اور یتیمینوں کی مدد کی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں قرآن کی تالیف اور اسلامی علاقوں کی توسعی سمیت اہم کارناٹے نمایاں تھے۔ ان کی قیادت اور خدمات کا اسلامی معاشرے پر دیرپا اثر رہا۔

### حضرت علی رضی اللہ عنہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ اسلام کے چوتھے خلیفہ تھے جنہوں نے 656 سے 661 عیسوی تک خدمات انجام دیں۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی اور داماد اور سب سے زیادہ قابل احترام صحابہ میں سے ایک تھے۔

اپنی خلافت کے دوران انہوں نے:

1. بیرونی خطرات سے اسلام کا دفاع کیا، عسکری مہماں کی قیادت کی۔

2. تمام شہریوں کے حقوق کا تحفظ کرتے ہوئے انصاف اور مساوات کا نفاذ۔

3. تعلیم اور علم کو فروغ دینا، علماء اور دانشوروں کی حمایت کرنا۔

4. قرآن کو مرتب کیا، اس کے تحفظ اور صداقت کو یقینی بنایا۔

5. اسلامی علاقوں میں توسعی، نئی زمینیوں کو فتح کرنا۔

6. غیر مسلم رعایا کے حقوق کی حفاظت کی، انہیں اپنے عقیدے پر عمل کرنے کی اجازت دی۔

7. دنیاوی آسائشوں کو ٹھکر کر سادہ اور عاجزی کی زندگی بسر کی۔

8. غریبوں، بیواؤں اور یتیمینوں کے لیے امداد فراہم کی۔

9. مسلم کمیونٹی کو متحد کرنا، اندر ورنی تنازعات کو حل کرنا۔

10. لڑائیوں میں غیر معمولی جرات اور بہادری کا مظاہرہ کیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں تیمبوں کی کفالت کئی طریقوں سے کی۔

1. تیم خالنے قائم کیے: اس نے تیمبوں کے لیے خصوصی گھر بنائے، انہیں خوراک، رہائش اور تعلیم فراہم کی۔
2. مالی مدد: اس نے ریاست کی آمدی کا ایک حصہ تیمبوں کی کفالت کے لیے مختص کیا، اس بات کو یقینی بناتے ہوئے کہ ان کی بنیادی ضروریات پوری ہوں۔
3. ذاتی شمولیت: وہ ذاتی طور پر تیمبوں کی عیادت کرتا تھا، رہنمائی اور تسلی دیتا تھا۔
4. تعلیم اور ہنر کی نشوونما: اس نے تیمبوں کو مختلف مہارتوں میں تعلیم اور تربیت حاصل کرنے کو یقینی بنایا، جس سے وہ خود کفیل بن سکیں۔
5. تحفظ اور انصاف: اس نے تیمبوں کو استھصال سے بچایا اور اس بات کو یقینی بنایا کہ ان کے ساتھ قانون کے تحت منصفانہ سلوک ہو۔
6. کمیونٹی کی مدد کی حوصلہ افزائی: اس نے مسلم کمیونٹی کو تیمبوں کی دلکشی بھال کرنے، ذمہ داری اور ہمدردی کے احساس کو فروغ دینے کی ترغیب دی۔
7. ایک ذاتی مثال قائم کریں: اس نے خود تیمبوں کو گود لیا اور ان کی پرورش کی، ان کی فلاح و بہبود کے لیے اپنی وابستگی کا مظاہرہ کیا۔
8. سرپرستی کا نظام قائم کیا: اس نے تیمبوں کی دلکشی بھال اور تعلیم کی نگرانی کے لیے سرپرست مقرر کیے، ان کی فلاح و بہبود کو یقین بنایا۔
9. ان کی صحت کی دلکشی بھال کے لیے مہیا کیا گیا: اس نے یقینی بنایا کہ تیمبوں کو ضرورت پڑنے پر طبی دلکشی بھال اور توجہ دی جائے۔
10. ہمدردی اور مہربانی کا مظاہرہ کیا: وہ تیمبوں کے ساتھ مہربانی، شفقت اور محبت سے پیش آیا، دوسروں کے لیے ایک مثال قائم کی۔

اپنی خلافت کے دوران تیبیوں کی کفالت کے لیے حضرت علیؓ کی کوششیں سماجی بہبود کے لیے ان کی وابستگی اور ایک منصفانہ اور ہمدرد معاشرے کی تشکیل کی خواہش کی عکاسی کرتی ہیں۔